بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ

معدن الذہب

فی اسرار حدیث الراہب

تصنیف لطیف

حجۃ الاسلام والمسلمین

شمس العلماء والمتکلمین، صدر المحققین

علامہ سید محمد ابوالحسن موسوی المشہدی

ادام اللہ ظلہ الشریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○
وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم

معدن الذھب

فی اسرار حدیث الراھب

تصنیف لطیف

حجۃ الاسلام والمسلمین
شمس العلماء والمتکلمین، صدر المحققین
علامہ سید محمد ابو الحسن موسوی المشھدی
ادام اللہ ظلہ الشریف

دار التبلیغ الجعفریہ
پوسٹ بکس 1525 اسلام آباد پاکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں!

☆ کتاب کا نام: معدن الذھب فی اسرار حدیثِ الراھب

☆ تالیف و تحقیق: علامہ آغا سید محمد ابوالحسن موسوی المشہدی

☆ کمپوزنگ: علیم اشرف

☆ پروف ریڈر: ڈاکٹر سید انعام عباس کاظمی صاحب

وقار حسین علوی، مولانا ارشد حیدری

☆ طبع اول: جنوری 2020ء

☆ ناشر: دار التبلیغ الجعفریہ، پوسٹ بکس 1525، اسلام آباد

دُعا

الـلهم منك البدء و لك المشية و لك الحول و لك القوة و انت اللّٰه الـذى لا الـه الا انت جعلت قلوب اولياء ك مسكـنـا لـمشيتك مـكمنا لا راد تك و جعلت عقولهم مـنـاصب اوا مرك و نوا هيك فانت اذا شيّت ما تشاء حـركـت مـن اسـرار هـم كـو امـن مـا ابطنت فيهم و ابـدات مـن اراداتك على السنتهم ما افهمتهم به عنك فـى عـقـوبـه دهـم بـعـقـول تد عوك و تد عو اليك بحقايق ما منحتهم به

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار، ج۸۵، ص۲۱۴

مہج الدعوات، ص۷۱

منتخب ص۱۱۸تا۱۱۹

فہرست

شاعر آل اللہ ناطق جعفری

فرزند تیرے سات نہیں ہو گئے چودہ
شبیرؑ نے جو تجھ کو بصد پیار دیئے ہیں
اللہ بھی اک بار عطا کرتا ہے راہب
میں نے تیرے بیٹے تجھے دو بار دیئے ہیں

انتساب

محسن انسانیت، مربی آدمیت، روح کائنات، مصدر موجودات، سلطان الوجود، باب السجود، ھیکل توحید، مظہر صفات اللہ الحمید، کریم کربلا، شہنشاہ نینوا، حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام التحیۃ و الثناء روحی وارواح العالمین لمقدمہ فداہ کے اسم الٰہی سے معنون ومنسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں

مولا کریم اس سعی ناچیز کو شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف

یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ (سورۂ یوسف، آیت ۸۸)

خاک پائے عزاداران سید الشہداءؑ

سید محمد ابوالحسن موسوی المشہدی

نذرانہ عقیدت

اقتدار امامت، تصرفات ولایت کے اثبات میں لکھے گئے اس مجموعہ اوراق کی تاجدار مسند ولایت مطلقہ صاحب امر کن، وارث انبیاء، وصی الاوصیاء، والی ارض وسماء، خلیفۃ الرحمان، مظہر یزدان، مالک کون ومکان، شریک القرآن، صاحب امر کن و فکان، مدبر کائنات، نقطہ موجودات، مرکز ممکنات، ناظم مخلوقات، صاحب الامر، ولی العصر، روح جہان ہستی حضرت حجت ابن الحسن العسکری علیہ الصلوٰۃ والسلام روحی وارواح العالمین لمقدمہ فداہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی بارگاہ ملکوتی میں کمال عجز وانکسار وادب واحترام کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ میرے شہنشاہ کریم مالک ان اوراق اور تحریرات شکستہ کج مج حروف کو شرف قبولیت عطا فرمائیں۔

يَآاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ (سورۂ یوسف، آیت ۸۸)

میرے کریم آقا اس کٹھن اور دشوارترین، ناہموار و پر آلام زندگی کی پُر پیچ راہوں میں میری کاملاً نگہداری اور غیبی تائید ومعنوی امداد فرمائیں۔ آپ کو حضرت محسن علیہ السلام کی شہادت اور جدہ گرامی کے شکستہ پہلو کی قسم ہے میری مدد فرمائیں۔ یا صاحب الزمان الغوث الغوث الغوث، ادرکنی ادرکنی، الساعۃ الساعۃ، العجل العجل العجل

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ

سید محمد ابوالحسن موسوی مشہدی

4 شعبان المعظم 1437ھ عید سعید

ظہور جلال کبریاء حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام

تشکر و امتنان

لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

کتاب مستطاب ندرت خطاب معدن الذھب فی اسرار حدیث الراھب جو کہ حضرت سلطان کربلا کریم نینوا سید الشہداء روحی وارواح العالمین لمقدمہ فداہ کی کائناتی حکمرانی اور تصرف ولایت تکوینی کے ایک محیر العقول عظیم الشان معجزہ باھرہ جو کہ دراصل امر امامت کی حقیقت قاھرہ ہے کہ درِ ولایت کے سوالی کو صاحب امر کن نے اولاد عطا فرمائی۔ یہ اعجاز ولایت منبر حسینیؑ سے ہر دور میں بیان ہوا ہے اور صاحبان ایمان کے ازدیان عرفان وایقان کا باعث بنا ہے کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا سوائے دشمنانِ آلِ محمد علیہم السلام اور عصر حاضر میں تقصیر کے آتش بار اژدھا (Thunder Dragon) عفریت نے چمنستان شیعیت کو تباہ و برباد کرنا شروع کر دیا ہے اور مناقب نورانیہ ظاہریہ و باطنیہ و معارف ربانیہ کا کھلم کھلا انکار ہو رہا ہے۔ ہم حتی المقدور استحصال فتنہ تقصیر میں کوشاں ہیں۔ کتاب ہذا کی اشاعت فضائل طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی ایک کڑی ہے اس کی تالیف سے کافی عرصہ پہلے ہم فارغ ہو چکے تھے مگر اشاعت کے لئے وسائل میسر نہ تھے نماز شب کا رونا رنگ لایا اور آخر کار ہماری دعا مجیب الدعوات کے حضور مستجاب ہوئی اور مومنہ کاملہ عارفہ محترمہ بلقیس فاطمہ پیرزادہ صاحبہ دام عزھا نے اس کی اشاعت کے لئے گراں بہا عطیہ ارسال فرما کر اپنے والد بزرگوار محترم المقام میاں بہادر سلطان پیرزادہ اعلی اللہ مقامہ نور اللہ مرقدہ کے ایصال ثواب کے لئے شائع کروانے کا بیڑا اٹھایا اور اس طرح اشاعت ممکن ہوئی۔ ہم محترمہ بلقیس فاطمہ پیرزادہ صاحبہ کے صمیم قلب سے سپاس گزار ہیں کہ ان کے ذریعے معارف الٰہیہ وفضائل نورانیہ کی تبلیغ وترویج اور ولی مطلق والی کونین حضرت ابی عبد اللہ الحسین صلوٰت اللہ علیہ کی ولایت مطلقہ تکوینیہ پر اعتراض کرنے والے منکرین و مقصرین کے ناروا حملوں اور حریم قدس پر جسارت کرنے والوں کے جواب اور اعتراضات واھیہ کا

سد باب ہوااور یہ علمی ملکوتی نورانی، صحیفہ مومنین کرام وسادات عظام کے دست بوس ہوا۔ خیـــــر الجزا المحسنین فی دار الدنیا و دار المتقین بحق محمد و آله الطاهرین صلوٰت الله علیهم اجمعین

ہم دل کی گہرائیوں سے محترمہ پیرزادہ صاحبہ کے لئے بارگاہ خداوندی میں ان کی صحت وسلامتی و کامرانی کے لئے دعاگو ہیں۔ مولا کریم ان کی توفیقات صالحات میں برکت ورزق حلال میں فراوانی عطافرمائے۔ بحق طٰہ وآل یاسین

خادم شریعت مطہرہ سید محمد ابوالحسن موسوی مشہدی

4 شعبان المعظم 1437ھ عید سعید

ظہور جلال کبریا حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام

اسرار حسینؑ کی برداشت

ایک شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا وہ اپنی حقیقی فضیلت بیان فرمائیں جو خدا نے آپؑ کو عطا کی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو برداشت نہ کر سکے گا۔ اس شخص نے عرض کیا! فرزندِ رسولؐ میں برداشت کرلوں گا

امام حسین علیہ السلام نے اپنا مقام فضیلت بیان کرنا شروع فرمایا تو سائل کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے اور اس حدیث کو بھول گیا تو حضرت نے فرمایا اس کا بھول جانا بھی نعمت و رحمت خدا تھی ورنہ مر جاتا۔

ملاحظہ فرمائیں: دمعتہ الساکبہ، ج ۴، ص ۵۰، مطبوعہ بیروت

نحن آل اللہ

اصبغ بن نباتہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ اے سید و سردار میں خدا کا راز معلوم کرنا چاہتا ہوں جس کے آپ راز دار ہیں حالانکہ اس پر میرا ایمان ہے فرمایا اے اصبغ کیا تم مسجد قبا میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو میرے باپ سے دیکھنا چاہتے ہو۔ اصبغ نے عرض کیا یہی چاہتا ہوں فرمایا: اچھا اٹھو پلک جھپکنے سے پہلے کوفہ سے مسجد قبا میں تھے مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: اے اصبغ سلیمانؑ بن داؤدؑ کو ہوا پر اختیار تھا جو ایک ماہ کی رفتار صبح کو اور ایک ماہ کی رات کو چلتی تھی اور ہمیں اس سے بہت زیادہ اقتدار عطا ہوا ہے میں نے عرض کیا بالکل درست۔

حضرت نے فرمایا: ہمارے پاس کل کتاب کا علم اور بیان موجود ہے۔ خدا کی ساری مخلوق میں کسی کے پاس وہ علم نہیں ہے جو ہم اہلبیتؑ کے پاس ہے کیونکہ ہم خدا کے راز کے اہل ہیں پھر مسکرا کر فرمایا نحن آل اللہ! ہم خدا کی آل اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں۔ میں نے عرض کیا

الحمدللہ پھر فرمایا: کہ مسجد میں داخل ہو میں داخل ہوا تو دیکھا کہ محراب میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر ڈالے تشریف فرما ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام بھی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دانتوں میں انگلی دے کر فرما رہے ہیں اے علی علیہ السلام کس قدر بدترین لوگوں سے سابقہ پڑا ہے۔ ان پر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت ہو۔

ملاحظہ فرمائیں: صحیفۃ الابرار، ج ۲، ص ۱۲۵

خطبه

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله الذی ابدع بمشية حقائق الممكنات من آثار اثار هاء و اخترع با رادته اعيان الموجودات من اشعته انوارها و صور بقدره بقدرته حدود الماهيات على ما اختارتها من الهيا كل فی اكو ارها واد وارها، ثم قضیٰ بر حمانيته و امضیٰ عليها فصتيرها مختارة فی اقبا لها واد بارهٰا و صلى الله على عبده المنتجب و رسوله المرتضیٰ ابی القاسم محمد بن عبد الله الذی انتجبه حاملاً امانة فيو ضاته، و اختاره سفيراً الى كافة مخلوقاته فاقامه فی العو الم كلها مقامه فادیٰ الى عبده احكامه و انعامه و على اهلبيت ، المعصومين الذی اذهب الله عنهم الرجس و طهر هم تطهيراً، و خصتهم بكلماقد خص رسوله من المقامات و الكر امات فضل النبوة، واعطاهم ما اعطاه من الايات و المعجزات اضافة على شرف الا بوة و النبوة

و بالا خص على صاحب الولاية الكلية الكبریٰ و السطنة المطلقة العظمیٰ امير المومنين سيد الوصيين و امام المتقين و يعسوب العارفين و حاملاً لو آ الحمد فی يوم الدين و قائد الغر المحجليين الى جنات النعيم (على بن ابی طالب) و على اصحابه المنتجيين الذی استقاموا على الطريقة و شيعته المخلصين الذی عملوا بعد ما اتبعوا الحق و الحقيقة و لعنة الله على اعدا آئهم اعداء الله و مخالفيهم اجمعين الى يوم الدين (آمين)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حرف اول

خلق اول حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبھا کی مداح سرائی ہی حرف اول ہے اور اول ما صدر نے جب عالم ھویت میں تجلی فرمائی اور کنت کنزاً مخفی کی خواہش ربانی نے تعبیر پائی پس اسی لمحہ اول ما خلق کی مدح زبان بے زبان سے ایزد منان نے شروع کی اور اول ما صدر نے اس کی تسبیح و تحلیل، تمحید وتمجید شروع فرمائی۔

اول ما خلق کے مقامات معنویہ، فضائل ظاہریہ و باطنیہ اور معارف الٰہیہ کی مدح سرائی، قصیدہ خوانی، ذات احدیت نے فرمائی ہے۔ یہ سنت الٰہی ہے کہ اول ما صدر کے فضائل ومناقب بیان کئے جائیں یہ بھی احادیث مبارکہ میں موجود ہے کہ فضائل آل محمد علیہم السلام کا بیان کرنا فضائل کا لکھنا اور ان کا پڑھنا عبادت بھی ہے اور سعادت بھی۔ ان معارف شعشانیہ ملکوتیہ کا اقرار اور ان پر ایمان عذاب سے نجات اور حصول شفاعت کا ذریعہ ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے

اللهم انى اقر و اشهد و اعترف ولا اجحد و اسر و اظهر و اعلن و ابطن بانك انت الله لا اله الا انت و حد ك لا شريك لك و ان محمدا عبدك و رسولك و ان عليا امير المومنين و سيد الوصيين ووارث علم النبيين و قاتل المشركين و امام المتقين و مبير المنافقين و مجاهد الناكثين و القاسطين و المارقين امامى و محجتى و من لا اثق بالا عمال و ان زكت ولا اراها منجية لى و ان صلحت الا بو لايته والاء ئتمام به والاء قرار بفضائله و القبول من حملتها و التسليم لرواتها

ملاحظہ فرمائیں: مہج الدعوات، ص۳۵۶

میں اپنے اعمال پر اعتماد نہیں کرتا اگر چہ وہ نیک ہی کیوں نہ ہوں اور میں ان اعمال کو نجات دہندہ نہیں دیکھتا اگر چہ وہ صالح ہی کیوں نہ ہوں مگر آپ کی ولایت اور آپ کی پیروی اور آپ کے فضائل کے اقرار کے ساتھ اور انہیں بیان کرنے والوں سے قبول اور ان کی روایت کرنے والوں کو تسلیم کرنے کے ساتھ (ملاحظہ فرمائیں: منہج الدعوات، ص۲۸۲) پھر احادیث میں احیاء امر آل محمد علیہم السلام کا حکم دیا گیا ہے۔

وجہ تالیف

حضرات محمد وآلِ محمد علیہم السلام حجۃ اللہ علی الخلق اور رحمت کل ہیں۔ جمیع مخلوقات موجودات یرئ و مالا یرئ غیبیہ وشھودیہ جہان ہستی کا ذرہ ذرہ ان ذوات متعالیہ کے زیر نگین، تحت فرمان اور ان کا محتاج ہے لہذا ہر مشکل میں ان کی طرف ہر ایک رجوع کرتا ہے خواہ دوست ہو یا دشمن۔ جیسا کہ ھادی برحق حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا ارشاد حق بنیاد ہے۔

طاطا کل شریف لشر فکم و بخ کل متکبر بطا عتکم و خضع کل جبار لفضلکم و ذل کل شی لکم و اشرقت الا رض بنورکم

ملاحظہ فرمائیں: زیارت جامعہ کبیرہ

ہر شریف آپ کی شرافت و سرداری کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے ہر متکبر آپ کی اطاعت کے لئے سر جھکائے ہوئے ہے ہر ظالم و جابر آپ کی عظمت و بزرگی کے سامنے خاضع ہے۔ خداوند عالم نے تمام اشیاء آپ کے تابع کر دی ہیں۔ زمین آپ کے نور فیض سے منور اور آپ کے فیض سے فیضیاب ہے۔

چونکہ یہ ہادیان برحق رحمت عالم کل ہیں لہذا موجودات میں سے ہر ایک موجود ان کے در کا سوالی نظر آتا ہے خوہ وہ مکلّف ہو یا غیر مکلّف۔ انسان ہو یا حیوان، ملائکہ ہوں یا جنات، پرند ہوں یا چرند یا درند، ارض وسماء ہوں یا بحر و بر میں رہنے والی ہر ہر مخلوق ان کی محتاج ہے اور وہ اپنی احتیاج کے لئے

ان کے در اقدس کی گدائی کرتی ہے کیونکہ یہی باب اللہ ہیں۔ جہاں دیگر مخلوقات جن وانس وحوش و طیور فیض حاصل کرتے ہیں وہاں لوگوں کی احتیاج اور حاجت روائی پر مبنی ایک ایمان افروز روایت مبارکہ ہماری مجالس میں صدیوں سے بیان ہوتی چلی آرہی ہے جو کہ کریم کربلا حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام روحی وارواح العالمین لہ الفداء کے فیض نورانی اور تصرف ملکوتی کی آئینہ دار ہے کہ ایک بے اولاد غیر مسلم آپ کے در پر آیا اور اولاد کا سوال کیا۔ حضرت کریم کربلاؑ نے خزانہ الٰہیہ سے اس کو اولاد عطا فرمائی۔ یہ حقیقت جو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے مگر چمگادڑ منحوس اور حرام پرندہ ہے روشنی جس کا مقدر نہیں کہ وہ ضیاء آفتاب سے فیضیاب ہو وہ محض تاریکی میں رہتا ہے اسی منحوس اور حرام چمگادڑ کے مثل مقصرین ہیں جن کو فضائل نورانی پر مشتمل احادیث وروایات نظر نہیں آتیں۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ سوائے انکار کے ان کے پاس کوئی لفظ ہی نہیں۔ لہٰذا مقصرین اپنی کورچشمی کی بدولت بحور مناقب کے فیض معنوی سے دور ہیں۔ گلستان ملکوتی کے نخل ثمردار کے پاکیزہ میوہ جات مقصرین کا مقدر ہی نہیں اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّهٗ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا اور ان احادیث شریفہ کا انکار کرتے ہیں جو حقائق انوار سے لبریز ہیں۔ ان کی احادیث میں یہ حدیث مبارکہ ہے جب کی یہ حدیث کتب معتبرہ میں موجود ہے اور علماء نے اسے لکھا ہے اور شرح بھی فرمائی ہے۔ ان معارف ربانیہ کو ہم کتاب ھذا میں آفتاب نصف النہار کے مثل واضح وآشکار کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ واللہ ولی التوفیق

السید محمد ابوالحسن موسوی مشہدی

کشف حقیقت

حقیقت یہ ہے کہ فضائل ومناقب کے بیان میں صرف کتب میں ہونا ہی کافی ہے۔ نیز وہ روایات جو سینہ بہ سینہ آ رہی ہیں وہ بہر حال معتبر ہیں خواہ وہ کتب میں نہ بھی ہوں۔

نشان راہ اصول روایت

سرکار صدر الطائفہ علامہ حلی اعلیٰ اللہ مقامہ نور اللہ مرقدہ کا فیصلہ

سرکار شیخ العلماء والمجتہدین علامہ حسن بن یوسف بن مطہر حلی اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں امامیہ میں علمائے اخباریین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خصوصاً اصول دین وفروع دین میں اخبار واحادیث احاد پر اعتماد فرمایا ہے جو آئمہ اطہار علیہم السلام سے منقول ہیں اور اعلام اصولیین میں مثلاً شیخ ابو جعفر طوسی اعلیٰ اللہ مقامہ نے بھی اخبار واحادیث واحاد کو قبول کرنے میں اتفاق فرمایا۔

ملاحظہ فرمائیں: معالم الاصول، ص ۱۸۱، مطبوعہ ایران

سرکار علم الہدیٰ اعلیٰ اللہ مقامہ کا فیصلہ

سرکار سید الفقہا والمجتہدین علامۃ العلماء والمحدثین علامہ السید مرتضیٰ الموسوی علم الہدیٰ اعلیٰ اللہ مقامہ نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: ہماری کتابوں میں اکثر احادیث قطعی طور پر صحیح ہیں یا پھر تواتر کے ساتھ ایسی علامات کے ساتھ درج ہیں جو ان کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں یا پھر ان احادیث کے راوی سچے ہونے کی وجہ سے ہر ایسی روایت موجب عمل ہے اگرچہ وہ ہمیں اپنی کتابوں میں ایک مخصوص سند کے ساتھ ہی کیوں نہ ملتی ہوں۔

ملاحظہ فرمائیں: معالم الاصول، ص ۱۸۷، مطبوعہ ایران

الجواہر السینہ فی الاحدیث القدسیہ، ص ۳۹۰، مطبوعہ ایران

آیت اللہ تبریزی کا فیصلہ

سرکار صدر العلما والمجتہدین فخر المتاخرین الفقیہ السعید الحاج میرزا فتاح الشہیدی التبریزی اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہیں:

لا بد فی اعتبار الخبرو حجية من اجتماع امور ثلاثه احد هاكون الخبر سند اصحيا او ثقا او حسنا ثا نيها كونه فی كتاب متقين الانساب الی مصنفه بالتواتر بطريق معتبر غير المتواتر ثالثها كون مصنف ذالك الكتاب ثقته مميزا بين صحيح الخبر و سقيم فلا اقل من اجتماع الا مرين الاخرين

(ملاحظہ فرمائیں: ہدایۃ الطالب الی اسرار المکاسب، ص ۱، مطبوعہ تبریز، ایران، طبع شدہ ۱۳۷۰ھ)

حدیث کے معتبر اور قابل حجت ہونے میں تین امور کا پایا جانا ضروری ہے۔

اولاً: حدیث سند صحیح ہو یا موثق یا حسن ہو

ثانیاً: ایسی کتاب میں ہو جس کی نسبت مؤلف کی طرف تواتر یا غیر تواتر سے بطریق معتبر ثابت ہو۔

ثالثاً: اس کتاب کا مصنف (مؤلف) معتبر اور صحیح و غلط کی تمیز جانتا ہو۔

بہرحال کم از کم آخری دو شرائط ہونا ضرور ہیں۔

فائدہ: سرکار علامہ تبریزی کے اس بیان حقیقت ترجمان سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اخذ روایت میں دو شرائط ضروری ہیں پہلی یہ کہ حدیث تواتر کے ساتھ ہو اور دوسرا یہ کہ جس کتاب سے اخذ کی جائے اس کا مؤلف مصنف معتبر اور موثق ہو بحمد للہ ہم جس قدر روایات اور احادیث اپنی کتب میں نقل کر رہے ہیں یا آگے نقل کریں گے وہ سب ان جملہ شرائط کے عین مطابق ہیں اور ان کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں اور جن علمائے اعلام اور محدثین کرام اور مجتہدین عظام کی کتب معتبرہ سے ہم نے احادیث و روایات درج کردی ہیں یا آئندہ کریں گے وہ ثقہ اور معتبر ہیں۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ (خطبۃ البیان حقائق وشواہد، ص ۸۱)

قاعدہ تسامع فی ادلۃ السنن

علم اصول فقہ کے ابتدائی طالب علم بھی یہ جانتے ہیں کہ مستند حوالہ جات اور مستند حدیث کی ضرورت صرف اس وقت درپیش ہوتی ہے جب کسی حکم کے وجوب یا حرمت کو ثابت کرنا مقصود ہو اور مستحبات اور سنن کے اثبات کے لئے مرسل یا ضعیف حدیث سے بھی استدلال جائز ہے۔

سید المحدثین علامہ سید عبداللہ شبر طاب ثراہ فرماتے ہیں:

کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان واجب الاذعان

من سمع شیأمن الثواب علی شئ فصنعه کان له و ان لم یکن علی ما بلغه

(ملاحظہ فرمائیں: الاصول الاصلیہ، ص۱۶۴، مطبوعہ ایران)

یعنی جو شخص یہ سن کر کہ فلاں کام ثواب ہے اس پر امید ثواب سے عمل کرے تو اس کو ثواب ملے گا اگرچہ فی الواقع اس طرح نہ ہو۔ اللہ تبارک تعالیٰ پر حسن ظن کرنے کے ساتھ جو اس کے پاس ہے اس کو طلب کیا جائے۔

شیخ الفقہاء والمجتہدین سرکار علامہ شیخ احمد بن فہد حلی قدس سرہ

پس جان لو کہ آئمہ اطہار علیہم السلام سے وارد شدہ اخبار بھی اس معنی کی تاکید کرتی ہوئی نظر آتی ہیں جسے ہم نے بیان کیا ہے اور اسی معنی پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ اس میں ترغیب اور شوق دلاتی ہوئی رہنمائی کرتی ہیں۔

(۱) الشیخ الصدوق علیہ الرحمۃ اپنے خاص سلسلہ جو کہ آئمہ اطہار علیہم السلام تک ملتا ہے سے روایت کرتے ہیں کہ "ان من بلغه من الخير فعمل به كان له من الثواب ما بلغه و ان لم الا مر كما نقل اليه" یعنی جس شخص نے خیر کو سنا اور اچھی چیز پر عمل کیا تو اسے اس اچھی چیز کا ثواب ملے گا اگرچہ حقیقت میں ایسا نہ ہو جیسا اس کی طرف نقل کیا گیا ہے۔

(۲) اسی طرح ایک اور روایت میں شیخ صدوق علیہ الرحمۃ اپنے سلسلہ روایت سے صفوان راوی کی طرف سے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے ایک روایت کرتے ہیں کہ" من بلغه شي من الخير فعمل به كان له اجر ذالك و ان كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لم يقله" یعنی اگر کوئی شخص جب کسی اچھی بات اور عمل کو سن کر اس پر عمل کرے تو اسے اس کا اجر ملے گا اگر چہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا نہ فرمایا ہو۔

(۳) محمد بن یعقوب بن علی بن ابراہیم مختلف راویوں سے نقل کرتے ہوئے ہشام بن سالم کے واسطہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان نقل کرتا ہے کہ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"من سمع شيئا من الثواب على شيء فصنعه كان له اجره و ان لم يكن علىٰ ما بلغه" یعنی اگر کسی نے اچھے امر کا ثواب سنا اور پھر اس کو انجام دیا تو اسے اس کار خیر کا ثواب ملے گا اگر چہ وہ ثواب اس طرح نہ ہو جس طرح اسے خبر ملی لیکن پھر بھی اسے وہ سنا ہوا ثواب ملے گا۔

عامہ یعنی اہل سنت والجماعت کے سلسلہ روایت سے عبدالرحمٰن حلوانی نے جابر بن عبداللہ کی طرف نسبت دیتے ہوئے ایک روایت نقل کی ہے کہ جابر ابن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ" من بلغه عن الله فضيلة فاخذ بها و عمل بها فيها ايمانا بالله ورجاء ثوابه اعطاه الله تعالىٰ ذالك و ان لم يكن كذالك" یعنی اگر کسی ایک کام کی فضیلت اور اجر معلوم ہو اور وہ خدا کی ذات پر ایمان رکھتے ہوئے اس پر عمل کرتا ہے اور خدا سے ثواب کی امید رکھتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے اگر چہ وہ حقیقت میں اس طرح نہ بھی ہو۔

ان مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کام اور عمل خیر کے ثواب کو سن کر اس پر عمل کیا جائے تو اسے اس کا ثواب ملتا ہے یہ بات دونوں فریق (شیعہ وسنی) کے درمیان متفقہ علیہ اور غیر متنازع ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: عدۃ الداعی، ص ۶ تا ۷

یعنی یہ ضروری نہیں کہ وہ روایت کسی کتاب میں ہو بلکہ ثواب کی غرض سے لوگوں کو حق کی طرف مائل کرنے اور نیکی کی طرف راغب کرنے کے لئے اگر کوئی روایت ازخود ہی بیان کردی جائے تو بھی اس کا ثواب ملے گا۔ اب وہ احادیث یا روایات جو لوگوں کے دلوں میں شمع ولایت کو روشن کرتی ہیں اور نور معرفت سے قلوب و اذہان کو متجلی کرتی ہیں اگرچہ ان روایات کا وجود کتب معتبرہ میں نہ ملے اور سینہ بہ سینہ بیان ہوتی چلی آرہی ہیں ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور نہ کرنا چاہئے۔ ان روایات کا بیان اجر و ثواب کا باعث ہے کہ سننے والوں کے دلوں میں مودت و محبت آلِ محمدؐ کی ضیاء باری ہوتی ہے اور مذہب حقہ کی طرف رغبت اور ولاء آلِ محمدؐ میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا حضرت صادق آلِ محمد علیہ السلام کے فرمان واجب الاذعان پر عمل واجب ہے اور سلف صالحین کی سیرت بھی یہی رہی ہے لہٰذا ان حقائق کے مطابق اور قاعدہ تسامع ادلہ السنن کی روشنی کی ان روایات کا بیان نہ صرف لازم ہے بلکہ بعض حالات میں واجب ہوتا ہے کہ عوام الناس کے دلوں میں عظمت رفعت اور عشق آل رسولؐ کی شمع فروزاں ہو۔

یہ کام نہ صرف ذات پروردگار کو پسند ہے بلکہ مطلوب ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یہی ہے چنانچہ اس غرض عمیق اور نکتہ دقیق کے پیش نظر ہمارے علماء واعلام و محدثین کرام و مجتہدین عظام نے قاعدہ جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

سرکار عماد الفقہاء والمجتہدین

آیت اللہ آقائی محمد علی نجوانی طیب اللہ روحہ عطر اللہ مرقدہ کا ارشاد حق بنیاد

یہ کہ ایسے بیانات جو اخبار و احادیث سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ محض مقاتل، حکایات اور تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں ان کا مجالس میں بیان کرنا اگرچہ وہ ضعیف ہوں تاہم مقصد گریہ و بکا ہو تو جائز ہیں۔ یہ اسی طرح جیسے ایک شخص نے اپنے آقا کی خدمت میں اس کی مطلوبہ شے کے علاوہ کچھ اپنی جانب سے پیش کرے جس سے پیش کرنے میں آقا کی خوشنودی اور ثواب دارین مطلوب ہو تو اس کو بھی آقا

قبول فرمالیتا ہے۔لہٰذا یہ تاریخی بیان گوضعیف ہو جائز ہو گا۔اگر کوئی شخص خدا کی حمد وثناء میں اپنی طرف سے کچھ الفاظ بیان کرے جو کسی خبر اور حدیث میں نہ ہوں اور دعا کرے کہ رب عظیم مجھے اس حمد وثناء کا ثواب عطا فرماتو اس کو وہی ثواب ملے گا جو اصل حدیث واخبار کے بیان سے ملتا ہے۔اسی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کے اس ذکر سے جو کسی معتبر کتاب میں نہیں اپنی طرف سے ذکرو توصیف کرے یا مصائب بیان کرے اس کو بھی وہی ثواب عطا ہو گا جو کسی معتبر کتاب یا حدیث میں پایا جاتا ہو۔

ذاکر مجالس امام حسین علیہ السلام کو چاہیے کہ وہ جو کچھ بغرض گریہ وفضائل اپنی طرف سے اضافہ کرے اس میں کسی امام سے اس کو منسوب نہ کرے اگر چہ ذاکر کا بیان محض حصول زر ہی کے واسطے ہو۔ کیونکہ سید الشہداؑء اور ذاکر سید الشہداؑء ہر طرح وسیلہ نجات دنیوی واخروی بھی ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: الدعاۃ الحسینیہ ،ص۸۲تا۸۳،مطبوعہ ایران

فقیہہ بزرگوار کے فرمان ذیشان سے یہ سارا مسئلہ حل ہو گیا کہ ہمارے ذاکرین عظام اور خطباء کرام جو کچھ منبر پر بیان فرمارہے ہیں سب درست اور جائز ہے ان کے بیان اور خطبات سے عوام الناس کے دلوں میں حضرات طاہرین علیہم السلام کی عظمت پیدا ہوتی ہے۔لہٰذا یہ بہت عظیم کارثواب ہے اور لوگوں کو مؤدت کی طرف مائل کرتے ہیں۔توحید، نبوت، امامت، ولایت، والیان برحق کی حقانیت کی طرف لوگوں کو راغب کرتے ہیں۔یہ شخصیات یقیناً لائق صداحترام ہیں اور ان کی عظمت کو ہم سلام پیش کرتے ہیں جو لوگوں کو صراط المستقیم کی طرف بلاتے ،متوجہ کرتے اور بے اطلاع سادہ لوح عوام کے دلوں میں ولایت آلِ رسولؐ کی روشنی پیدا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ مجاہدین عظیم المرتبت ہیں،وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَى الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا (سورۃ النسا، آیت ۹۵)

فقیہہ بزرگوار آیت اللہ حاج محمد علی نجوانی قدس سرہ متوفی ۱۳۳۴ھ

ارشاد فرماتے ہیں

اصول مذہب آل محمد علیہم السلام میں ایک قاعدہ شریفہ قاعدہ تسامح درادلہ سنن ہے جو کہ قرآن و حدیث اور عقل کے عین مطابق اور موافق ہے۔

اس قاعدہ سے مراد عدم اعتناء نہیں بلکہ مراد توسعہ درادلہ سنن ہے یعنی شارع نے جو اخبار معتبر سنن کے متعلق بیان فرمائی ہیں ان پر عمل بلکہ وہ اخبار جو ضعیف ہی کیوں نہ ہوں ان پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ مراد از ادلہ سنن اس مقام پر ضعیف اخبار و احادیث بھی قبول ہوں گی اور وہ روایات جو شہرت رکھتی ہیں اور عقل بھی ان کی تائید کرتی ہے۔ بعید نہیں کہ یہ شہرت والی روایات و احادیث تواتر ہوں۔ جیسا کہ صحیحہ ہشام میں وارد ہے من بلغه عن النبی صلی الله علیه و آلهٖ وسلم بشئ من الثواب فصنعه کان له اجر ذالك و ان کان رسول الله صلی الله علیه و آلهٖ وسلم له لعلے و مثل حسنه (یعنی اگر کوئی شخص جب کسی اچھی بات اور عمل کو سن کر اس پر عمل کرے تو اسے اس کا اجر ملے گا۔ اگرچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نہ فرمایا ہو۔

ان اخبار و روایات کی مثال اپنے مقام پر مذکور ہے کہ حاصل احادیث یہ کہ کسی کو حضرات معصومین علیہم السلام کی کوئی حدیث پہنچے اس پر ثواب اور عمل کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہو اور وہ شخص اس حدیث پر عمل کرے کہ جو حضرت احدیت کی شان میں ہو اس کو اس حدیث پر عمل کرنے کی وجہ سے اجر و ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ وہ روایت معصوم سے حقیقت میں صادر ہی نہ ہوئی ہو عمل کرنے والے اس شخص کو پھر بھی اس کا اجر و ثواب ملے گا۔

پس حضرات آئمہ علیہم السلام کے مصائب (فضائل) میں اخبار ضعیفہ اسی قاعدہ سے بیان ہوتی ہیں کہ ان روایات کو بیان کرنے سے رونا و آہ و بُکاء زیادہ ہوتا ہے اور جو کہ از خود اجر عظیم رکھتا ہے عمل کیا جائے گا۔ پس مذکورہ اقوال کی روشنی میں وہ اخبار جو مشہور و معروف ہیں روضہ خوان ذاکرین واعظین

کے لئے ان کا مقصد ثواب بیان کرنا جائز ہے۔ یہ وسیلہ نجات در آخرت ہے۔ وسیلہ نجات در دنیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: الدعاۃ الحسینیہ، ص ۸۲ تا ۸۴

کچھ خار کم تو کر گئے گزرے جدھر سے ہم

ہم اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے اس حقیقت قاہرہ کو تسلیم کرتے ہیں کہ بے دین، بد اصل، بدنسل ملاؤں نے گلستان شیعیت کو ویران کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، چمنستان شیعیت کو ریگستان وہابیت میں تبدیل کرنے کے لئے انہوں نے چہار اطراف خار دار جھاڑیاں اگا دی ہیں ان خار دار شجر زقوم کو ہٹاتے ہوئے ہمارے ہاتھ زخمی ہوئے اور صحرا کو پر بہار بنانے کے لئے آبلہ پائی کے باوجود ہم نے حتی المقدور کوشش کی ہے۔ کانٹے اور جھاڑیاں بہت زیادہ ہیں مگر ہم نے بھرپور سعی کی ہے اور کر رہے ہیں کہ کانٹے دار شجر زقوم تلف کریں اور گلستان کو پر بہار بنائیں۔

ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

الحمدللہ آج گلستان تشیع کی شادابی سے رنگا رنگ پھول مہک رہے ہیں ہر مومن کی چشم بینا کو سکون ہے اور ان پھولوں کی عطر بیز خوشبو سے مشام دل و دماغ معطر ہیں۔ حضرت احدیت اور امناء الرحمٰن علیہم السلام جانتے ہیں کہ ان پھولوں کی رنگینی کے لئے ہم نے خون جگر دیا ہے اور آنے والی نسلوں سے امید ہے کہ ہماری اس محنت اور سعی ناچیز کو بام یا اوج و عروج تک لے جائیں گے۔ آنے والے دور میں یقیناً ایسے صاحبان بصارت و بصیرت ضرور پیدا ہوں گے جو ہمارے جہاد مقدس کا اعتراف کریں گے۔ آنے والے علماء، ذاکرین، واعظین، شعراء کرام کو ہم سلام کہتے ہیں اور ان سے ہماری امیدیں وابستہ ہیں ہم نے شدید گرداب، تلاطم خیز طوفانوں اور بے رحم امواج سے اس کشتی کو بچا کر منزل کی طرف گامزن کیا ہے۔ آنے والے یہی ذمہ داران ملت کشتیٔ ملت کے ناخدا یقیناً منجدھار و گرداب سے ملت مظلومہ کے سفر مقدس کو محفوظ رکھیں گے۔ یہ ان کی شرعی، اخلاقی اور مذہبی ذمہ داری ہوگی۔

شیعوں کی ذمہ داریاں اوران کا مقام

امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی علم سے اس زمینی مخلوق کی طرف دیکھا جو یہاں گذرنا تھی تو (ان اللہ تعالیٰ اطلع الی الارض فاختار ناو اختار لنا شیعة ینصرو ننا و یفر حون لفر حناء یحزنون بحذننا و یبذلون اموالھم و انفسھم فینا) ہمیں مخصوص ذمہ داریوں کے لئے انتخاب کیا۔ پھر ہمارے ساتھ تائید کرنے والوں اور اشاعت کرنے والے شیعوں کو چنا۔ جو ہماری نصرت کریں اور ہماری خوشی میں خوش ہوں اور رنج میں غمگین ہوں اور اپنی جان و مال کو ہمارے مشن پر فراخدلی سے صرف کریں۔ وہی لوگ ہم سے ہیں اور ہم سے متعلق ہیں۔ پھر فرمایا کہ بروز قیامت ہر آنکھ رو رہی ہوگی اور ہر آنکھ بے چینی سے کھلی ہوگی۔ سوائے ان آنکھوں کے جن کو اللہ نے اپنے کرم سے خصوصیت بخشی جو حسینؑ و آلِ محمدؐ کی ہتک، حرمت پر روتی رہی ہوں۔ وہ آنکھیں چین و مسرت کی حامل ہوں گی۔

(ملاحظہ فرمائیں: اسرار شہادت، ص ۴۳، مطبوعہ ایران۔

شیعوں کی شناخت اور بلند مقام اور عبدو مولیٰ کے حقیقی معنی و تعلق

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اللہ ہمارے شیعوں پر رحمت نازل کرے یقیناً انہیں ہم سے وابستگی پر ستایا جاتا ہے اور ان سے ہمارے شیعوں کو ایذا پہنچتی ہے۔ یقیناً انہیں ہماری باقی ماندہ طینت سے پیدا کیا گیا اور ہمارے نور ولایت سے ان کا خمیر اٹھایا گیا۔ وہ ہماری امامت پہ راضی ہوئے اور ہم ان کی شیعیت پر خوش ہیں۔ ان کے دلوں پر ہماری مصیبتیں اثر انداز ہوتی ہیں اور ان کو ہمارے رنج سے رنج ہوتا ہے اور ہماری خوشی سے خوشی ہوتی ہے۔ وہ ہمارے مصائب پر روتے ہیں اور ہمیں بھی ان کے غم والم سے غم ہوتا ہے۔ و تطلع علی احوالھم فیھم معنا لا یفارقو ننا ولا نفارقھم ہم ان کے حالات سے ہر وقت مطلع رہتے ہیں وہ ہر حال میں ہماری نظروں میں گویا ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔ اس لئے کہ بندہ کے لئے اس کا مالک ہی اس کا مرجع ہوتا ہے اور اس

کا ٹھکانہ اس کا مولا ہی ہوتا ہے۔ وہ ان لوگوں سے جدا رہتے ہیں جو ہمارے دشمن اور ہماری ولایت کے ماننے والوں کی مدح وثنا کرتے ہیں۔ ہمیں ستانے والوں کو دور رکھتے ہیں۔ اے اللہ ہماری حکومت کے زمانہ میں ہمارے تمام شیعوں کو زندہ کر دینا اور انہیں ہماری مملکت اور ملکیت میں برقرار و موجود رکھنا۔ اللھم ان شیعتنا منا و مضافین الینا ہمارے شیعوں میں سے اور ہم سے تعلق ظاہر کرنے والوں میں سے جو کوئی بھی ہماری مصیبت پر روئے اور ہمارا ذکر جاری رکھے ان کو جہنم کا عذاب دینے میں اللہ کو شرم آتی ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں: اسرار شہادت، ص ۴۳، مطبوعہ ایران۔

اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائے جو ہمارے امر کو زندہ رکھے۔ اے فضل (راوی کا نام) جو ہمارا ذکر کرے اور جن کے سامنے ہمارا ذکر ہوا نہیں چاہیئے کہ وہ اس کی مثال قائم کریں اور ذکر برابر جاری کرتے جائیں۔ اللہ ایسے لوگوں پر رحمت نازل فرمائے۔ (الحدیث)

مسئولیت سنگین ہے

اس وقت ہماری مذہبی مسئولیت بہت ہی سنگین ہے،ہم نے شیعہ بھی بچانے ہیں اور شیعیت بھی۔تمام علماء حق کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ فرمائیں۔آج ہماری ایک لغزش مستقبل کے لئے بہت سے مسائل پیدا کرسکتی ہے۔ ہمارا دشمن بہت ہوشیار اور چالاک ہے۔نت نئے حربے استعمال کرکے ملت کو گمراہ کرنے کی سعی مذموم میں مصروف ہے کئی محاذ کھلے ہوئے ہیں۔ ہم نے تمام شیطانی مورچوں کو بند کرنا ہے۔منکرین فضائل،منکرین ولایت، مقصر ملاں دراصل استعمار کے زرخرید مزدور ہیں جو ہمہ وقت ابلیس کی نمائندگی کررہے ہیں اور نواصب کے اُگلے ہوئے نوالوں کو چبانے والے مقصر ملاں آئے دن ہمارے ذاکرین اور خطباء اکثرامثـــالھم پراعتراض کررہے تھے کہ فضائل کی یہ روایات کہاں سے آئی ہیں۔"یہ راہب والی روایت کہاں سے آئی" یہ کیا ہے وہ کیسے ہے؟ مقصد صرف اور صرف والیٔ کونین ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام کی ولایت تکوینی کا انکار ہے۔

آئے دن یہ اعتراضات اہل ایمان پر ہورہے ہیں اور یقیناً وہ جواب بھی دیتے ہیں یہ رسالہ شریفہ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔مختلف مقامات پر مومنین کرام نے اس روایت کے متعلق استفسار فرمایا۔ ہمارا شرعی فریضہ و وظیفہ یہ ہے کہ مومنین کرام کے اعتقاد کا تحفظ کریں۔لہٰذا اس شرعی ذمہ داری سے عہدہ براء ہونے کے لئے اس موضوع پر تحقیق انیق سے خامہ فرسائی شروع کی تالیف کے دوران ہم نے مختلف اہل علم سے تبادلہ خیال کیا اور مدعیان علم نے بے حد مایوس بھی کیا جن کا ذکر مناسب نہیں مگران پر تعجب ضرور ہے مگر ہم نے عزم واستقلال سے اس موضوع پر تحقیق جاری رکھی۔

رسالہ شریفہ کی تالیف آسان نہ تھی ہم نے باربار سید الشہداؑ سے امداد مانگی اور حضرتؑ نے بھرپور مدد فرمائی۔خود بخود حوالہ جات اور استدلال سامنے آتے گئے اور عین اللہ کی نگاہ نے اس کو شرف بخشا ورنہ من آنم کہ من دانم کے مصداق ہم کچھ نہ تھے ناظم کائنات سلطان الوجود کریم کربلا نے خصوصی

احسان ولطف فرمایا۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ بالآخر مسلسل کئی ماہ کی طویل مشقت اور روز وشب کی تحقیق وجستجو کے بعد دُرِ مقصود حاصل ہو گیا اور حدیث راہب کے حوالے سے ایک خزانہ ملکوتی ہم کتابی صورت میں پیش کرر ہے ہیں۔اس کتاب شریف کو معدن الذہب فی اسرار حدیث الراہب کے نام سے معنون کرر ہے ہیں۔امید ہے کہ مومنین کرام علماء و ذاکرین جہاں اس علمی ملکوتی نورانی خزانہ سے فیضاب ہوں گے وہاں ہمارے لئے ضرور دعائے خیر کریں گے۔ ہمارا مقصد صرف اور صرف حضرات طاہرین علیہم السلام کے مقامات معنویہ، معارف نورانیہ،فضائل ظاہریہ وباطنیہ کی تبلیغ ہے اور انشاءاللہ آخری سانس تک جاری رکھیں گے۔

کرو نہ غم کہ ضرورت پڑی تو ہم دیں گے
لہو کا تیل چراغوں کی روشنی کے لئے

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب

ذرہ بے مقدار بندہ درگاہ مرتضوی
السید محمد ابوالحسن موسوی مشہدی
۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ

نقوش صحیفہ

سلطان الوجود، باب السجود، ہیکل توحید، جامع جمیع، صفات اللہ الحمید، کریم کربلا سید الشہداء امام حسین علیہ السلام روحی وارواح العالمین لمقدمہ فداہ نے بے اولاد کو نعمت اولاد سے سرفراز فرمایا۔ ہم اس عظیم الشان معجزہ باھرہ کے حقائق واسرار قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس فقید المثال معجزہ کے مختلف پہلوؤں کی تشریح اور تفسیر وتاویل صاحبان انصاف کے سامنے لارہے ہیں۔ چونکہ تصرف تکوینی کا تعلق ولایت کلیہ الٰہیہ سے ہے اور جہان ہستی کے تمام زاویوں پر آئمہ کا تسلط واختیار ہے اور یہ بزرگوار خزائن الٰہیہ ہیں۔ خدائی خزانوں کے مالک اور لوح محفوظ وجودی ہیں تقدیر کا محو واثبات ان کے قلم مبارک سے ہے امام کا علم کلی ہے۔ آئمہؑ ہدیٰ کے جمیع مخلوقات پر احسانات ہیں حتیٰ کہ غیر مسلموں سے حسنِ خلق ان ذوات کا معلم خلق عظیم ہونا ہے۔ واضح رہے کہ حدیث راہب کے مثل ایک اور روایت بھی ہے جو حسینی برہمن کے حوالے سے تواریخ ہندوستان کے اوراق میں موجود ہے۔ لہٰذا اس موضوع کے متعلق بہت سارے حقائق ارقام کرتے ہوئے حدیث راہب کو ادلہ قطعیہ سے مبرہن کر رہے ہیں۔

خلیفہٗ الٰہی کا خزائن الٰہی پر تسلط واختیار

قاطع المقصرین آیت اللہ آقائی سید روح اللہ موسوی خمینی طیب اللہ روحہ کا ارشاد حق بنیاد

عزائم میں نبیؐ کی مدد آپ کی قطبیت اور خلافت کی بدولت ہے۔ یہ مدد اللہ کے جود وکرم کا ایک خزانہ ہے۔ پس یہ خزانے اللہ کے ہیں اور اس میں تصرف اس کا ولی کرتا ہے۔ اسی لئے فرمایا ہے: ''خزائن اللہ کے ہیں اور ان میں تصرف خلیفہ فرماتا ہے۔'' خلیفہ اس ہستی کی ملکیت میں تصرف کرتا ہے جس نے اسے خلیفہ بنایا ہے۔ البتہ یہ خلافت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک حق تعالیٰ اس بندے میں ہر قسم کا تصرف نہ کر لے۔ یہ تصرف اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک بندہ افق فنا کی آخری حد کو چھو نہیں لیتا۔ پھر جب وہ ذات وصفات وافعال کے لحاظ سے اپنی ذات سے گزر جاتا ہے تو اب کسی قسم کا تصرف، تصرف کنندہ اور تصرف شدہ باقی نہیں رہتا مگر اللہ کی طرف سے، اللہ کے لئے اور اللہ کی راہ میں۔ پھر جب اللہ اس بندے کو اس کی اپنی قلمرو میں واپس بھیجتا ہے تو اب وہ بندہ اللہ کے خزائن میں تصرف شروع کرتا ہے، یوں مجازات الٰہیہ کا وقوع عمل میں آتا ہے۔ پس ایک لحاظ سے خزانے اللہ کے ہیں اور تصرف بندے کا، دوسرے لحاظ سے خزائن اور تصرف دونوں اللہ کے ہیں، تیسرے زاویے سے یہ دونوں بندے کے ہیں اور چوتھے زاویے سے تصرف اللہ کا ہے اور خزائن بندے کے ہیں۔ پس اس امر میں تدبر کر۔

ملاحظہ فرمائیں: تعلیقات علیٰ شرح، فصوص الحکم، ص ۴۷

باب اول

معارف حسینیہؑ

باب اول

معارف حسینیہؑ

امام مبین سلطان الوجود حضرت امام حسین علیہ الصلواۃ والسلام کا مقام معنوی کتنا بلند ہے۔ آپؑ کی معرفت نورانی مقام شامخ الٰہی تک کیسے رسائی ہوسکتی ہے مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ

این حسینؑ کیست کہ ہمہ عالم دیوانہ اوست

فصل اول

راز خدا

حضرات امناء الرحمٰن صلوٰت اللہ علیہم الملک المنان کے لاتعداد مقامات معنویہ اور فضائل ظاہریہ، باطنیہ و معارف نورانیہ اسرار الٰہیہ ہیں جن کا عرفان توفیق ربانی کے بغیر ناممکن ہے اور خود معصومؑ فرماتے ہیں کہ ہمارا امر دشوار بھی ہے اور مخفی و مستور بھی جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔

حضرت امام سجاد علیہ السلام کا ارشاد حق بنیاد

ان حدیثنا صعب مستصعب لا یحتمله الا نبی مرسل او ملك مقرب

ملاحظہ فرمائیں: بصائر الدرجات، باب ۱۱

ہماری حدیث دشوار تر اور مشکل ترین ہے اس کو برداشت نہیں کرسکتا سوائے نبی مرسل اور مقرب فرشتے کے۔

حضرت کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

ان امرنا سر فی سر مستتر سر و سر لا یفید الا سراً سر علی سروسر مقنع بسر

ملاحظہ فرمائیں: بصائر الدرجات، باب ۱۱

تحقیق ہمارا ایک راز ہے۔ ایسا راز ہے جس کو راز ہی فائدہ دے سکتا ہے اور اس راز میں بھی راز ہے اور وہ راز پوشیدہ ہے۔

حضرت کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

ان امر نا هو الحق و حق الحق و هوا الظاهر و باطن الباطن و هو سروسر وسر المستر و سر مقنع با سر

ہمارا امر حق ہے اور وہ حق کا حق ہے اور وہ ظاہر ہے اور اس کا باطن ہے اور باطن کا باطن ہے اور وہ راز ہے اور راز در راز ہے اور وہ راز ایک سربستہ راز ہے۔ حضرات معصومین صلوٰت اللہ علیہم اجمعین کے یہ وہ اسرار ربانیہ ہیں جن کا عرفان تائید رحمان کے بغیر ممکن نہیں۔ تسلیم کرنے میں نجات ہے اور اسی کا ہمیں حکم ہے۔

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کا خدا سے راز و نیاز

سلطان الوجود امام حسین علیہ السلام روحی لہ الفداء نے عین شہادت کے وقت پروردگار عالم کو مخاطب کر کے فرمایا:

الهی و فيت بعهدی فاؤف بعهدك

اے اللہ میں نے اپنا وعدہ وفا کر دیا اب تو اپنا وعدہ وفا کر

ملاحظہ فرمائیں: کنز المصائب، ص۲۹۰، مطبوعہ ایران

یہ ایسا راز ہے جس کی تفسیر و تشریح کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد شفاعت ہے شفاعت کا مرتبہ سرداری جنت کا اعلان تو آپؑ کے نانا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچپن میں ہی فرما دیا تھا۔ الحسن و الحسينؑ سيد شباب اهل الجنة

امامین کریمین حسنین علیہم السلام جنت کے سردار ہیں اور ان کے والد بزرگوار ان سے بھی افضل ہیں یہ سرداری جنت و شفاعت کا اعلان تو بہت پہلے ہو چکا ہے یہاں کس وعدے کی بات ہو رہی ہے؟

تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کے راز تک کسی کی رسائی نہیں۔

اسرار حسینؑ کی برداشت

ایک شخص نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا اپنی وہ حقیقی فضیلت بیان فرمائیں جو خدا نے آپ کو عطا کی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تو برداشت نہ کر سکے گا۔ اس شخص نے عرض کیا فرزند رسولؐ میں برداشت کر لوں گا۔

امام حسین علیہ السلام نے اپنا مقام فضیلت بیان کرنا شروع فرمایا تو سائل کے سر اور ریش کے بال سفید ہو گئے اور وہ اس حدیث کو بھول گیا۔

ملاحظہ فرمائیں: دمعتہ الساکبہ، ج ۴، ص ۵۰، مطبوعہ بیروت

عقل انسانی کتنی بھی ترقی کرے عقل کلی عقل اول کے مقام کا ادراک نہیں کر سکتی اگر ان ذوات متعالیہ کی کنہہ ذات میں تحقیق کریں گے تو قعر ضلالت وذلت میں جا گریں گے نجات ان کے امر کو تسلیم کر لینے میں ہے۔ وھوا المطلوب

ان اسرار مکنونہ کو خدائے وحدہ لاشریک اور حضرات معصومین علیہم السلام کے سوا کون جان سکتا ہے۔ البتہ اس کے آثار مندرجہ ذیل روایات میں موجود ہیں۔

بعد از شہادت فرمایا: ہمارا مرنے والا نہیں مرتا

حضرت ابوعبداللہ الحسین علیہ السلام نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اپنے چند اصحاب سے فرمایا: اگر تم امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھ لو تو پہچان لو گے انہوں نے جواب دیا بیشک پہچان لیں گے فرمایا اچھا یہ پردہ اٹھا دو تو دیکھا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور یہ فرما رہے ہیں کہ ہمارا مرنے والا مرتا نہیں وہ باقی رہتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: صحیفۃ الابرار، ج ۴، ص ۱۳۰۔ دمعتہ الساکبہ، ج ۴، ص ۵۸

نحن آل اللہ

اصبغ بن نباتہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ اے سید و سردار میں خدا کا راز معلوم کرنا چاہتا ہوں جس کے آپ راز دار ہیں۔ حالانکہ اس پر میرا ایمان ہے فرمایا: اے اصبغ کیا تم مسجد قبا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو میرے باپ سے دیکھنا چاہتے ہو۔ اصبغ نے عرض کیا یہی چاہتا ہوں فرمایا: اچھا اٹھو پلک جھپکنے سے پہلے کوفہ سے مسجد قبا میں تھے مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: اے اصبغ سلیمان بن داؤد کو ہوا پر اختیار تھا جو ایک ماہ کی رفتار سے صبح کو اور ایک ماہ کی رفتار سے رات کو چلتی تھی اور ہمیں اس سے بہت زیادہ اقتدار عطا ہوا ہے میں نے عرض کیا بالکل درست۔

حضرتؑ نے فرمایا: ہمارے پاس کل کتاب کا علم اور بیان موجود ہے۔ خدا کی ساری مخلوق میں کسی کے پاس وہ علم نہیں ہے جو ہم اہلبیتؑ کے پاس ہے کیونکہ ہم خدا کے راز کے اہل ہیں پھر مسکرا کر فرمایا نحن آل اللہ! ہم خدا کی آل اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں۔ میں نے عرض کیا الحمدللہ پھر فرمایا: کہ مسجد میں داخل ہو میں داخل ہوا تو دیکھا کہ محراب میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر ڈالے تشریف فرما ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام بھی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دانتوں میں انگلی دے کر فرما رہے ہیں اے علی علیہ السلام کس قدر بدترین لوگوں سے سابقہ پڑا ہے۔ ان پر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت ہو۔ (صحیفۃ الابرار، ج ۲، ص ۱۲۵)

جن بزرگواروں کا امر ایسا مخفی راز در راز اور بالائے راز ہو۔ وہ ان لوگوں کو کیسے سمجھ آئے گا جو وادیٔ عرفان کے طفل مکتب بھی نہیں مدارس میں درس نظامی کا نصاب پڑھتے رہے یہ دل و دماغ یہاں سے لے کر ایران و عراق کے حوزے میں گئے اور وہاں سے صرف فقہی مسائل پڑھ کر آ گئے تو ان حضرات کے دماغوں میں کیونکر سما سکتا ہے۔ جو اس وادی میں وارد ہی نہیں صرف سیاسی نعرے کا علم جانتے ہیں ان بے چاروں کے دلوں میں ہوس یہ ہے کہ عوام و خواص ہمیں حجۃ الاسلام اور اعلم دوراں تسلیم کر لیں

پرانے زمانہ میں جو ہر علم کی بنیاد پر علماء کو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوتی تھی مگر اب بدمعاشی، غنڈہ گردی، الزام تراشی اور حقائق سے انکار مقبول ہونے کے لئے ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ یہ ذوات مقدسہ سر اللہ ہیں ان کے اسرار تک ہماری رسائی نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حق بنیاد حسینٌ منی و انا من حسینٌ من احب حسینا فقد احب اللہ (متفق علیہ) میرا فرزند حسین علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں حسین علیہ السلام سے ہوں جو امام حسین علیہ السلام سے محبت رکھے گا اللہ اس سے محبت رکھے گا۔ محبّ امام حسین علیہ السلام کا خداوند عالم خود محبّ و عاشق بن جاتا ہے۔ سلطان الوجود امام حسین علیہ السلام کی محبت میں محبت پروردگار عالم ہے۔ اطاعت امام اطاعت خدا ہے۔

فصل دوم

محبت خداوندی کا مرتبہ

حدیث قدسی ہے عبدی احبنی حتیٰ اجعلك مثلی اذ قلت لشی کن فیکون۔

ملاحظہ فرمائیں: عدۃ الداعی، ص ۳۱

اے بندے تو مجھ سے محبت کر حتیٰ کہ میں تجھے اپنا جیسا بنا دوں گا تم جس کو کہو گے ہو جا تو وہ بھی (فیکون) ہو جائے گا۔

محبت خداوندی کا مقام

محبت و عشق پروردگار ازلی مقام ہے کہ خدا نے فرمایا: حتیٰ اجعلك مثلی لیکن یہ یاد رکھیں کہ یہ مقام صرف حضرت امام حسین علیہ روحی وارواح العالمین لمقدمہ فداء کی محبت وغلامی پر منحصر ہے۔ اس لئے کہ خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا: من احب حسینا فقد احب اللہ جو امام حسین علیہ السلام سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے

گا۔

پھر حدیث قدسی میں ہے کہ جس سے پروردگار محبت کرے اس کے متعلق فرمایا حتیٰ اجعلک مثلی حتیٰ کہ میں تجھے اپنے جیسا کردوں گا تو بھی جس کے متعلق کن کہے وہ فیکون ہو جائے گی تجھے کن فیکون کی طاقت مل جائے گی۔ جب محبت حسینی کا یہ مقام ہے کہ حتیٰ اجعلک مثلی تو پھر سلطان الوجود امام حسین علیہ السلام کا خود اپنا مقام کیا ہوگا۔۔۔۔۔۔؟

اصحاب امام علیہ السلام کا مقام

السلام علیك یا عبد الصالح المطیع للّٰہ و لرسول حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام اور حضرت امیر مسلم بن عقیل علیہ السلام کی زیارت میں ہے۔ اے عبد صالح، اے مطیع پروردگار ورسولؐ اب آپ پھر اس حدیث قدسی پر غور فرمائیں۔

عبدی اطعنی حتیٰ اجعلك مثلی اے میرے بندے میری اطاعت کرحتیٰ کہ میں تجھے اپنے مثل بنا دوں گا۔ حضرت باب الحوائج ابوالفضل العباس علیہ السلام حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام اس مقام عظیم و مرتبہ کریم پر فائز ہیں۔ اس لئے یہ ذوات متعالیہ مشکل کشاء حاجت رواء اور کن فیکون کے تخت ملکوتی کے مسند نشین ہیں ان ذوات قدسی صفات کے لئے زیبا ہے کہ ان کو پروردگار عالم اپنے مثلِ اعلیٰ کہتا ہے۔ جب ان دو سرداروں حضرت مسلم بن عقیل اور حضرت عباس علیہم السلام کا یہ مرتبہ مقام ہے ان کے مولا و آقا حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کا مقام کتنا بلند ہوگا۔

فصل سوم

حقیقت کی تعریف

صحابی جلیل القدر کمیل ابن زیادؓ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ

کمیل یا امیر المومنین علیہ السلام ما الحقیقة (مولا حقیقت کیا ہے۔۔۔؟)

حضرت امیر المومنین علیه السلام مالك الحقیقة (تجھے حقیقت سے کیا کام۔۔۔؟
کمیل اولست صاحب سرك :مولا کیا میں آپ کا صاحب اسرار نہیں ہوں (کیا آپ صاحب خزانہ نہیں اور کیا میں آپ کا گنجینہ نہیں)

قال حضرت امیر المومنین علیه السلام بلی ولکن یرت شیح علیك ما یطفح منی ہاں بے شک تو ہمارا صاحب اسرار ہے اور تیرے قلب اور تیری روح پر ہمارے فیض کی بارش ہوتی ہے۔ کمیل نے عرض کیا کہ آپ جیسا سخی و کریم تو سائل کو خالی نہیں بھیجتا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: الحقیقة کشف سبحات الجلال من غیر اشاره (حقیقت کیا ہے جلوات نور کا منکشف ہونا بغیر کسی اشارے کے یعنی حقیقت ظہور کے لئے کیف و کیفیت کی محتاج نہیں ظہور خلقت حقیقت بلا کیف ہے)

کمیل: زدنی بیانا یا امیر المومنین علیه السلام مولاؑ اور فرمائیں

۲۔حضرت امیر المومنین محو الموهوم و صحو المعلوم (موہوم چیز کا مٹ جانا اور معلوم چیز کا ثابت ہو جانا)

کمیل: زدنی بیانا یا امیر المومنین علیه السلام میرے سردار اور بیان فرمائیں۔

۳۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام هتك السرو غلبة السر (راز فاش ہونا اور راز کا غالب آجانا یعنی واضح و آشکار ہو جانا)

کمیل: زدنی بیانا یا امیر المومنین علیه السلام میرے سردار اور بیان فرمائیں

۴۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام الصفتہ التوحید جذب الا حده (حقیقت کیا ہے احدیت کا صفات توحید میں جذب ہو جانا)

کمیل: زدنی بیانا یا امیر المومنین علیه السلام میرے سردار اور بیان فرمائیں

۵۔حضرت امیر المومنین علیہ السلام نور یشرق عن صبح الازل فیلوح علی هیاکل

التوحید آثارہ (صبح ازل کونور کا طلوع ہونا اور توحد کے مجسموں، توحید کی صورتوں کا روشن ہو جانا)

کمیل: زدنی بیانا یا امیر المومنین علیه السلام میرے سرداراور بیان فرمائیں

۶۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اطفی السراج (چراغ کو بجھا دینا) فقد طلع الصبح (اس لئے کہ صبح طلوع ہوگئی ہے)

ملاحظہ فرمائیں: کلمات مکنونہ، ص ۴۷

نور البراہین، ج ۱، ص ۲۲۱

انوار الساطعہ، ج ۲، ص ۳۱۴

فصل چھارم

اس حدیث شریف کو اہل سنت کے علماء نے بھی بیان کیا ہے

کمیل بن زیاد اپنے زمانہ کے شیخ کامل تھے آپ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کے مرید و خلیفہ تھے آپ کے سلسلہ میں بڑے بڑے اولیاء کرام داخل ہونا فخر سمجھتے تھے حتیٰ کہ خواجہ حسن بصری اپنے کمالات کے باوجود ان سے فیض صحبت حاصل کرتے تھے۔

شیخ رکن الدین علاؤالدولہ سمنانی چہل مجالس میں فرماتے ہیں

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی عادت تھی کہ جب علوم و اسرار بیان کرنا چاہتے تو حضرت کمیل بن زیاد کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کو سامنے بٹھا کر اسرار بیان کرنا شروع کرتے۔ بعض اوقات حضرت کمیل بن زیاد سوال کرتے کہ یا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام حقیقت کیا ہے۔ فرماتے تجھے حقیقت سے کیا کام وہ کہتے کہ میں آپ کا محرم راز نہیں ہوں؟ آپ فرماتے کہ بے شک تمہارے جیسے سائل کو محروم نہیں رکھتا اس کے بعد آپ اس قدر حقائق اور اسرار توحید بیان کرتے تھے کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ کی عظمت بیان میں نہیں آسکتی کیونکہ جو چیز

بیان میں آجائے وہ دوئی اور غیر بلب کرتی ہے۔ کمیلؓ نے کہا اور حقیقت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: کہ محو کرنا نام ہے امر موہوم اور خلاف واقعہ اشیاء کے ناچیز کرنے یعنی مٹا دینے کا جو عالم اضافی کا وجود ماسویٰ اللہ ہے اور بیدار ہونا نام ہے۔ امر معلوم اور الحقق کے جاننے کا جو کہ وجود حق تعالیٰ ہے (یہاں مقام فنا و بقا یا سکر و صحو کی تشریح کی گئی ہے) مطلب یہ کہ محویت یا سکر یا فنا فی اللہ اسے کہتے ہیں کہ سالک ماسویٰ اللہ یعنی تمام اشیاء جن کا وجود وہمی اور اعتباری ہے ناچیز کردے یا مٹادے اور بقا باللہ یا بیدار ہونا ہوشیاری یا صحو یہ ہے کہ وجود حق تعالیٰ سے محقق ہو جائے اور غیر، غیر نہ رہے کمیل نے کہا کہ اس کی مزید تشریح کیجئے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: یک کردن و پردہ در بدن از سرو امر نہاں) نزدیک غلبہ سر ایک کرنا اور پردہ اٹھانا راز پنہاں سے جب راز کا غلبہ ہو یعنی وہ حالت طاری ہو۔ اس کے بعد حضرت کمیل نے عرض کیا کہ حقیقت بیان فرمایئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: (نوریست کہ مے درخشند از صبح پس ظاہر مے شود بر ھیاکل مصور ہائے توحید) آثار سے توحید کے ہیاکل (جمع ہیکل بمعنے شکل) اور صورتوں پر ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی نور ازلی کے پرتو سے تمام تعینات عالم کا ظہور ہوتا ہے اس کے بعد حضرت کمیلؓ نے عرض کیا کہ اپنی حقیقت بیانی کی ذرا مزید توضیح فرمایئے تو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: چراغ بجھا دو پس سورج نکل آیا اور صبح ظاہر ہوئی اور چراغ کی روشنی کی ضرورت نہ رہی اور حقیقت اپنے ظہور کے لئے محتاج بیان نہیں یعنی جب سالک مقام توحید میں پہنچتا ہے تو نور ازلی اس پر خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے اور اسے دوسروں سے حقیقت دریافت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی اس قسم کے کلمات بے شمار ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالرزاق کاشانی نے ان کی شرح میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ میر سید نعمت اللہ نے بھی اس کی شرح لکھی ہے۔ چہل مجالس میں لکھا ہے کہ ایک دن امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے کمیل اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں بہت علوم رکھے ہیں لیکن میں ان کا اہل کسی کو نہیں پاتا کہ اس کے سامنے بیان کروں جس کسی میں کچھ دانائی اور عقل پاتا ہوں میں جانتا ہوں کہ وہ ان علوم کو دنیاوی

وجاہت کی خاطر بیچ ڈالے گا اور جن لوگوں میں دین ہے ترک دنیا کی خاصیت ہے ان میں عقل و دانش نہیں ہے جس سے ان علوم کو سمجھ سکیں۔ غرض کہ دونوں خصوصیات (دین وعقل) میں نے کسی ایک شخص میں مجتمع نہیں دیکھا لیکن امید ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو ایسے لوگوں سے خالی نہ رکھے گا جن کے قلوب ان علوم سے منور ہوں گے اگرچہ یہ طائفہ تعداد کے لحاظ سے کم ہوتا ہے اجر کے لحاظ سے سب سے زیادہ تمام غزوات میں اور ہر وقت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر رہے انہوں نے آپ کی شہادت کے بعد گوشہ تنہائی اختیار کر لیا اور جو کچھ آپ سے حاصل کیا اس میں مشغول رہے اور اپنے عقیدت مند مریدوں کو تعلیم کرتے حتیٰ کہ عبد الملک بن مروان کے عہد حکومت میں حجاج بن یوسف کے ہاتھ سے جام شہادت نوش فرمایا، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔ (آمین)

ملاحظہ فرمائیں: چہل مجالس، ص ۲۷۸

قاسم ولایت، ص ۱۱۸ تا ۱۲۱، مطبوعہ لاہور

توثیق چہل مجالس

عارف شیخ علامہ علاؤالدین سمنانی کی توثیق امام اہلسنت خواجہ پارسا نے اپنی کتاب فصل الخطاب میں بہت شاندار الفاظ میں کی ہے۔

فصل پنجم

ہیکل توحید یا توحید کی صورت سر اللہ فی العالمین

حضرت امیر المومنین علیہ الصلوٰت والسلام کا ارشاد حق بنیاد

الحقیقة کشف سبحات الجلال (سراوقات الجلال) من غیر اشارہ یعنی حقیقت ازلیہ اولیہ محمدیہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی خلقت اول بدون کیف وکیفیت ہے جلال کبریائی کے پردے ہٹ گئے کنت کنزا مخفیا کا راز کھل گیا اور حقیقت محمدیہؐ کی تجلی ہوئی صرف تجلی ہی نہیں امیر المومنین علیہ

السلام فرماتے ہیں جذب الاحدیہ لصفة التوحید احد سے واحد کا صدور صفات توحید میں جذب ہو کر ہوا یعنی تمام صفات الٰہیہ سے متصف اور تمام جلال کبریائی و جمال ازلی، الٰہی کا مظہر الاعظم الاعظم الاعظم کا ظہور رہوا۔

حقیقت محمدؐیہ نور اولیہ ازلیہ

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان واجب الاذعان

نور یشرق من صبح الازل فیلوح علی هیاکل التوحید آثاره

ذات پروردگار نے صبح ازل کو تجلی فرمائی، نور صبح اول روشن ہوا تو توحید کے مجسموں پر توحید کی شکل و صورت پر اس کے آثار روشن ہو گئے ہیاکل توحید سے مراد خلق اول حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں تمام آثار توحید یعنی صفات جلالیہ و جمالیہ کمالیہ اپنی تمام تر کمالات اعلیٰ کے ساتھ خلق اول میں ظاہر ہوئے یہ وہ ہیاکل توحید ہیں جن کی زیارت اللہ کی زیارت ہے چنانچہ اس موضوع پر کئی احادیث متواترہ موجود ہیں۔

☆ اول: کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہا السلام ارشاد فرماتے ہیں

من زار قبر ابی عبد اللہ الحسین علیه السلام کمن زار اللہ فی عرشه

ملاحظہ فرمائیں: کامل الزیارت، ص ۱۵۱

جس نے امام حسینؑ کی ضریح اقدس کی زیارت کی گویا اس نے عرش پر اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔

فوق العرش زیارت خدا

☆ دوئم: حضرت ثامن الاولیاء امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں:

من زار قبر ابی عبد اللہ علیه السلام بشط الفرات کان کمن زار اللہ فوق عرشه

ملاحظہ فرمائیں: کامل الزیارت، ص۱۵۹ تا ۱۶۰

جس نے فرات کے کنارے قبرِ مطہر حضرت ابوعبداللہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی گویا عرش پر اس نے اللہ کی زیارت کی۔

☆ سوئم: حضرت ثامن الاولیاء امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں:

من زار قبر ابی عبد الله علیه السلام بشط الفرات کانك کمن زار الله فوق عرشه

ملاحظہ فرمائیں: کامل الزیارت، ص۱۶۱

فرات کے کنارے جس نے حضرت ابوعبداللہ، سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی گویا عرش پر اس نے اللہ کی زیارت کی۔

☆ چہارم: قرآن ناطق امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں

من زار قبر الحسینؑ علیه السلام عارفا بحقه کان کمن زار الله فی عرشه

ملاحظہ فرمائیں: کامل الزیارت، ص۱۶۱

جس نے امام کی معرفت کاملہ کے ساتھ حق امام کی معرفت رکھتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کی ضریح مقدس کی زیارت کی اس نے عرش میں اللہ کی زیارت کی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت پروردگار کی زیارت ہے

☆ پنجم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد حق بنیاد

امام حسین علیہ السلام اپنے نانا بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاندھوں پر سوار تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے فرزند امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت کرتے ہوئے زیارت کی۔ خداوند عالم اس کو ہزار حج اور ہزار عمرہ کا ثواب عطا فرمائے گا جس نے ان شہداء کی زیارت کی گویا اس نے میری ہی زیارت کی۔ جس نے میری زیارت کی ایسے ہے کہ عرش پر اس نے

پروردگار کی زیارت کی۔

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار، ج ۹۸، ص ۱۷۳، مطبوعہ ایران

مستدرک الوسائل، ج ۱۰، ص ۱۲۵

الصراط المستقیم، ج ۲، ص ۱۴۵

☆ششم: خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان واجب الاذعان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے امام علی علیہ السلام یا امام حسین علیہ السلام شہید کربلا کی ہماری حیات میں یا بعد از شہادت زیارت کی گویا اس نے عرش پر حضرت احدیت کی زیارت کی۔

ملاحظہ فرمائیں: غوالی اللیالی، ج ۴، ص ۸۴

آیت اللہ علامہ حبیب اللہ شریف کاشانی طیب اللہ روحہ فرماتے ہیں

من زار الحسین علیه السلام عارفا بحقه فکمن زار الله فی عرشه چہ او ہیکل توحید مظہر صفات اللہ (اضافی مظہر صفات اللہ) الحمید زیارت او مانند زیارت خدا است

ملاحظہ فرمائیں: تذکرۃ الشہداء، ج ۱م، ص ۴۰

جس نے مظلوم کربلا امام حسین علیہ السلام کی زیارت ان کے حق کو جانتے ہوئے کی اس نے پروردگار عالم کی زیارت اس کے عرش پر کی کیونکہ یہ اس لئے کہ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام ہیکل توحید مظہر صفات خدائے حمید ہیں۔ لہٰذا ہیکل خدا کی زیارت خدا کی ہی زیارت ہے ذوات اقدس امام حسین علیہ السلام ہیکل توحید ہے اس لئے ان کی زیارت اللہ کی زیارت ہے۔ ظاہراً زائر گرامی عراق کی سرزمین کربلا پر ہوتا ہے مگر جب وہ ضریح اطہر کی زیارت کرتا ہے تو وہ جگہ فوق العرش ہے۔ عرش و کرسی سے بھی بلند ہو جاتی ہے۔ معنوی مقام زائر کو حاصل ہوتا ہے اور وہ ضریح امام مظلوم کے پاس زیارت پروردگار کر رہا ہوتا ہے۔

ضریح شاہ کربلا کی ہے مگر زیارت خدا کی ہے اس لئے شاہ شہیدان علیہ السلام ہیکل توحید ہے۔

ہیکل توحید

من زار الحسین علیه السلام عارفا بحقه فکمن من زار الله فی عرشه

جس نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی گویا اس نے خدا کی زیارت کی اور اس لئے کہ حسین علیہ السلام صورت توحید ہے اور صفات الٰہیہ کا مظہر کامل واکمل ہے۔

سلطان الوجود والی کائنات ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام ہیکل توحید ہیں۔ ہیکل صورت شکل مجسمہ کو کہتے ہیں اگر کوئی اللہ کی صورت ہے تو وہ امام حسین علیہ السلام ہیں۔

فصل ششم

جبرائیل نے پکارا آؤ اللہ کی طرف بیعت کرو

حضرت سید الشھداء علیہ السلام جب بیت اللہ سے وداع کر کے عازم عراق ہو رہے تھے تو ہم نے دیکھا کہ خانہ کعبہ کے دروازے پر حضرت جبرائیل امینؑ حضرت سید الشھداء علیہ السلام کے بازو اقدس کو بلند کر کے اعلان فرما رہے تھے:

و جبریل ینادی هلمو االیٰ بیعة الله عزو جل

آؤ آؤ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرو۔

ملاحظہ فرمائیں: مدینۃ المعاجز، ج ۲، ص ۱۱۶، مطبوعہ بیروت

مناقب ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۵۲، مطبوعہ ایران

فصل هفتم

مظلوم کربلا کا خون خدا کا خون ہے

زیارت میں وارد ہے یا ثار الله و ابن ثاره اے اللہ کے خون اور خون پروردگار کے فرزند امام

حسین علیہ السلام روحی لہ الفداء کا خون اللہ کا خون ہے۔ بعض اخبار و آثار میں یہ ملتا ہے کہ حضرت امیر مختار علیہ السلام کو جب شہادت امام حسین علیہ السلام کی خبر دی گئی تو انہوں نے سر پیٹ کر اور چیخ کر فرمایا: ظالمو تم پر لعنت ہو تم نے خدا کا خون بہایا ہے۔

آپ وجہ اللہ، ید اللہ، عین اللہ، لسان اللہ، جنب اللہ، قلب اللہ اور مثل اعلیٰ الٰہی ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

نحن مثل اللہ الا علیٰ (ہم مثل اعلیٰ ہیں)

ملاحظہ فرمائیں: تفسیر برہان، مراۃ الانوار

یہ وہ مقام ہے جسے مظہر کاملہ کلیہ الٰہیہ کہتے ہیں۔ جمیع صفات الٰہیہ کے مظہر ہی نہیں بلکہ ذات پروردگار کے مظہر ہیں۔

فصل ھشتم

صحابی نے امام حسین علیہ السلام کو رب مانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

رایت ربی فی سلك المدینة حلة حمراء و فی رجلیه نعلان

میں نے اپنے رب (سردار) کو مدینہ کی گلی کوچوں میں دیکھا اور اس پر سرخ جوڑا تھا اس کے پاؤں میں جوتیاں تھیں۔

حضرت ابو ہریرہ سے کہا گیا کہ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے؟ اس لئے کہ رب چلنے پھرنے سے منزہ اور پاک ہے۔ حضرت ابو ہریرہ مسکرا دیئے اور فرمایا: حسین ابن علی علیہ السلام کو دیکھا ہے تو ثابت ہوا کہ "رب" مراد سید ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: تمہید ابو شکور سالمی، ص ۱۰۹، مطبوعہ لاہور

دوسری روایت: امام اہل سنت شیخ المحدثین علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ کا یہ قول ہے کہ میں نے اپنے رب یعنی آقا اور سردار کو مدینہ میں اس طرح چلتے دیکھا کہ آپ سرخ جبہ اور جوتے پہنے ہوئے تھے۔ سنتے ہی لوگوں نے حضرت ابو ہریرہ سے کہا اے حضرت ابو ہریرہ مسلمان ہو جانے کے بعد بھی کفریہ کلمات کہہ رہے ہو تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکرائے اور فرمایا کہ میں نے اپنے رب یعنی سیدی حسین علیہ السلام کو اس طرح دیکھا۔

ملاحظہ فرمائیں: اخبار الاخیار، ص ۱۸۷، مطبوعہ دہلی، انڈیا

فائدہ: (۱) صحابی رسولؐ کے بیان کے بعد فضائل آلِ محمدؐ کے ناشران اور بیان کرنے والوں پر کسی کو تنقید کا حق نہیں۔ امام العارفین کا مقام کتنا بلند ہوگا جو یہ فرماتے ہیں:

لو کشف الغطا لما اذدت یقینا وہ یقیناً خلیفۃ اللہ اور وجوب امکان پر متصرف ہے اور وہ برزخ کبریٰ ہے اور یہ ارشاد فرمایا:

انا الذی لا یقع علیه اسم ولا صفت ظاهری امامة و باطنی غیب لا ید رك

میں علی علیہ السلام وہ ہوں جس پر نہ کسی اسم کا اطلاق ہوتا ہے نہ مخلوقات کی صفات کا میرا ظاہر امامت ہے یعنی (امام) ہونا اور باطن ایسا غیب ہے جس کا ادراک نہیں ہوسکتا۔

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ صحابی رسولؐ جن کی روایات سے صحاح ستہ لبریز ہیں کتب اہل سنت چھلک رہی ہیں اگر سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کو رب کہہ سکتے ہیں تو شیعوں کا قصور کیا ہے۔ یقیناً صحابی رسولؐ نے حضرات حسنین علیہم السلام کے متعلق ان کے نانا بزرگوار کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہوگا اسی لئے اس کا اظہار کیا اور بیان فرمایا۔

وما علینا الاالبلاغ

کہہ ڈالے قلندر نے اسرار کتاب آخر

★★★★★★★

مظہر جلال و جمال

حضرت سید الشهداء علیه التحیته الثناء روحی و ارواح العالمین لمقدمه له الفداء پروردگار عالم کے جلال و جمال کے مظہر عبدیت و عبودیت کے نقطہ کمال پر ہیں اور ولایت کلیہ کے مقام شامخ پر فائز ہیں۔ آپ حلال المشکلات اور سفینہ نجات ہیں۔

حلال جمیع است حسینؑ — شوینده لوح سیات است حسینؑ

ای شیعہ! تو راچہ غم ز طوفان بلا — زیرا کہ سفینہ النجاۃ است حسینؑ

وارث مسیح علیه السلام

السلام علیك یا وارث عیسیٰ روح الله

اے شاہ کربلا آپؑ پر سلام اے عیسیٰؑ روح اللہ کے وارث آپؑ پر سلام

حضرت عیسیٰؑ کا مقام یہ ہے کہ اَنِّیٓ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَهَیۡـَٔةِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡهِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًا بِاِذۡنِ اللّٰه

جب ورثہ کا یہ مقام ہے کہ وہ مٹی سے پرندہ بنا کر اس میں روح پھونک کر خلق فرماتا ہے تو پھر وارث کا مقام اس سے کہیں بلند تر ہے کہ وہ بے اولاد کو اولاد دے، مردے کو زندہ کرے اور مریض کو شفاء عطا کرے جب حضرت عیسیٰؑ بن مریم علیہ السلام خلق کر سکتے ہیں تو پھر وارث مسیح علیہ السلام یقیناً بے اولاد کو اولاد عطا فرماتے ہیں یہ مقام وارث ہے۔

مصور فی الارحام

عارف بزرگوار عالم ربانی قاضی سعید قمی علیہ رضوان فرماتے ہیں

حضرت امیر المومنین علیه الصلوات و السلام مصور الارحام و منبت النبات و مورق الاشجار و مثمر الا مار و قاسم الارزاق، مغیث نفوس ارباب الوفاق و مهلك القرون من اهل الشقاق

حضرت امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام ارحام ہائے مادر میں بچے کی شکل وصورت بناتے ہیں اور آپ ہی نباتات کو اگاتے اور اشجار پر پتے اور پھل لگاتے ہیں۔ آپؑ ہی ارزاق کی تقسیم کرنے والے اور مصیبت زدہ کی فریادرسی کرنے والے اور زمانہ سابقہ میں گذشتہ ادوار میں ظالموں اور ستمگروں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: اسرار العبادات، ص ۶۲، مطبوعہ ایران

عارف بصیرؒ جو حضرت آیت اللہ سید روح اللہ موسوی خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے ممدوح بزرگوار ہیں۔ ان کے تحقیقی وعرفانی بیان حقیقت ترجمان سے ثابت ہوگیا ہے۔ صاحبانِ ولایت مطلقہ آئمہ علیہم السلام عوالم امکانیہ میں تصرف فرماتے ہوئے بچے کی صورت رحم مادر میں بناتے ہیں تو مسئلہ حل ہو گیا کہ بے اولاد کو اولاد بھی عطا فرماتے ہیں خواہ راہب ہو یا کوئی اور

باب دوئم

حدیث راہب اور علماء کرام

باب دوئم

حدیث راہب اور علماء کرام

حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نے راہب کو اولاد عطا فرمائی۔ اس معجزہ باہرہ کو بہت سارے محدثین اور جلیل القدر علماء نے بیان فرمایا ہے۔ ہم یہاں چند علماء اعلام کے بیانات پیش کر رہے ہیں۔ یہ وہ برجستہ روزگار شخصیات ہیں جن کے علم و فضل کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

فصل اول

مانگو! حسینؑ سے

خطیب عالم اسلام سرکار علاّمہ طالب جوہری دام ظلہ

"مانگو! حسینؑ کے نانا سے، مانگو حسینؑ کی ماں سے، مانگو حسینؑ کے باپ سے، حسینؑ کے بھائی سے مانگو، حسینؑ سے مانگو، راہب آیا، ابھی سننا، راہب آیا حسینؑ رسولؐ کی گود میں بیٹھے ہیں۔ بچہ ہے بیٹھا ہوا ہے۔ راہب آیا، اللہ کے رسولؐ سب کچھ ہے، میرے پاس بیٹا نہیں ہے۔ اللہ کے رسولؐ آپ ایک بیٹا دے دیں۔

یعنی کمال کی بات ہے جہاں سننے والوں کو لے کر آ گیا ہوں، عیسائی راہب آیا۔ اللہ کے رسولؐ میرے پاس سب کچھ ہے بیٹا نہیں ہے، مجھے ایک بیٹا دے دیں۔ ایک مرتبہ رسولؐ نے اس راہب کی پیشانی دیکھی اور دیکھ کر فرمانے لگے کہ تیری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے۔ جیسے ہی زبان مطہر سے یہ جملہ نکلا کہ تیری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے۔ گود میں بیٹھا ہوا بیٹا بولا: نانا میں نے اسے ایک بیٹا دیا۔

سن رہے ہو یہ جملے۔ نبی نے ماتھا دیکھا عیسائی راہب کا اور فرمانے لگے تیری تقدیر میں بیٹا نہیں ہے۔ گود کا بیٹا بولا نانا میں نے اسے ایک بیٹا دیا۔ بڑی ذمہ داری سے اس روایت کی ذمہ داری میں قبول کرتا ہوں۔ پیغمبر نے کہا حسینؑ اس کی تقدیر میں بیٹا نہیں ہے۔ کہا نانا میں نے دو بیٹے دیئے۔ کہا

حسینؑ یہ کیا کر رہے ہو۔اس کی تقدیر میں بیٹا نہیں ہے، کہا نانا میں نے تین بیٹے دیئے۔
بھئی سن رہے ہو نا۔عیسائی راہب نے مانگا تھا نانا سے، ملے نواسے سے، ہوتے ہوتے بات سات بیٹوں تک گئی اچھا نانا کہتا رہا کہ حسینؑ اس کے مقدر میں بیٹا نہیں ہے اور نواسہ بیٹے دیتا رہا۔سات بیٹے دیئے۔رکے رہو اب تم سوچو گے نا کہ بھائی نانا کہہ رہا ہے کہ راہب کی تقدیر میں بیٹا نہیں ہے۔ سوچو گے نا، ذرا اس طریقے سے سنو۔جس طریقے سے آج بول رہا ہوں اور نواسہ کہہ رہا ہے کہ میں نے ایک بیٹا دیا، دو بیٹے دیئے، تیسرا بیٹا دیا، چوتھا بیٹا دیا یہ مسئلہ کیا ہے؟

تو سنو سورۂ انعام قرآن مجید کا چھٹا سورۂ ہے اور اس سورۂ کی دوسری آیت جا کر دیکھ لینا

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ

(سورۂ انعام، آیت۲)

میں نے پوری آیت نہیں پڑھی۔اللہ نے تمہیں گیلی مٹی سے بنایا ہے اور گیلی مٹی سے بنانے کے بعد اللہ نے تمہاری موت کا ایک وقت معین کیا ہے" قَضٰۤی اَجَلًا "موت کا ایک وقت معین کیا ہے۔
" وَاَجَلٌ مُّسَمًّی " اور موت کا ایک اور بھی وقت ہے۔جو فقط اس کے علم میں ہے اور کسی کے علم میں نہیں ہے توجہ ہے ترجمہ پر یعنی ہر انسان کی موت کے دو وقت ہیں۔ایک وہ جو فرشتوں کو بتا دیا۔ ایک وہ جو فقط اس کے علم میں ہے کسی اور کے علم میں نہیں ہے۔تو اگر دو وقت ہوں گے موت کے تو پھر پیدائش کے بھی دو ہی وقت ہوں گے نا؟

توجہ رکھنا، توجہ رکھنا ابھی تو میں منزل تمہید میں ہوں اور منزل تمہید کو بہت زیادہ طویل نہیں کروں گا۔یہ بات تم تک پہنچ جائے کہ دو وقت ہیں موت کے ایک فرشتوں کو بتا دیا اور ایک اللہ کے اپنے علم میں ہے اور اگر اب بھی نہ مانو تو کیا قرآن کی وہ آیت بھول گئے یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ (سورۂ الرعد، آیت ۳۹)

اللہ جس کو چاہے مٹا دے اور اس کی جگہ دوسرا حکم لکھ دے" عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ "اصل کتاب تو اس

کے پاس ہے تو اللہ مٹاتا بھی ہے لکھتا بھی ہے۔ اگر یہ بات پہنچ گئی میرے سننے والوں تک تو یہیں تو مجھے لانا تھا آج کے مرحلہ فکر تک کہ دو علم ہیں۔ ایک جو بتلا دیا دوسرا جو مٹایا پھر بتایا۔

بھئی سنتے جانا ابھی تو میں رک رہا ہوں تمہید میں اور یہ تمہید کام آجائے گی۔ کسی مرحلے پر اگر میرے سننے والے میرے ساتھ چلے تو دو علم ہیں اللہ کے۔ ایک وہ جو اس نے لوح محفوظ میں لکھ دیا۔ یہ ایک اور پھر اسے مٹا کر دوسرا لکھ دیا، یہ دوسرا علم۔ تو اب کیسے پتہ چلے کہ اللہ انبیاء کو جو علم دیتا ہے وہ علم حتمی ہے یا علم مشروط۔

بھئی توجہ رہے دو قسم کے علم ہو گئے اللہ کے۔ ایک حتمی علم ہے اس وقت تو مرنا ہی ہے جو حتمی علم ہے اور اس وقت ٹل جانا ہے جو مشروط علم ہے۔ تو پوچھو گے نا کہ یہ میں نے کہاں سے کہہ دیا۔ تو بڑا مشہور واقعہ ہے اس منبر سے ۱۲ یا ۱۳ سال قبل اس واقعہ کو دہرایا تھا تو اس لئے تمہارے سامنے دہرا رہا ہوں کہ یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں سے منسوب ہے۔ ایک لکڑ ہارا اپنے سر پر لکڑی کا ایک گٹھڑ لئے ہوئے جا رہا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام یا داؤد علیہ السلام کی نگاہ پڑی اور انہوں نے کہا کہ یہ آج رات تک مر جائے گا۔ اگر خدا نے چاہا تو یہ آج رات تک مر جائے گا، اب وہ لوگ جنہوں نے اس جملے کو سنا نبی کی زبان سے کہ آج رات مر جائے گا اور وہ اس سراغ میں لگ گئے کہ دیکھیں مرتا ہے یا کہ نہیں۔ یہ ہے ایمان با نبوت۔

بھئی جب نبی نے کہہ دیا کہ اگر خدا نے چاہا تو یہ مر جائے گا تو مان لو۔ بھئی ضرورت کیا ہے کہ سراغ میں لگ جاؤ لیکن لگے دیکھنے کہ وہ مرا یا نہیں، مگر وہ مرا نہیں۔ صبح کو آئے یا نبی اللہ! وہ لکڑ ہارا کہ جس کے لئے فرمایا تھا کہ خدا نے چاہا تو یہ مر جائے گا، وہ زندہ ہے۔ نبی نے کہا بلاؤ آیا کہا جو تو نے سر میں گٹھا اٹھایا ہوا تھا وہ گٹھا کہاں ہے۔ کہا کہ یا نبی اللہ میں نے ابھی اسے کھولا نہیں۔ نبی نے کہا: اسے میرے سامنے کھولو۔ اس نے کھولا تو تاریخ انبیاء کا واقعہ ہے اس میں سے ایک ناگ نکلا اور چلا گیا۔

سن لیا تم نے واقعہ بھئی عجیب بات ہے۔ نبی نے پوچھا کہ اے شخص تو جب اپنے گھر سے واپس آیا تھا

تو تُو نے اس وقت سے لے کر اب تک کوئی کام کیا، کوئی نیا کام کیا، کہا کہ نبی اللہ! ایک غریب آ گیا تھا اسے صدقہ دے دیا،

بھئی سنتے جاؤ۔ ایک غریب آ گیا تھا اسے صدقہ دے دیا، کہا صدقے نے بلا ٹال دی۔ بھئی چند روپے دے دیئے، موت ٹل گئی یا نہیں؟ توجہ توجہ رہے تو یہ وہ موت ہے جو ٹل جاتی ہے۔ لیکن جب آخری وقت آ جاتا ہے حتمی ہے۔ یہ ہے علم مشروط، شرط کے ساتھ تو یہ موت ٹل سکتی ہے اور جو آخری وقت ہو وہ ٹلتا نہیں ہے۔

اللہ اپنے بندوں کو علم حتمی بھی دیتا ہے، علم مشروط بھی دیتا ہے۔ میں چاہ رہا ہوں کہ میرے محترم سننے والے کہیں پہنچ جائیں اور وہیں پہنچانا مقصود ہے، پھر سننا نوجوان دوستوں کو متوجہ کر رہا ہوں۔ اللہ کبھی حتمی علم دیتا ہے جو یقیناً ہو گا کبھی مشروط علم دیتا ہے اگر اللہ نے چاہا تو ہو گا۔ اگر اللہ نے نہ چاہا تو نہیں ہو گا۔ اب کیسے پتا چلے کہ نبی جو کہہ رہا ہے وہ علم حتمی ہے یا علم مشروط۔ تو نبی کے جملے کو دیکھ لو۔ اگر انشاء اللہ سے کہے تو مشروط ہے چاہے ہو، چاہے نہ ہو۔ چلتے رہو چلتے رہو میرے ساتھ میرے ساتھ چلتے رہو اس لئے کہ چاہ رہا ہوں کہ ذرا سطح عمومی سے بلند بات ہدیہ کر دوں اور پھر آگے جاؤں مگر بھئی توجہ رہے۔

اگر نبیؐ نے کوئی جملہ کہا تو ہم کیسے معلوم کریں کہ حتمی بات ہے یا شرطیہ بات ہے۔ تو اگر انشاء اللہ سے کہے تو شرطیہ ہے شاید ہو، شاید نہ ہو۔ اگر اللہ چاہے گا تو ہو گا نہیں چاہے گا تو نہیں ہو گا اور اگر اس نے کہہ دیا کہ یہ ہو کر رہے گا تو پھر یہ علم حتمی ہے۔ بھئی توجہ رہے، ذوالعشیرہ کی دعوت میں، میرے نبیؐ نے یہ نہیں کہا کہ جو میری مدد کرے گا انشاء اللہ خلافت دوں گا، حتمی دوں گا۔ صلوٰۃ

یہ بات پہنچ رہی ہے میرے سننے والوں تک۔ بھئی توجہ رہے جو میری مدد کرے گا اسے میں خلافت دوں گا۔ انشاء اللہ دوں گا نہیں۔ یعنی خلافت مدد کرنے والے کی حتمی ہے۔ جاؤ جتنی کتابیں ملیں حدیث کی، مسلمان علماء کی کتابیں جتنی بھی ہیں ان سب میں دیکھ لینا۔ نبیؐ نے فرمایا میرے بعد،

میرے بارہ خلیفہ ہوں گے انشاءاللہ نہیں ہے۔

عجیب بات ہے جو میری مدد کرے گا اسے خلافت دوں گا، انشاءاللہ نہیں ہے۔ میرے بعد بارہ امام ہوں گے، بارہ خلیفہ ہوں گے جاؤ بخاری شریف میں دیکھو روایت ہے یا نہیں۔ کنز العمال میں دیکھو، ملا علی متقیؒ کی کتاب میں دیکھو۔

میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے، انشاللہ ہوں گے۔ نہیں بارہ کا آنا حتمی ہے، مہدی ظہور کرے گا انشاء اللہ نہیں، ظہور مہدی حتمی ہے۔ عیسیٰؑ نازل ہوں گے انشا اللہ نہیں۔ نزول عیسیٰؑ حتمی ہے اور اب میرے نبی نے آواز دی کل میں یقیناً خیبر میں علم دوں گا انشاءاللہ نہیں حتمی دوں گا۔

بھئی اب جملہ آ گیا ہے سنتے جاؤ اب رکنا نہیں مجھے پھر راہب کے واقعہ کی طرف جانا ہے لا عطین رایت غداً رجلاً کراراً غیر فرار میں کل علم عطا کروں گا۔ کل مَیں علم عطا کروں گا انشاءاللہ نہیں تو علم ملنا حتمی ہے۔ اب ساری دنیا بھی زور لگا لے تو یہ علم علیؑ کے علاوہ کسی نجس ہاتھ میں نہیں جا سکتا۔

لا عطین رایت غداً رجلاً کراراً غیر فرار کل میں علم عطا کروں گا۔ تو اب میں نے کبھی کوئی آیت پڑھی تھی لیکن استدلال لیتے جاؤ قیامت تک اس استدلال کو یاد رکھنا ''لا عطین ''میں عطا کروں گا۔ ہے نا اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ہم نے کوثر دیا، ہم نے کوثر دیا نہیں، عطا کر دیا، ہم نے کوثر عطا کیا۔

توجہ رہے اچھا، تو وہاں کیا کہا سورۂ والضحیٰ میں وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ہم تجھے اتنا عطا کریں گے کہ تو راضی ہو جائے گا۔ عطا، عطا دیا نہیں میں نے بڑا فرق بتایا ہے مختلف تقریروں میں اور آج ایک فرق بتا کے آگے بڑھوں گا، یہ فرق لیتے جانا مجھ سے

بھئی عجیب بات یہ ہے کہ عطا، دے دیا، عطا کر دیا فرق کیا ہے؟ سلمانؑ نے دعا مانگی۔ پروردگار مجھے ایسی حکومت دے دے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔ جواب جانتے ہو کیا ہے قرآن میں۔

بھئی کمال کی بات ہے رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّایَنبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِی (سورۂ ص، آیت ۳۵) پروردگار مجھے ایسی حکومت دے دے جو میرے بعد کسی اور کو نہ ملے۔ جواب آیا قرآن مجید میں ھٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِکْ بِغَیْرِ حِسَاب (سورۂ ص، آیت ۳۹)''سلمان! ہم نے تمہیں حکومت دے دی چاہے رکھو چاہے بانٹ دو، ہم نے حکومت دے دی۔ اب یہ تمہاری ملکیت ہے ہم پوچھیں گے نہیں، عطا، پانے والے کی ملکیت بن جاتی ہے۔

بھئی توجہ رہے، توجہ رہے۔ عطا پانے والے کی ملکیت بن جاتی ہے۔ اسی لئے رسولؐ نے کل تک علم عطا نہیں کیا تھا، دیا تھا واپس لے لیا اور اب جس کے ہاتھ میں جا رہا ہے، اسے عطا ہو رہا ہے۔ اب علم سے علیؑ کی ملکیت اب قیامت تک علیؑ والوں کے گھروں پر لہراتا نظر آئے گا۔

سن رہے ہو نا بھئی! عجیب مرحلہ فکر ہے، میرے نبیؐ نے ماتھا دیکھ کر کہا تیری تقدیر میں بیٹے نہیں ہیں اور وہ جو گود میں بیٹھا ہوا ہے نواسہ، کہہ رہا ہے ایک بیٹا دیا، دوسرا دیا، تیسرا دیا، چوتھا دیا، پانچواں دیا۔ تم نے دیکھا نبیؐ کہہ رہے ہیں نہیں ہے، نواسہ کہہ رہا ہے میں نے دے دیا۔ یہ ہوا کیا؟ نبیؐ کہہ رہا تھا تقدیر مشروط ہے، نواسہ کہہ رہا تھا علم حتمی ہے، پہنچ گئی بات۔

بھئی دیکھو! میں اس مرحلے کو اس سے زیادہ آسان نہیں کرسکتا تھا۔ نبیؐ نے آواز دی علم مشروط ہے، حسینؑ بولا علم حتمی ہے، بھئی توجہ رہے۔ حسینؑ نے علم حتمی سے جواب دیا کہ اگر یہ مانگے گا، میرے نانا سے مانگے گا، جب نانا انکار کرے گا تو پھر میں وسیلہ بن کر اسے دے دوں گا۔

بھئی سمجھ آ گئی نا بات۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیٹا تھا اس کی تقدیر میں شرطیہ ہی سہی تو آپ دے دیتے۔ کہا نہیں، اپنی گود میں حسینؑ کے لئے غدیر بنا رہا ہوں۔

پہنچ رہی ہیں نا، پہنچ رہی ہیں نا باتیں۔ بھئی سننا، سننا خدا کی قسم سننا۔ اچھا تو سات بیٹے دیئے۔ سات بیٹے دے دیئے، ایک دیا، دوسرا دیا، تیسرا دیا، چوتھا دیا، پانچواں دیا، چھٹا دیا، ساتواں دیا۔ کہا بیٹا بس۔ اچھا تو یہ علم حتمی کی بات آ گئی۔ پیغمبرؐ نے کہا بیٹے بس۔ عیسائی راہب نے حسینؑ کا چہرہ دیکھا اور

کہنے لگا۔آپ کسی دن میرے گھر زحمت فرمایئے گا، عجیب جملہ ہے تاریخ کا۔آپ کسی دن میرے گھر زحمت فرمایئے۔ دیکھوابھی تو وعدہ ہے، ہے نا۔ابھی وعدہ ہے کہ تجھے سات بیٹے دیئے، ابھی دیئے تونہیں نا۔لیکن عیسائی تھا، چہرہ دیکھ کر پہچان گیا۔ہم ہوتے تو شاید معجزہ دیکھ کر بھی نہ پہچان پاتے۔

فرزند رسولؐ آپ کسی دن میرے گھر آیئے گا۔بچے نے نانا کی گود سے آواز دی کہ ہاں میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایک دن تیرے گھر آؤں گا۔نبیؐ گذر گئے، سیدہؑ گذر گئیں۔دیکھو یہ ہمارا فرش عزاء ہے، علیؑ اس دنیا سے گئے، حسنؑ بھی گئے اوراب قیدیوں کالٹا ہوا قافلہ چلا، چلتے چلتے ایک عیسائی کے در کے قریب یہ قافلہ پہنچا۔فوج یزید نے بھی بیبیوں کو عیسائی کے درکی چھاؤں میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ بیبیاں بیمار امامؑ کے ساتھ چھاؤں میں بیٹھ گئیں اور وہ نیزے جن کی انیوں پر سر بندھے ہوئے تھے،انہیں دیوار کے ساتھ لگا کر کھڑا کر دیا گیا۔بھئی سنتے جاؤ،سورج ڈوبا، بیبیوں نے نمازیں پڑھیں، بیمارؑ نے نمازیں پڑھیں۔آدھی رات کے قریب دیکھو پورا سناٹا ہے، قیدیوں کے مجمع میں پورا سناٹا ہے،امامؑ سجدہ شکر میں ہیں، بیبیاں سسکیاں لے رہی ہیں کوئی آواز نہیں ہے۔راوی کہتا ہے کہ اس لٹے ہوئے قافلے کے جو قیدی بیٹھے ہوئے تھے نا،ان میں سے ایک آواز بلند تھی کسی بچی کی آواز۔واابتاہ! واحسینا!واابتاہ! واحسینا!میرے بابا میرا حسینؑ بس یہ آواز بلند تھی۔

بھئی سننا،سننا تمہیں کہیں لے جانا چارہا ہوں، میرے بابا، میرا حسینؑ، وہ جو عیسائی تھا نا راہب اپنے در کے اندر سو رہا تھا، اس کی زوجہ نے اسے اٹھایا اور کہا سن باہر جو قیدی بیٹھے ہوئے ہیں۔ان میں سے کوئی حسینؑ کا نام لے لے کر رو رہا ہے۔تو جیسے ہی وہ ''واحسیناء'' کہتا ہے میرے دل میں خلجان پیدا ہوتا ہے۔ بھئی سننا اجر کم علی اللہ

میرے دل میں خلجان پیدا ہوتا ہے کہ حسینؑ تو وہ ہے جس نے مجھے سات بیٹے دیئے ہیں۔اب کچھ سمجھ میں آئی بات۔ حسینؑ تو وہ ہے جو مجھے سات بیٹوں کا دینے والا ہے۔تو یہ جو بچی رو رہی ہے نا۔

حسینؑ کا نام لے کر مجھے پریشانی ہو رہی ہے، مجھے ہول ہو رہا ہے کہیں میرے حسینؑ کو کچھ نہ ہو جائے تو تم جاؤ اور انہیں منع کر کے آؤ کہ جس کا جی چاہے نام لے لے مگر میرے حسینؑ کا نام نہ لے۔اجر کم علی اللہ، اجر کم علی اللہ

راہب باہر آیا اور باہر آنے کے بعد شہزادی زینبؑ کے پاس آیا اور کہا بی بی ٹھیک ہے تم در کے کنارے کنارے رو اور مجھے تمہارے رونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔لیکن تمہارے بچوں میں سے کوئی بچہ حسینؑ کا نام لے کر رو رہا ہے اور حسینؑ کا ہم پر یہ احسان ہے۔یہ جو سات بیٹے ہیں نا میرے پاس یہ حسینؑ کے دیئے ہوئے ہیں تو دیکھو حسینؑ کا نام لے کر گریہ نہ کرو۔کہا راہب جا اب یہ بچی حسینؑ کا نام لے کر نہیں روئے گی۔

رو رہے ہو؟ تم خوش قسمت ہونا، تم خوش قسمت تو ہونا حسینؑ کا نام لے کر رو رہے ہو۔اچھا تو اب یہ بچی حسینؑ کا نام لے کر نہیں روئے گی۔وعدہ کر لیا شہزادی زینبؑ نے راہب واپس چلا۔راہب در میں داخل ہونا چاہتا تھا کہ کہیں سے آواز آئی کہ راہب میرا اسلام قبول کر۔اب جو راہب نے مڑ کر دیکھا ایک کٹے ہوئے سر سے نور ساطع ہے۔ایک چہرے سے نور ساطع ہے۔راہب نے اس چہرے کو سلام کیا اور دوڑتا ہوا آیا، خولی لعین کے پاس آیا کہا کچھ دیر کے لئے یہ سر مجھے دے دے۔بھئی سنو گے نا یہ جملہ۔کچھ دیر کے لئے یہ سر دے دے۔کہا نہیں میں نے تو عہد کیا ہے کہ میں یزید کے سامنے اسے کھولوں گا تاکہ مجھے یزید سے انعام ملے۔کہا کتنے انعام کی توقع ہے، کہا دس ہزار درہم، پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ جملے عرض کر رہا ہوں۔

راہب گیا دوڑتا ہوا پورے دس ہزار درہم کی پوٹلی اٹھا لایا اور کہا یہ دس ہزار درہم لے لے۔کچھ دیر کے لئے یہ سر دے دے خولی نے سر کھولا کچھ دیر کے لئے راہب کے ہاتھ میں دے دیا۔راہب اس سر کو لئے ہوئے آیا۔اپنی عبادت گاہ میں آیا، اس حجرہ میں آیا جہاں اس کا مصلیٰ تھا۔اس نے مصلے کے اوپر سر کو رکھا، اتنا تو پتا چل گیا کہ آپؑ اللہ کے کوئی محبوب ہیں۔لیکن کچھ بتلا تو دیں کہ آپ کون ہیں؟

سر سے آواز آئی کہ راہب تو نے مجھے نہیں پہچانا اور تو پہچان بھی نہیں سکتا۔ اس کے لئے جب تو نے پہلی بار دیکھا تو میں اپنے نانا کی گود میں تھا۔

اجر کم علی اللہ، اجر کم علی اللہ میں نے واقعاً اپنے محترم سننے والوں کو زحمت دی۔ اب میں پورا واقعہ کیا بیان کروں لیکن جملے سنتے جاؤ اب یہ راہب اس سر سے باتیں کر رہا تھا کہ بس ہاتف غیبی نے آواز دی راہب آنکھوں کو جھکا لے۔ ''حوّا آ رہی ہیں، سارہ آ رہی ہیں، انبیاءؑ آ رہے ہیں، راہب آنکھوں کو جھکا کر، دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا۔ ایک مرتبہ آواز آئی۔ راہب آنکھوں کو بند کر لے اور کھڑا ہو جا۔ ارے حسینؑ کی ماں فاطمہ زہراؑ آ رہی ہیں۔''

ملاحظہ فرمائیں: عالمی معاشرہ اور قرآن، ص ۱۳ تا ۲۱، مطبوعہ کراچی

فصل دوم

محقق وحید حضرت علامہ سید وزیر حسین اعلیٰ اللہ مقامہ فرماتے ہیں

چنانچہ راویانِ صدق گفتار اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ راہ شام میں ایک قریہ ''بعلبک'' تھا وہاں جناب رسالتمآبؐ کے زمانہ میں ایک راہب رہتا تھا کہ جس کا کوئی فرزند نہ تھا۔ وہ ہمیشہ اسی غم والم میں سرگشتہ و پریشان رہتا تھا۔ ایک روز اس کے دل میں آیا کہ مدینہ چل کر محبوبؐ خدا سے عرض مدعا کروں شاید آپؐ کی دعا کی برکت سے میرا نخل تمنا جو مرجھایا ہوا ہے سرسبز و شاداب ہو کر بارآور ہو جائے۔ القصہ یہ سوچ کر وہ سعیدِ ازلی اپنے گھر سے چل کر سرکار دو عالمؐ کی خدمت میں حاضر ہو۔

یہ سن کر پیغمبرؐ خدا نے شاداں و خنداں ہو کر اُس راہب کو اسلام سے مشرف فرمایا اور دعا کا ارادہ کیا کہ دفعتہً جناب جبرائیل نازل ہوئے اور بعد درود و سلام کے عرض کی کہ یا محمدؐ خدائے کریم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس راہب کے لئے اولاد کی دعا نہ کیجئے گا کیونکہ ہماری مشیت میں اس راہب کے لئے فرزند نہیں ہے۔ یہ خبر سن کر پیغمبرؐ خدا نہایت محزون و خنداں ہوئے اور سر جھکائے ہوئے فکر و تردد میں غوطہ زن تھے کہ امام مظلومؑ نے پوچھا: اے نانا جان اس وقت آپ کا چہرہ اقدس کیوں مضمحل ہے؟ شاید

کچھ ملال ہے۔ جب سرورِ کائنات نے پوچھا تو امام مظلومؑ نے فرمایا، چہرہ مبارک جناب سید الشہداءؑ کا مثل آفتاب لال سرخ ہو گیا اور بصد خشوع و خضوع دستِ مناجات درگاہ قاضی الحاجات میں بلند فرما کر عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار عالمیان اس راہب کو خاندان نبوت سے محروم واپس نہ کرنا۔ پھر اپنے ناناؐ کی خدمت میں عرض کی القصہ جناب پیغمبرؐ خدا جس قدر منع کرتے تھے اسی قدر جناب سید الشہداءؑ ہر بار ایک اضافہ فرماتے تھے حتیٰ کہ نوبت سات فرزندوں تک پہنچی اس وقت پھر جبرائیلؑ بصد تعجیل بحکم خدائے کون و مکان جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت با برکت میں آئے اور عرض کی کہ یا نبیؐ اللہ پروردگار عالم بعد تحفۂ درود و سلام ارشاد فرماتا ہے کہ ہمارے فدیہ حسینؑ (یعنی ثار) سے تکرار نہ کیجئے کیونکہ یہ تمام کائنات سے میرے نزدیک برگزیدہ ہے آپ بھی واقف ہیں کہ یہ حسینؑ تین روز کا بھوکا پیاسا میری راہ میں مع اصحاب و اقرباء میدان کربلا میں قتل کیا جائے گا لہٰذا اس کی خاطر مجھ کو ہر طرح منظور ہے۔ اگر حسینؑ ستر (۷۰) فرزند عطا کرے تو ہم عطا کریں گے۔

قربان ہوں ہماری جانیں ایسے آقا پر کہ جس کا پاس و خاطر خداوند کریم کو اس قدر ہو کہ اپنے محبوب کو دعا سے باز رہنے کا حکم دے اور حسینؑ کی عرضداشت مقبول و منظور فرمائے۔ الغرض جس وقت جبرائیل امین یہ خبر فرحت لائے تو جناب رسالتمآبؐ نے نہایت مسرور و بشاش ہو کر راہب سے فرمایا کہ خوشا نصیب تیرا، اے راہب کہ تو بطفیل حسینؑ ابن علیؑ سات بیٹوں کا باپ ہوا۔ یہ خوشخبری سنتے ہی راہب سرور کائناتؐ کے گرد سات بار پھرا۔ پھر امامؑ دو جہاں مظلوم کربلا کی خدمت میں عرض کی کہ آقائے دو جہاں، اے غریبوں کے مددگار، اے ناامیدوں کی امیدگاہ، غریب خانہ راہ شام میں ایک قریہ بعلبک میں واقع ہے۔ اگر حضورؑ کو کبھی اس نواح کی طرف سفر کا اتفاق ہو تو امیدوار ہوں کہ قدوم میمنت لزوم سے کفش خانہ کی رونق افزائی فرمائیے گا جو اس گنہگار کے لئے باعث افتخار ہو گا۔ یہ سن کر امامؑ مظلوم نے فرمایا کہ اے راہب ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ایک روز مع عزیز و اقرباء

تیرے گھر ضرور بالضرور آئیں گے اور شب کے شب مہمان ہوں گے۔ لیکن وقت ایسا ہوگا کہ تجھ کو خوردونوش کی کسی طرح تکلیف کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ سن کر راہب امامؑ کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کی کہ اے آقا اس میں تو ہم چشموں اور ہم وطنوں میں غلام کی انتہائی ہتک ہوگی تو حضرتؑ نے فرمایا جب کہ تو ہمارا دوست ہے تو خیال کر کہ کوئی شخص اپنے دوست کی ذلت چاہے گا؟ مگر جب موقع ہی ایسا ہوگا تو خود تو بھی میرے اس قول کو تسلیم کرے گا۔

یہ سن کر جناب سید الشہداءؑ فرماتے تھے کہ اے بنتِ مرتضیٰؑ، لخت دل فاطمہ زہراءؑ جو کچھ نوشتۂ تقدیر ہے وہ ہو کے رہے گا یعنی مظلوم بہ ظلم وستم فرقۂ کفار کے ہاتھوں شہید ہوگا اور تم بے ردا ہوگی۔ اے بہن اس سال محرم کا مہینہ ہم پر پورا نہ گزرے گا یہی گفتگو بہن بھائی میں ہوتی جاتی تھی کہ امام حسینؑ دوسری محرم کو اپنے وعدہ گاہ پر پہنچے اور ساتویں تاریخ کو خیموں میں موجود پانی ختم ہوگیا اور دسویں محرم کو بعد شہادت یاور وانصار امام حسینؑ عازم میدان کارزار ہوئے، اس وقت جناب سکینہؑ کی بے تابی اور بے قراری کیا عرض کروں کہ اپنے پدر بزرگوار کی گردن میں چھوٹی چھوٹی بانہیں ڈال کر عرض کرنے لگیں کہ اے بابا اب تو میری ساری حسرتیں خاک میں ملتی ہیں۔ امیدیں منقطع ہوتی جاتی ہیں۔ خیر مرضی الٰہی میں کوئی چارہ نہیں ہے۔ مگر آپ نے اس بیٹی کو ابتداء سے چھاتی پر سلانے کا عادی کرلیا ہے۔ وقت رخصت اخیر اگر تھوڑا سا توقف فرمائیں اور ذرا دیر کے واسطے لیٹ جائیں تو سینے سے لپٹ کر یہ ناشاد اپنے دل کی آرزو پوری کرلے۔ ہائے واویلا حسینؑ مظلوم کو اس قدر فرصت نہ تھی کہ بستر پر استراحت فرمائیں۔ امامؑ اسی مقام پر بروئے خاک لیٹ گئے اور حضرت سکینہؑ کو سینہ اقدس پر لٹایا۔ جس وقت یہ حال حضرت زینبؑ وکلثومؑ نے دیکھا کہ وہ گوشوارہ عرش الٰہی خاک پر لیٹا ہے، اپنا سینہ وسر پیٹنے لگیں۔ جناب امام حسینؑ نے ہر ایک بی بی سے فرمایا کہ آج سے ہم کو یہی بستر پسند آیا ہے الغرض بی بی سکینہؑ کو سینہ اقدس پر لٹایا: القصہ سینہ اقدس سے سکینہؑ کو اتار کر زینبؑ کی گود میں دے دیا اور سب کو تسلی ودلاسہ دے کر رخصت ہوئے اور میدان کارزار میں تشریف لائے اور

ظالموں نے اس مسافر یکہ وتنہا کو اس قدر مجروح کیا کہ تاب وتواں نے جواب دیا اور حضرت رو بقبلہ زمین پر تشریف لائے۔ اب کس زبان سے عرض کروں۔ افسوس صد افسوس امامؑ نے سر سجدہ محبوب میں رکھا تھا کی شمر ملعون نے سر اقدس تن سے جدا کر دیا اور اہلبیت اطہارؑ کو لشکر جفا کار نے شتران بے کجاوہ پر بٹھا کر عابدؑ و بیمار کو طوق وزنجیر پہنا کر جانب شام لے چلے کہ راہ میں سوگواران امام حسینؑ کا قافلہ بعلبک میں پہنچا کہ جہاں وہ راہب دیندار مسکن گزیں تھا۔ جس کو امامؑ کی دعا کے سبب خداوند کریم نے سات پسر عطا فرمائے تھے۔ غرض جس وقت اہل حرم آبادی کے قریب پہنچے تو راہب یہ سوچتا ہوا نیزہ خولی کے قریب آیا۔ کیا دیکھا کہ لب مبارک جنبش میں ہیں۔ یہ دیکھ کر راہب متعجب ہوا اور کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ وہ سر اقدس سورۂ کہف کی تلاوت فرما رہا ہے۔ اس وقت راہب اسی فکر وتردد میں تھا کہ عمر سعد نے تجویز کی کہ سر امام حسینؑ کو آج کی شب امیر قریہ کے یہاں رکھوا دو کیونکہ میرے لشکر کے لوگ سفر کی صعوبتوں سے بہت تھک گئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ رات کو سو جائیں اور شیعیان اہل بیت اطہارؑ سر کو لے جائیں تو میری سب محنت برباد ہو جائے گی اور یزید کو کیا جواب دوں گا۔ راہب عمر سعد کی یہ گفتگو سن کر اس کے پاس آیا اور تیس ہزار درہم دے کر سر حسینؑ لے لیا اور اپنے گھر لایا اور مشک وگلاب سے دھو کر ایک سجادہ نفیس پر رکھا اور سوال کیا اے شہید راہِ خدا آپؑ کون ہیں تو سر اقدس سے آواز آئی اے راہب تو بھول گیا میں وہی حسینؑ ہوں کہ جس نے تجھ سے آنے کا وعدہ کیا تھا اور میں وہی حسینؑ ہوں کہ جس کی دعا سے تیرا باغ تمنا سرسبز وشاداب ہوا اور تو نے سات بیٹے پائے۔ میں اپنے وعدہ پر آیا اور تجھ سے وعدہ وفائی کی۔ اب تو اپنا وعدہ وفا کر یعنی دیبا وسنجاب کے بدلے ایک ایک چادر ہی میرے اہل بیتؑ کو اُڑھا دے۔

غرض تمام شب وہ راہب اپنے آقاؑ کے سر مبارک پر گریہ وزاری کرتا رہا، جب صبح ہوئی تو اپنے ساتوں بیٹوں کو بلا کر کہا اے میری آنکھوں کے نور بڑا غضب ہوا کہ اس آقا حسینؑ کو جس کی دعا کی برکت سے تم عالم وجود میں آئے ہو۔ ظالموں نے شہید کر دیا اور اس کی عترتؑ کو یہاں تک تشہیر

کرتے ہوئے لائے ہیں۔قربان ہوجان میری اس امام مظلومؑ کی وعدہ وفائی پر کہ حسبِ وعدہ اعجاز سے میرے گھر کو روشن کیا۔لیکن عمر سعد اس سر مبارک کو محفل یزید پلید میں لئے جاتا ہے۔تقاضائے محبت وعقیدت یہ ہے کہ سر حسینؑ ان ملاعین کو نہ دیں اور کربلا میں لے جا کر تن اطہر سے ملحق کر کے دفن کر دیں۔یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ امام مظلومؑ کے سر بریدہ سے آواز آئی کہ اے راہب تیری محبت و عقیدت پر آفرین لیکن لشکر شام یہ ضرور لے جائے گا۔اے دوست! اپنے کو ہلاکت میں گرفتار نہ کر۔بس ہماری مصیبت پر گریہ کرتے رہنا اور پیاس میں پانی پی کر میری پیاس یاد کر لیا کرنا۔الغرض صبح کو راہب نے لشکر یزید کو سر امامؑ واپس کیا اور چند چادریں بہ منت وزاری نذر آل عبا کیں مگر ان ملاعین بے دین نے نیزے کی نوکوں سے اتار لیں۔

ملاحظہ فرمائیں: چہل مجالس شبیرؑ ،ص۳۳۲ تا ۳۳۴،مطبوعہ لاہور

فصل سوم

سرکار زبدۃ العلما علامہ آغا سید مہدی لکھنوی قدس سرہ

بن اولاد راہب کو سات بیٹے دینا

جب وحی کا دروازہ کھلا ہوا تھا،سرکار رسالتؐ کی آغوشِ رحمت میں حسینؑ عرش سے بہتر نانا کے زانو پر ہیں،باپؑ بالائے منبر سے اگر جبرائیل کو ڈھونڈ سکتے ہیں تو اس منبر کی زینت حسینؑ قضاء وقدر تک نگاہ پہنچا سکتا ہے۔ابن حجر عسقلانی دوسرے بھائی کی نظر اقدس کو لوح محفوظ تک رسائی تسلیم کر چکے ہیں۔راہب چاہتا ہے کہ گھر اس کا بے چراغ نہ ہو۔رسولؐ نفی میں جواب دیتے ہیں۔حسینؑ پے در پے سات فرزند پیدا ہونے کا وعدہ کر لیتے ہیں۔وقار رسالتؐ سامنے رکھ کر علماء نے اس تصادم خیال سے انکار کیا۔ہم عقل کی کسوٹی پر واقعہ کو پرکھتے ہیں۔سات بیٹوں کے معنی ہرگز یہ نہیں ہوتے کہ حسینؑ کی سفارش سے سات فرزند بخشش ایزدی پائے گا۔مگر سب اس کی زندگی میں مر جائیں گے اور وہ لاولد قرار پائے۔دعا قبول ہونے کا اہم پہلو یہ ہے کہ وہ سب زندہ رہیں گے۔ماخذ سامنے نہ ہونے سے

فرزند رسولؐ کا یہ اقتدار بنظر احتیاط اول سے آخر تک نقل کرنے سے ہم قاصر ہیں۔حوالہ دلنشین اور ٹھیک ہو۔

ملاحظہ فرمائیں: تحفۃ الانساب از سید محمد جرگانوی، ضلع بارہ بنکی، ص ۶۰، طبع اثنا عشری پریس، لکھنؤ ۱۳۱۸ھ

بزم رسولؐ کے حاضر باش اس واقعہ کو نقل کر کے دوسرے راویوں کے سپرد کرتے تو اختلاف آرہا تھا اس لئے وہ خاموش رہے اور حدیث آگے نہ بڑھ سکی یہ کیسے معلوم ہو کہ راہب کس ملک کا باشندہ تھا کہاں کا رہنے والا تھا، وہاں کی بستی سے کون پوچھتا کہ وہ لا ولد رہا اور نبی کی نفی نے اس کو بے نیلِ مرام واپس کیا وہ پھولا پھلا اور اولاد سے اس کا گھر بھرا۔عربی کتب سیرت میں یہ واقعہ ناتمام درج ہو کر کوئی افادی پہلو نہ رکھتا اس لئے نہ پایا گیا۔یہ صحت وثوق پر پہلی ضرب ہے،شہرت میں دوسری رکاوٹ یہ کہ جہاں سے آیا تھا وہ عرض شرک تھی کیونکہ ضبطِ تحریر آتا جب شق القمر فلکی خارق عادت کے ثبوت ہم کو ملک میں ڈھونڈنے پڑتے ہیں تو کسی ایک گھرانہ کا یہ واقعہ کون بتاتا مگر جب علم نواز حلقوں میں تلوار پشت نامہ اور شہسواروں میں گھوڑے کے شجرہ ہیں تو اگر پنجاب کا کوئی خانوادہ دعویٰ کرے کہ ہم راہب کی نسل ہیں تو انکار مشکل ہوگا۔میرے کان تک یہ آواز آچکی ہے کہ جہلم میں یہ نسل موجود ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: الحسین ارواحنا فداء، ص ۹۷ تا ۹۸ از آغا مہدی رضوی آلِ غفران مآب، طبع کراچی

فصل چہارم

محقق جلیل مؤرخ نبیل علامہ سید محمد بن سید غالب حسین جرگانوی اعلیٰ اللہ مقامہ نور اللہ

حضرت سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام سبط رسول اللہ امام سوئم ہیں۔غریب الغرباء تابع مرضات اللہ شہید دشت کربلا موجب بقا ملت نبی اللہ حدیث میں مرقوم ہے کہ ایک راہب کے کوئی فرزند نہ تھا اور اس کو اولاد کی بڑی تمنا تھی۔حاضر دربار رسول مختارؐ ہو کر ایمان لایا اور استدعا کی فرزند

کی حالانکہ اس کی قسمت میں کوئی فرزند نہ تھا۔ اتفاقاً حضرت امام حسین علیہ السلام آ گئے اور آپ نے اس کے لئے درگاہ باری تعالیٰ میں دعا کی جو مقبول ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اس کو سات فرزند، فرزندِ نرینہ عطا کئے۔

ملاحظہ فرمائیں: تحفۃ الانساب، ص ۶۰، مطبوعہ لکھنو

کتاب مستطاب تحفۃ الانساب ۱۷ ربیع الاول ۱۳۱۶ کو لکھی گئی، ذیعقد ۱۳۱۸ھ میں مطبع اثنا عشری سے عباد علی رضوی مرحوم قدس سرہ نے شائع فرمائی۔ آج ۱۴۲۷ھ سے ایک سو بیس سال قبل یہ کتاب لکھی گئی اور محقق عالی قدر نے جناب جنت مکان سید حامد حسین صاحب رئیس اعظم داعی پور ریاست بھوپال کے عظیم الشان کتب خانہ سے استفادہ کر کے تالیف فرمایا۔ یہ واقعہ عطاء فرزند تحریر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ حدیث میں مرقوم ہے کہ یقیناً علامہ جلیل القدر نے اصل کتاب دیکھی ہے تب ہی تحریر فرمایا۔ ہم صمیم قلب سے محقق نوجوان خطیب آل عمران، مؤرخ آل یزدان علامہ سید ارتضیٰ عباس نقوی سلمہ تعالیٰ کے مشکور ہیں کہ کتاب تحفۃ الانساب ہمیں مہیا فرمائی۔ خیرا جزاء المحسنین فی دار الدنیا دار المتقین بحق محمد و آل الطاھرین صلوٰۃ اللہ علیھم اجمعین

مقصر ملاؤں کا یہ واویلا کہ پنجاب کے ذاکرین کا خودساختہ اضافہ ہے۔ یہ مقصرین اہل علم صاحبان منبر پر افتراء ہے۔ یہ واقعہ نہ خودساختہ اور نہ ہی گھڑا گیا ہے بلکہ قدیم کتب مناقب میں موجود ہے۔ ہاں امتداد زمانہ سے ہمارا بہت سارا قیمتی علمی سرمایہ برد ہو گیا۔ خصوصاً وہ کتب عقیدہ جن میں فضائل نورانیہ تھے ان کو دشمنانِ اہل بیتؑ نے تلف کیا اور ضائع کیا ورنہ جو کچھ منبر پاک پر بیان ہو رہا ہے۔ یہ سب کتب معتبرہ میں موجود ہے اگر بدقسمتی سے آج ہمارے پاس وہ علمی ذخائر نہیں تو ان حقائق نورانیہ سے لبریز روایات و احادیث کا انکار ہرگز درست نہیں۔ سینہ بہ سینہ جو حقائق صدیوں سے بیان ہوتے آ رہے ہیں سب معتبر ہیں ان کو اکٹھا کر کے ان کو دلائل سے مزین و مبراہین کرنے کی

ضرورت ہے جو کہ افضل ترین کام ہے نہ کہ حقائق کا انکار کیا جائے۔

فصل پنجم

سلطان کربلا کا خزانہ الٰہی میں تصرف

سلطان العلما علامہ غضنفر عباس الہاشمی تونسوی دام ظلہ العالی

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (سورۂ حجر، آیت ۲۱)

ہمارے پاس ہر شے کے خزانے ہیں ہم معلوم مقدار کے مطابق نازل کرتے ہیں

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ (سورۂ بنی اسرائیل ،آیت ۱۰۰)

اے محمدؐ! کہہ دو کہ اگر تم لوگ اللہ کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو تم خرچ ہونے کے ڈر سے روک لیتے

اس آیت کا مزاج بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عام لوگوں سے کہہ رہا ہے کہ اگر تم مالک ہوتے تو تم خرچ نہ کرتے ،اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مالک ہے۔ چونکہ ہم جیسوں سے کہہ رہا ہے کہ تم مالک نہیں ہو تو مطلق طور پر کہتا ہے کہ کوئی مالک نہیں ہے لیکن وہ تو عوام سے کہہ رہا ہے کہ اگر تم مالک ہوتے تو تم تو خرچ ہی نہ کرتے کہ کہیں ختم نہ ہو جائے۔اس کا مطلب ہے کہ کوئی مالک ہے، جو خرچ بھی کرتا ہے۔

پہلے میں تمہارا انتظار ختم کر دیتا ہوں پھر دو چار باتیں کرتا ہوں

ذرے سے عرش تک۔ شرق سے غرب تک ،شمال سے جنوب ،معلوم سے غیر معلوم ازل سے ابد تک کا وقت غضنفر دینے کو تیار ہے۔ عقل کامل اور علم مکمل کے چراغ بنا کے ڈھونڈنے نکلو سوائے چہاردہ معصومینؑ کے گھر کے مجھے کوئی نظر ہی نہیں آیا۔ جس نے دعویٰ کیا ہو صرف چہاردہ معصومینؑ نے کہا ہے: نحن خزان الله فی سمائه وارضه

اللہ کے آسمان اور زمین کے خزانوں کے مالک ہم چہاردہ معصومینؑ ہیں فرمایا: آسمانوں کے خزانوں کے خازن بھی ہم ہیں اور زمینوں کے خزانوں کے خازن بھی ہم ہیں۔ کون سمجھ سکتا ہے کہ ان خزانوں کی مقدار کیا ہے، اس کے خزانوں کی تعداد کیا ہے اور بات جو تم سوچ رہے ہو وہ کعبہ کی قسم اس سے کہیں آگے کی ہے۔ کوئی نہیں جان سکتا کہ کتنے ہیں خزانے، کیسے ہیں خزانے؟ فی الحال اتنا جان لو کہ جتنے بھی ہیں یہ خزانے بے ہاتھ نے بنائے ہیں۔ ہاتھوں والوں نے قابو کر لیے یا پھر اسے یوں کہہ لیتے ہیں۔ بے ہاتھ نے بنائے، اپنے ہاتھوں میں دے دیئے۔ یہودیوں نے الزام لگایا کہ اللہ خرچ نہیں کر سکتا، اللہ نے ہاتھ باندھ لیے ہیں۔ (معاذ اللہ)

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ (سورۂ مائدہ، آیت ۶۴)

یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ ہاتھ تو انہی کے بندھے ہوئے ہیں وہ ملعون ہو گئے اپنے اس قول کی وجہ سے۔ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔

یہ تو چیلنج ہے، چاہے کوئی والئی ریاست ہو، کہا جاتا ہے کہ فلاں بندہ دونوں ہاتھوں سے دولت لٹا رہا ہے، کب تک چلے گا؟ اللہ ازل سے دونوں ہاتھوں سے لٹا رہا ہے، پہلے ہی بتا دوں آپ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ خزانہ کھانے پینے کے ہیں، سونے چاندی کے ہیں۔ دیکھیے سونے چاندی کے خزانے جمع کرنا میرا شیوا ہے، تیری طینت ہے، اللہ یہ خزانے جمع نہیں کرتا۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا، کوئی مجھ پر الزام نہ لگائے۔ میں ایک عالم ربانی کے حوالے سے بات کرنے لگا ہوں۔

حضرت آیت اللہ العظمیٰ علامہ تقی اصفہانیؒ آقا نجفی کے نام سے مشہور ہیں حضرت آیت اللہ العظمیٰ علامہ سید بروجردیؒ کے استاد، مشہد مقدس میں بیٹھ کے انہوں نے قرآن کی تفسیر لکھی اور نام بھی یہی رکھا ''العنایات الرضویہ''، یعنی امام رضاؑ کی عنایت سے لکھی ہوئی تفسیر۔ اس میں انہوں نے جب اس پر بحث کی تو لکھا کہ دنیا والو! تم کیا سمجھتے ہو کہ یہ سونے چاندی کے ہیرے اور جواہرات کے خزانے

ہیں؟ نہیں وہ کہتے ہیں حدیث قدسی پڑھو اللہ کیا کہہ رہا ہے

انما خزانتی اذا اردت ان اقول بشیءٍ کن فیکون

اللہ کہتا ہے میرا خزانہ یہ ہے کہ میں شی بنانے کا ارادہ کر کے ''کن'' کہتا ہوں تو شی ہو جاتی ہے۔ مجھے نہیں خبر کہ کون قسمت سے کیڑے چننے آیا اور کون حقیقت کے موتی چننے آیا۔ کون علیؑ کو سوچنے آیا اور کون علیؑ کو جھکنے آیا۔ میں نے ایک عالم ربانی کی بات کی ہے وہ کہتا ہے کہ یہ خزانے ''کن'' کے، سونے چاندی کے نہیں۔ ''کن'' کے خزانے اور چہاردہ معصومینؑ کہتے ہیں کہ خزانوں کے مالک ہم ہیں۔ ''کن'' اور خزانوں پہ قبضہ محمدؐ وآلِ محمدؑ کا یعنی ''کن'' پہ قبضہ ''کن'' پہ چہاردہ معصومین کا قبضہ۔ اب سنبھال لو ظرف کو، کلیجے تھام لو کہ کہیں خراش نہ پڑ جائے، کلیجے پہ دراڑ نہ آ جائے۔

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ (سورۂ آل عمران، آیت ۵۹)

آدم بھی ''کن'' سے اور عیسیٰ بھی ''کن'' سے اور ''کن'' ہے خزانہ، خزانے پہ قبضہ ہے یداللہ کا۔ نہیں نہیں ہے دم خم علیؑ کو خراج پیش کرنے کا تو میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالو۔ جناب آدمؑ ''کن'' سے ہے۔ ''کن'' پہ قبضہ اس گھرانے کا۔ جس علیؑ کی خیرات کا نام آدمؑ ہے اسی سے بیٹا مانگتے ہوئے موت آتی ہے؟ اب سمجھ میں آیا؟ منافقین کو سمجھ نہیں ہے خزانوں کی۔ ان خزانوں کی سمجھ صرف مومنین کو ہے۔

اب اس میں کتنے خزانے ہیں؟

یہ تو میں کسی مجلس میں بتا چکا ہوں آپ لوگوں کو کہ ''امکان'' بھی ان کے ہاتھوں میں ہے۔ ''اکوان'' بھی ان کے ہاتھوں میں ہے، جو ہو چکا وہ ''اکوان'' اور جو ہو سکتا ہے وہ ''امکان'' ہے۔ جو ہو چکا ہے وہ قطرہ ہے اور جو ہو سکتا ہے وہ کروڑوں سمندر ہیں۔

محمدؐ وآلِ محمدؐ ہو چکنے کے مالک نہیں، ہو سکنے کے مالک ہیں یعنی جو ہو چکا صرف اس کے مالک نہیں

ہیں بلکہ جو ہوسکتا ہے اس کے مالک ہیں۔اب اولادِ آدمؑ کتنے ارب ہیں؟
یہ تو معلوم ہوسکتا ہے تمہیں لیکن کتنے ارب ہوسکتی ہے؟ یہ بتایا ہی نہیں جا سکتا۔جتنی دیر اور ہوسکتی ہے وہ چہاردہ معصومین کے قبضہ میں ہے۔
یہی تو وجہ ہے کہ علیؑ کے چھ چھ سال کے کھیلتے ہوئے بچے بھی اگر اپنے مزاج کی کروٹ کی سرحد پر آ جائیں تو کہتے ہیں کہ اگر لوح پر نہیں لکھا تو کیا ہوا۔ہم تو دینے لگے ہیں۔
سمجھ میں آئی بات یا نہیں؟

ہاں ہاں
یہ بھی سائل کا اپنا ایک ظرف تھا کہ سات سے اس کا دامن بھر گیا تھا۔
چلو میں کہے دیتا ہوں۔
مزاج نے کروٹ لی۔
کہا: ناناؐ! کیوں نہیں دیا بیٹا؟
حسینؑ! لوح پہ نہیں لکھا۔
اچھا پھر میں نے ایک دے دیا
حسینؑ! کیا کرنے لگے ہو؟
ناناؐ! میں نے دو دے دیئے
حسینؑ! اللہ نہیں چاہتا
تین دے دیئے
حسینؑ! اللہ سے پوچھ تو لے
چار دے دیئے
حسین! تقدیر نے اس سے منہ موڑا ہوا ہے

پانچ دے دیئے

حسینؑ! کیوں آج مقدر کو کھلونا بنا رہے ہو

چھ دے دیئے

حسینؑ! آخر چاہتے کیا ہو

سات دے دیئے

راہب نے کہا: مولاؑ! بس

نہیں نہیں

آپ نے جو جملہ سننے کی فرمائش کی ہے وہ آگے ہے۔

جب راہب نے کہا بس تو اس وقت حسینؑ نے کہا: جا رے کم ظرف۔ حسین کے بحر کرم میں پتھر پھینک کر، اس میں تلاطم پیدا کر کے جھولی اتنی سی لایا۔ کاش تو چپ رہا ہوتا تجھے اتنے بیٹے دے دیتا کہ پھر تجھے حاجت ہی نہ رہتی۔

کتاب کا نام ہے مناقب السادۃ الکرام اس میں حضرت علامہ عین العارفین حسینی صاحب لکھنے والے ہیں۔

فرمایا: کاش تو چپ رہتا، قیامت کے دن اولاد آدمؑ ایک طرف ہوتی اور ایک طرف تیری اولاد ہوتی۔

کیا کہا میرے مولا حسینؑ نے؟

کاش تو چپ رہتا، میدان قیامت میں اولاد آدمؑ ایک طرف آتی اور میرے دیئے ہوئے بیٹے ایک طرف

توجہ: حسینؑ نے اولاد آدمؑ کو الگ گنا، اپنے دیئے ہوئے بیٹوں کو الگ گنا

کیوں

ثابت کیا ہوا؟

اولادِ آدمؑ اور تھی، جو حسینؑ نے دیئے وہ اولادِ آدمؑ میں سے نہیں تھے کیونکہ اولادِ آدمؑ کے کوٹے میں اس کی اولاد تو تھی ہی نہیں، حسینؑ نے تو اللہ کے خزانے سے دیئے۔

اولادِ آدمؑ کے کوٹے میں تو بیٹے نہیں تھے، االلہ کے خزانے میں سے دیئے۔

اب گھر جا کر یہ سوچنا ضرور کہ جس علیؑ کے بچے کی عطا اولادِ آدمؑ میں شامل نہیں، وہ علیؑ خود اولادِ آدمؑ کیسے ہوسکتا ہے؟

ملاحظہ فرمائیں: ولایت اور شرک، ص ۴۷ تا ۵۵

فصل ششم

لوح محفوظ واثبات پر تصرف اور راہب کو سات فرزند عطا کرنا

سرکار سید العلماء و محقق جلیل علامہ سید بو علی شاہ زیدی طیب اللہ تربتہ الزکیہ

ایک راہب مسجد رسولؐ میں حاضر ہوا اور اللہ کے رسولؐ سے درخواست کی کہ اس بے اولاد کو اللہ سے دعا فرما کر ایک بیٹا دلو دیں۔ رسولؐ نے ایک مرتبہ سوئے فلک نگاہ ڈالی اور فرمایا تمہارے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے بے اولاد ہونا لوح محفوظ میں درج کیا ہے۔ یہ سن کر راہب مایوسانہ روتا ہوا مسجد سے باہر نکل رہا تھا کہ امام حسینؑ مسجد کی طرف آرہے تھے۔ آپؑ نے راہب سے رونے کا سبب دریافت کیا اور سب ماجرا سن کر ارشاد فرمایا: راہب تمہیں مانگنے کا ڈھنگ نہیں آتا۔ آؤ میرے ساتھ آپؑ نے مسجد میں داخل ہو کر کہا نانا جان راہب کو ایک فرزند چاہیئے۔ آپؐ دعا فرمائیں میں آمین کہوں گا تو اللہ تعالیٰ ایک فرزند عطا فرمائے گا۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا بیٹا اللہ نے لوح محفوظ میں اس کے لئے کوئی اولاد نہیں لکھی۔ حسینؑ بولے نانا جان اگر لوح محفوظ پر اس کے لئے اولاد لکھی ہوتی تو ہمارے در پر کیوں آتا۔ آپؐ دعا فرمائیں میں آمین کہوں گا اللہ تعالیٰ اسے دو فرزند عطا فرمائے گا۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا بیٹا یہ راہب اولاد ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ حسینؑ نے فرمایا: نانا جان آپ دعا کریں میں آمین کہوں گا اللہ تعالیٰ اسے صلاحیت بھی دے گا اور تین فرزند عطا فرمائے گا۔ اللہ کے

رسولؐ نے فرمایا: بیٹا اس کی زوجہ بھی بانجھ ہے۔ حسینؑ نے فرمایا: نانا زکریاؑ کی زوجہ بھی بانجھ تھی جس سے اللہ نے یحییٰ جیسا فرزند عطا فرمایا تھا آپؐ دعا فرمائیں میں آمین کہوں گا اللہ تعالیٰ اسے سات فرزند عطا فرمائے گا ابھی امام حسینؑ کا جملہ ختم نہ ہوا تھا کہ جبرائیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا اے اللہ کے سچے رسول اللہ تعالیٰ آپ کو بعد از تحفہ درود و سلام حکم دیتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر لوح محفوظ کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے حسینؑ کی منشاء پر لوح محفوظ سے راہب کا بے اولاد ہونا محو کر کے سات بیٹوں کا اثبات فرما دیا ہے۔

اللہ کے رسولؐ نے تکبیر بلند کی اور تمام مسجد میں موجود لوگوں نے بھی تکبیر رسولؐ سن کر تکبیر کہی پھر اللہ تعالیٰ کے رسول نے فرمایا: جبرائیل میرے پاس پیغام لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے حسینؑ کی منشاء پر لوح محفوظ سے راہب کا بے اولاد ہونا محو فرما کر سات بیٹوں کا اثبات فرما دیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے یَمۡحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثۡبِتُ وَعِنۡدَهٗۤ اُمُّ الۡكِتٰبِ اور جس چیز کو اللہ چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہے ثبت (مقرر) کر دیتا ہے اور (اس کام کے لئے) اس کے پاس کتاب کی بنیاد (نور اول) ہے۔ یقول علیه السلام و بنا یمحو ا الله ما یشاء و بنا یثبت

ملاحظہ فرمائیں: الخصال و تفسیر نور الثقلین، ج ۲، ص ۵۱۴

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اور ہمارے (صاحبان نور اول ۱۴ معصوم کے) ذریعہ اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہے ثبت و مقرر فرما دیتا ہے (یعنی ام الکتاب نور اول)

ملاحظہ فرمائیں: شہادت عظمیٰ علامہ الحاج سید بو علی زیدی، ۲۷۳ تا ۲۷۴، مطبوعہ کراچی

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد روحانی قدس ثراہ

کائنات میں عام اسباب کے بغیر (فقط اپنے) ارادے کی بناء پر تصرف کرنے کو ولایت تکوینی کہتے ہیں اور آئمہ معصومین علیہم السلام باذن اللہ ولایت کلیہ کے حامل ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: استفتائات آیت اللہ سید محمد روحانی، سوال نمبر ۱۳۱۷۔ الولایۃ التکوینیۃ ص ۲۰۳

باب سوئم

اصل متن

حدیث راہب

باب سوئم

حدیث راہب اصل متن

راہب کا نام عبدالمسیح بن حیٔ تھا۔ آبائی شہر بعلبک (شام) ہے

راہب کی وجہ تسمیہ: اس کو تین وجہ سے راہب کہا گیا ہے

اولاً : یہ عہد شباب میں بہت بہادر اور بارعب تھا اس کو دیکھ کر بڑے بڑے بہادر فوراً رفو چکر ہو جاتے۔ لغت میں راہب خوفناک کی طرح لڑنے اور حملہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔

ثانیاً: اس کی شادی عمارہ بنت جرجیس انطاکیہ سے ہوئی۔ شادی کے بعد اسے ایسی بیماری نے گھیر لیا کہ اس کو بے حد تھکاوٹ ہونے لگی اور یہ اٹھنے اور چلنے سے بھی معذور ہو گیا۔ تھکاوٹ والے مرض کے مریض کو بھی راہب کہتے ہیں۔ (المنجد)

ثالثاً: عبدالمسیح اپنے دور کا بہت بڑا عالم فاضل شخص تھا اس زمانہ میں یمن میں عیسائیوں کا ایک بہت مقدس مقام تھا جسے قبۃ النجران کہتے تھے وہاں لوگوں کی حاجات پوری ہوتیں لہذا یہ اپنے فاضل ترین شاگردوں اور اہل خانہ کے ساتھ شفاء یابی کی غرض سے اپنے شعر بعلبک سے قبۃ النجران یمن آیا تا کہ اس کی حاجتیں پوری ہوں۔ ایک صحت، دوسرا اولاد۔ غرض ایک طویل عرصہ تک یہ قبۃ النجران میں مصروف عبادت رہا چونکہ یہ زیادہ وقت عبادت خانہ میں ہی پڑا رہتا تھا لوگوں میں راہب مشہور ہو گیا۔ تیسری وجہ شہرت راہب کی یہ طویل عبادت تھی۔ اس وجہ سے اہل یمن اور قبۃ النجران والے بھی راہب ہی کہنے لگے۔

بشارت مسیح : ایک شب یہ عبادت میں مصروف تھا کہ ایک حضرت مسیح علیہ السلام کی اس کو بشارت اور زیارت ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: نجات دہندہ دنیا میں آ چکا ہے تم فوراً یثرب (مدینہ) پہنچو۔ آخری نبیؐ جس کا نام احمدؐ ہے وہاں موجود ہے۔ اس کا فرزند تیری حاجت فوراً پوری کرے گا۔ ہم سب اس کی رعایا ہیں اور ارض و سماء کی ہر شے ان کی مطیع ہے وہ اللہ کے ارادے کو جاری کرنے

والے ہیں۔ میں نے ''کن'' سے صرف پرندہ بنایا وہ جہانِ ہستی کی تخلیق کرنے والے ہیں۔ میں نے مردے زندہ کیئے اور غیب کی خبریں دیں۔ مریضوں کو شفاء یاب کیا ان کے نام سے جو کہ اسم اعظم ہے۔ دیکھو عبدالمسیح ہر زمانے کی ہر ہر حرکت آخری نبی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے خلفاء کے کنٹرول میں ہے۔ جلدی ان کی خدمت میں پہنچ جا۔ اس بشارت کے بعد عبدالمسیح نے اپنے لائق ترین عالم فاضل شاگردوں سے اور اہل خانہ سے مشاورت کی اور قبۃ النجر ان یمن سے عازم مدینہ منورہ ہوا اور منزل طے کرتا ہوا یہ قافلہ بالآخر منزل مقصود پر پہنچ گیا اور جمعہ کے دن جب کہ مسجد اصحاب رسولؐ سے بھری ہوئی تھی یہ وارد ہوا اس وقت اس کی عمر ستر (۷۰) سال سے تجاوز کر چکی تھی۔

ملاحظہ فرمائیں: اخبار المسیح، ج ا، ص ۸۳۷، مطبوعہ نجف اشرف

آثار المعصومین، ج ا، ص ۲۲۸، مطبوعہ نجف اشرف

عبدالمسیح دربار اقدس نبوی میں

چونکہ سن رسیدہ تھا اور تھکاوٹ کا مرض بھی زیادہ تھا کچھ آرام کرنے کے بعد جمعۃ المبارک کے دن اس وقت مسجد نبویؐ میں حاضر ہوا جس وقت مسجد اصحاب سے بھری ہوئی تھی، اس کے ساتھ عیسائی راہب اور یہودی علماء بھی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال بے مثال کی زیارت کی۔ آپؐ کے ساتھ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور شہزادگان بھی موجود تھے۔

عبدالمسیح راہب حاضر ہوا اور عرض کی حضور میں آپ کی خدمت میں اپنی حاجت لے کر آیا ہوں اور کچھ سوال ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نگاہ رحمت ڈال کر ارشاد فرمایا تو خود اپنی حاجت اور سوال بیان کرے گا یا میں اس کا جواب بھی اور سوال بھی بتا دوں۔

عبدالمسیح راہب نے عرض کیا میرے ساتھ چونکہ عیسائی علماء پادریوں کے علاوہ یہودی علماء بھی ہیں لہٰذا میں سوال کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سوال کرو۔

عبدالمسیح نے عرض کیا دنیا میں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہو رہا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے وہ کہاں پر درج ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ازل سے ابد تک جو کچھ بھی ہے سب کا سب لوح محفوظ میں موجود ہے۔

عبدالمسیح: یہ لوح محفوظ کہاں ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوح محفوظ دو ہیں ایک مکتوبی اور ایک وجودی۔ لوح محفوظ مکتوبی چوتھے آسمان پر ہے جس کو مقرب بارگاہ خدا فرشتہ میکائیل ہر وقت دیکھتا رہتا ہے۔ انبیاءؑ پر نازل ہونے والی کتب سماویہ اور صحائف انبیاء جبرائیل وہاں سے لاتے ہیں۔

عبدالمسیح نے عرض کیا: سردار دوسری لوح کون سی ہے اور کہاں ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انا لوح محفوظ۔ میں اور میرا بھائی اور وصی امیر المومنین علی علیہ السلام بھی لوح محفوظ ہیں۔ ان کی اولاد سے آنے والے آئمہ ابرار علیہم السلام سب لوح محفوظ ہیں۔ نحن لوح محفوظ ، ہم سب لوح محفوظ ہیں۔ ونحن صاحب المحفوظ ہم لوح محفوظ کے مالک بھی ہیں۔

عبدالمسیح نے عرض کیا: حضور یہ فرمائیں میری اولاد وہاں درج ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انی اعلم ما کان وما یکون و ھو کاین جو ہو چکا ہے اس کا علم مجھے ہے اور جو ہو رہا ہے اس کو بھی جانتا ہوں اور جو آئندہ ابدلاباد تک جو کچھ ہوگا اس کا علم مجھے بھی ہے اور میرے اوصیاء کو بھی ہے۔

عبدالمسیح نے عرض کی: پھر مجھے اولاد کب عطا ہوگی؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب بہت جلد تو صاحب اولاد ہوگا۔ تیری اولاد میری آل کی محبّ اور فدائی ہوگی۔

عبدالمسیح حضور میری عمر بہت زیادہ ہے میری بیماری طویل اور بیوی بانجھ ہو چکی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پیغمبر خدا حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا بار الہا میری بیوی بانجھ ہوگئی مگر خدا نے بیٹا دیا۔ زکریا علیہ السلام کو یحیٰ علیہ السلام جیسا بیٹا ملا۔

عبدالمسیح نے عرض کیا میرے لئے کیا ہوگا۔

آنحضرت صلی وللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا چھوٹا فرزند امام حسین علیہ السلام تمہیں اولاد دے گا۔

عبدالمسیح نے حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھا اور دل میں کوئی سوال ابھی پیدا ہی ہوا تھا کہ حضرت ابوعبداللہ امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: عبدالمسیح تمہارے نبی عیسیٰ علیہ السلام تین دن کے تھے اور انہوں نے گود مادر میں کلام فرمایا۔

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا میں عبد خدا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور نبی بنا کر بھیجا ہے۔

نبوت اور امامت کے لئے عمر کی قید نہیں النبی نبی ولوکان صبیا نبی نبی ہوتا ہے۔ خواہ گود مادر میں طفل صبی ہو اسی طرح الامام امام و لوکان صبیا امام امام ہوتا ہے خواہ گود مادر میں ہو۔

اے عبدالمسیح یاد رکھو۔ ان صغیرنا و کبیرنا سواء ہمارا بڑا اور چھوٹا طفل رضیع اور بزرگ برابر ہے

عبدالمسیح نے عرض کیا فرزند رسول کب اولاد ہوگی؟

حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ابھی

وہاں پر موجود منافقین میں سے ایک نے کہا یہ بڑا دعویٰ ہے کہ ابھی اولاد ہوگی یہ کیسے ممکن ہے؟

حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے اپنی روح فرمایا، روح اللہ فرمایا اور روح کے متعلق فرمایا وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ

رَبِّی روح اللہ کے امر سے یعنی روح امر نہیں بلکہ امر خدا سے ہے۔ و انـا امـر اللّٰـہ میں امر اللہ ہوں۔

کہہ دیجئے کہ الروح میرے رب کے امر میں سے ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَآ اَمۡرُہٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ (سورۂ یٰسین، آیت ۸۲)

اتنے میں ایک منافق نے کہا کہ اولاد دینا خدا کا کام ہے آپ کا نہیں اگر اولاد اس کا مقدر تھی تو پہلے ہو جاتی۔ آپ بچے ہیں آپ کا قول منشاء خدا اور مشیت الٰہی کے خلاف ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت امیر المومنین علیہ السلام، حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت سید الشہد اء علیہ السلام نے یک زبان فرمایا: نحن اذا شئنا شاء اللہ اذاار دنا اراد اللہ جب ہم چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی چاہتا ہے، جب ہم ارادہ کرتے ہیں تو پروردگار بھی ارادہ فرماتا ہے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے بدبخت ازلی و یـلـك "تم پر لعنت ہو" میرے فرزند امام حسین علیہ السلام کا ارادہ اور چاہنا ہی خدا کا چاہنا ہے۔

عبدالمسیح نے کمال محبت سے حضرت سید الشہد اء علیہ السلام کے چہرہ اقدس کی طرف دیکھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جلالت ولایت میں ارشاد فرمایا: عبدالمسیح اپنی گود بڑھاؤ۔

عبدالمسیح نے گود بڑھائی

امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کن ادھر کن فرمایا اُدھر ایک فرزند راہب کی گود میں موجود تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے سات بار فرمایا۔ سات فرزند گود راہب میں آ گئے اس موقع پر جلیل القدر صحابی سلیمان محمدی علیہ السلام نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بچے کہاں سے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نحن خزان خزائن اللہ فی السموات و الارضیـــن ہم ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے خزانے کے مالک ومختار ہیں میرے فرزند

نے خزانہ الٰہی سے دیئے ہیں۔

باب السجود

جیسے ہی راہب کی کھیتی ہری بھری ہوئی اس کے ساتھ یہودی اور عیسائی علماء تھے سب نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو سجدہ کیا فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ آنحضرتؐ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا: اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے علماء کو اپنا رب بنا رکھا ہے۔

ایھا الناس ! لوگو گواہ ہو جاؤ یہودی اور عیسائی جن علماء کو رب مانتے ہیں وہ میرے حسینؑ کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا مولا اپنی عظمت بیان فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جن کو یہودیوں اور عیسائیوں نے رب بنایا وہ جھوٹے اور دشمنِ خدا تھے مگر خود پروردگار عالم نے ہمیں یہ مقام عطا فرمایا۔ نحن ارباب و ھو رب الارباب ۔ ہم تمہارے رب ہیں اور پروردگار عالم ہمارا رب ہے۔

حضرت سلمان محمدی علیہ السلام نے عرض کیا مولا سات بچوں کو کس نام سے پکارا جائے گا تو حضرت سید الشہداء علیہ السلام نے خود ان کے نام رکھے۔

منعب، معقل، سوید، عمیر، زید، شیب، رافع

جب راہب کو سات فرزند عطا فرما دیئے تو اس کی اہلیہ نے اس کے کان میں کوئی بات کہی یہ دیکھ کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا تمہاری زوجہ کہہ رہی ہے کہ بیٹے عطا ہو گئے اگر بیٹیاں بھی ہوتیں تو کیا اچھا ہوتا۔ عبدالمسیح (راہب) نے عرض کیا مولا بے شک آپ نے صحیح فرمایا ہے۔

حسین علیہ السلام نے فرمایا: فرزند میں نے دیئے زوجہ کو حرم اطہر میں بھیج دو بیٹیاں میری ہمشیرہ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا سے مانگو۔ حکم امام کی تعمیل کرتے ہوئے راہب کی زوجہ عمارہ کاشانہ ولایت میں حاضر ہوئی اور مخدومہ کائنات صدیقہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں سلام عرض کیا۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے دیکھ کر فرمایا: فرزند تجھے میرے بھائی نے عطا فرما دیئے اب بیٹیوں کے متعلق تیری خواہش ہے۔

عمارہ نے عرض کیا بے شک

مخدومہ کائنات سیدہ زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا نے برادر کی مثل کلمہ ''کــن'' فرمایا تو سات بیٹیاں بھی اس کی گود میں آئیں۔

مخدومہ عالیہ نے خود ان کے نام

صفیہ، صمعیہ، رقیہ، ناصرہ، صدیقہ، سدیف، سعدیہ

تجویز فرمائے۔

پھر جناب فضہ ؓ کو فرمایا کہ ان کو چادریں دو۔ ان کے علاوہ بہت سارے قیمتی ملبوسات، زیورات ان کو عطا فرمائے۔

عمارہ زوجہ راہب نے عرض کیا مخدومہ اگر آپ بھی ہمارے گھر تشریف لائیں تو غریب خانہ کو اپنے قدموں سے مشرف فرمائیں۔ ہمارے لئے باعث سعادت ہوگا۔

حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے اس کی بات کو سن کر شدید گریہ فرمایا تو عمارہ نے عرض کی مخدومہ میں نے کوئی گستاخی کی یا آپ کے مزاج کے خلاف کوئی بات عرض کی ہے۔

حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا نہیں تو نے مجھے اپنے گھر آنے کی دعوت دی میں ضرور آؤں گی۔ میرے ساتھ سارا خاندان ہوگا۔

عمارہ نے عرض کیا کب؟

سیدہ نے نے فرمایا: ۶۱ ھ تیرے شہر میں تیرے گھر آؤں گی۔

اس نے عرض کیا مخدومہ آپ بار بار گریہ کیوں فرماتی ہیں؟

سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: اس لئے کہ تو ہمیں پہچان نہ سکے گی۔

عمارہ نے عرض کیا کوئی نشانی فرمائیں۔

فرمایا جب میں آؤں گی تو ہمارے دشمن خوشی کے نقارے بجائیں گے۔

جب تیری بیٹیوں کے ہاتھ سے قرآن پرواز کرے تو اس طرف جانا جہاں قرآن جائیں وہاں ملاقات ہوگی۔

عمارہ کہتی ہے ۶۱ھ کے آغاز سے میں نے انتظار شروع کیا حتی کہ ایک دن ہمارے شہر میں کسی کے استقبال کے لئے زوردار نقارے اور شہنائیاں بجائی جارہی تھیں جبکہ ہمارے دل سخت وحشت اور اضطراب میں تھے۔ اچانک ظہر کے وقت جب میری بیٹیاں قرآن پڑھ رہی تھیں۔ قرآن نے ان کے ہاتھوں سے پرواز شروع کی۔ ہم سب گھبرا کر قرآن کے پیچھے دوڑے تو بازار میں کچھ قیدی نظر آئے۔ جن کو لوگ باغی کہہ کر پتھر مار رہے تھے مگر قرآن ان کے گرد طواف کر رہے تھے۔ میں اسیران کے ناقہ کے پاس آئی اور عرض کی اے اسیران جفا آپ کون ہیں؟ ایک مخدومہ نے سر بلند کیا اور فرمایا: انا زینب بنت علی مرتضیٰؑ میں علی مرتضیٰؑ کی دختر زینب ہوں۔ میرے ساتھ ام کلثوم اور میری بھاوج ام لیلیٰ اور ام رباب اور خاندان ہاشم کیا آقا زادی ہیں۔ صلوٰۃ اللہ علیہن اجمعین عمارہ نے عرض کیا آقا زادی آپ کے مرد کہاں ہیں؟

فرمایا: وہ نوک سناں پر میرے بھائی حسینؑ کا سر اقدس اور علی اکبرؑ کا سر اقدس ہے اور اسی طرح بتاتی گئیں ہم سب نے ماتم داری شروع کی راہب (عبد اللہ) نے اپنے ساتوں بیٹوں کو حکم دیا کہ لشکر والوں سے جنگ کرو اور قیدی چھڑالو اور شہداءؑ کے سران سے چھین لو۔ شدید جنگ ہوئی راہب (عبد اللہ) کے ساتوں بیٹے جام شہادت نوش کر گئے۔ راہب نے مخدومہ کے ناقہ کے پاس آ کر عرض کیا کہ اور بیٹے ہوتے تو قربان کرتا، یہ قربانی قبول فرمائیں۔

حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا میرے بھائی نے تجھے اولاد دی اور جو ہمارے قائمؑ کی حکومت میں ان کی انصار ہوگی۔ تیری نسل ختم نہ ہوگی تو ان شہداءؑ کے سر تن سے لگا جیسے ہی راہب

(عبداللہ) نے سرتن کے ساتھ جوڑے اس کے بیٹے اشهـد ان لا الـــه الا الله واشهـد ان محـمـد رسول الله واشهد ان امیر المومنین ولی الله اشهد ان الحسین الشهید حجة الله علی الخلق پڑھتے ہوئے زندہ ہوگئے۔

اللهم صلی علی محمدؐ و آلِ محمدؐ

ملاحظہ فرمائیں: نوادر المناقب سید علی نظر سبزواری

جامع المناقب، ج۳، ص۳۳۵، مطبوعہ کربلا، محدث جلیل علامہ سید نور علی موسوی

انوار الحسینیہ، ج۱، ص۵۱۰، مطبوعہ نجف اشرف، عراق، محدث کبیر علامہ سید حسن شریف بن علی موسوی

مدینۃ الانوار فی فضائل النبی و الائمۃ الاطہار، ج۵، ص۲۰۷، مطبوعہ کاظمین، علامہ حسن ابوالقاسم سبزواری

سرالاسرار، ص۸۱۲، مطبوعہ ایران

انوار المعاجز، علامہ شیخ علی رجب دامغانیؒ

صحابی جلیل حضرت قنبرؓ کا بیان

حضرت قنبرؓ فرماتے ہیں جب حضرت امام حسینؑ نے راہب کو فرزند عطا فرمائے تو راہب اور اس کے ساتھ آنے والے نصاریٰ اور یہودی علما نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ حضرت سلمانؓ، حضرت حذیفہ، ابوذر غفاری اور دیگر صحابہ نے بھی سجدہ کیا۔ جس میں بنی ہاشم اور انصاری اصحاب بھی شامل تھے۔ حضرت سلمان فارسیؑ کی خوشی قابل دید تھی ان کے چہرہ کی چمک اور خوشی میں نے دوبارہ عید غدیر کے موقع پر دیکھی۔ حضرت سلمان فارسیؑ اور راہب باتیں کرتے رہے اور اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت امیر المومنین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ راہب کا نام عبداللہ رکھو۔ آپ اس کو احکام شریعت کی تعلیم دیں۔ چنانچہ حضرت نے اس کو تعلیم دی۔

ملاحظہ فرمائیں: نوادر المعاجز

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ان شیر خوار بچوں کو دیکھنے پورا مدینہ اُمڈ آیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک دنبہ ذبح کرایا اور کھجور کا حلوہ بنانے کا حکم دیا۔ جب یہ کھانا تیار ہو گیا تو حضرت امام حسین علیہ السلام جو بظاہر ساڑھے تین سال کے تھے اپنے دست مبارک سے اہل مدینہ میں کھانا تقسیم کیا۔ تین دن تک اہل مدینہ کھانا کھاتے رہے مگر ہم نے دیکھا کہ برتنوں میں اسی طرح تازہ کھانا موجود تھا جس کی مہک بے مثل تھی۔

ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: هٰـذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِکْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (سورۂ ص، آیت ۳۹) میرا حسینؑ قاسم ارزاق ہے اس کی عطا کبھی کم نہ ہوگی۔ ازل سے ابد تک تقسیم ارزاق اس کے ذریعے ہے۔ میرے یہ دونوں فرزند حسنین اہل بہشت کے سردار ہیں۔ اہل بہشت کو انہی کی بدولت نعمات ملیں گی اور اہل محشر کو حوض کوثر پلانے والے یہی میرے فرزند ہوں گے۔

ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت سلمان فارسی کی ناقابل بیان خوشی کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا: سلمان ہمارا دروازہ ہے، سلمان ہم اہل بیت سے ہے اور ہمارا راز دار ہے۔ جب ہم خوش ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ خوش ہوتے ہیں یاد رکھو ان اللّٰہ اطلع الی الارض فاختار لنا شیعہ ینصر و ننا و یفر حون لفر حنا و یحزنوا لحزننا پروردگار عالم نے اہل عرض کو دیکھا تو ہمارے شیعہ کو منتخب کیا جو ہماری خوشی سے خوش اور ہمارے غم سے غمگین ہوتے ہیں۔ اے میرے صحابہ جو حسینؑ پر غم زدہ ہوگا قیامت کے دن خداوند کریم خود اس کو خوش کرے گا میرے اس فرزند پر ارض وسماء گریہ کریں گے۔ اس پر گریہ کرنے والوں کا جہاں مجمع ہوگا خداوند کریم وہاں ملائکہ مقربین کو نازل فرمائے گا جو رونے والوں کے آنسوؤں کو اکٹھا کریں گے اور جنت کی انہار اور حوض کوثر میں ڈالیں گے جس سے ان کا ذائقہ بے مثل ہو جائے گا۔

ملاحظہ فرمائیں: جامع احادیث مناقب

نوٹ: ۱۹۸۲ء میں حضرت آیت اللہ سید عبد اللہ اعلیٰ موسوی سبزواری اعلیٰ مقامہ نور اللہ مرقدہ کے پاس موجود تھا۔ اس معجزہ حسینی کے متعلق عرض کیا تو سرکار آیت اللہ سبزواری نے انوار المناقب کا قلمی نسخہ ہمیں دکھایا اور اس کی عبارت خود پڑھ کر سنائی اور اس کے متعلق تفصیلاً ذکر کرتے رہے اور جب اپنا کلام ختم کیا تو کافی دیر تک گریہ اور دعا فرماتے رہے۔

شیطانی سفسطہ اور اس کا ابطال

اس روایت مبارکہ کے متعلق مقصرین علماء اپنے مربی عزازیل کی وکالت میں ہمارے صحیح العقیدہ شیعہ علماء حق اور ذاکرین عظام و مومنین کرام پر اعتراض کرتے ہیں ۔ یہ سائل تو راہب ہے اور راہب عیسائی پادری کی اولاد نہیں ہوتی۔

اعتراض بچگانہ اور نابالغہ ذہنیت کی اختراع ہے اور معترض کا جاہل مطلق ہونا ثابت کرتا ہے کہ اس نے کبھی قرآن پڑھا ہی نہیں۔ آیت مبارکہ مباہلہ پر غور فرمائیں وہاں **فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ کُم** (سورۂ آل عمران، آیت ۶۱) کے الفاظ ہیں تم اپنے بیٹے لاؤ ہم اپنے بیٹے لاتے ہیں۔ یہ اظہر من الشمس ہے کہ نصاریٰ نجران کے اسقف اعظم بڑے پادری تھے۔ لہٰذا اگر ان کے (فرزند) اولاد نہ تھی تو یہ **وَاَبْنَاءَ کُم** کیوں فرمایا ہے۔ آیت کے الفاظ واضح کر رہے ہیں پادریوں کی اولاد ہوتی ہے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا لقب راہب آل محمدؐ ہے۔

تاریخ اسلام میں ایک روشن نام حنظلہ غسیل الملائکہ صحابی کا ہے ان کے والد عامر بھی راہب ہیں **غسیل الملائکہ و ابوہ ابو عامر الراھب**۔

ملاحظہ فرمائیں: رجال مامقانی، ج ۱، ص ۳۸۲، مطبوعہ ایران

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجر بن عدی الکندی الکوفی اصحاب امیر المومنینؑ اور ابدال میں سے تھے۔ کتاب کامل ''بہائی'' میں

ہے کہ ان کا زہد اور کثرت عبادت عرب میں مشہور تھا کہتے ہیں کہ رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔مجالس میں ہے کہ صاحب استیعاب نے کہا ہے کہ حجر فضلاء صحابہ میں سے تھے اور صغیر السنی میں کبار میں سے تھے اور مستجاب الدعوۃ تھے۔

ملاحظہ فرمائیں: احسن المقال ترجمہ منتھی الآمال، ج ا،ص ۲۳۳، مطبوعہ لاہور

امام اہل سنت حاکم نیشاپوری فرماتے ہیں

حجر بن عدی راھب اصحاب محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

ملاحظہ فرمائیں: مستدرک حاکم، ج ۳،ص ۳۶۸، مطبوعہ مکہ مکرمہ شریف

ہم نے اس ملکوتی روایت میں جتنے حوالہ جات پیش کئے ہیں وہ سب مدرسہ ابراہیمیہ کرمان ایران مکتبہ الحائری کربلا معلیٰ عراق کتب خانہ جامع الامام الصادقؑ کویت اور مکتبہ قدیمہ تاروت سعودیہ عرب میں موجود ہیں۔

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

تصرف شاہ کربلا

حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت میں وارد ہے

بکم فتح اللہ و بکم یختم و بکم یمحو ما یشاء و بکم یثبت (کامل زیارت)

"آپؑ کے ذریعے ہی اللہ نے افتتاح کائنات کیا اور آپؑ پر ہی اختتام فرمائے گا اور آپؑ کے ذریعہ ہی جو چاہتا ہے مٹاتا ہے ور آپ کے ذریعے ہی ثابت رکھتا ہے۔"

یعنی کائنات کا محو و اثبات حضرت والی کونین امام حسین علیہ السلام کے دست اقدس میں ہے آپ جیسے چاہتے ہیں جہان ہستی میں تصرف فرماتے ہیں جس بے رزق کو چاہتے ہیں غنی کر دیتے ہیں، جس بے اولاد کو چاہتے ہیں اولاد سے سرفراز فرما دیتے ہیں محو و اثبات دست امام میں ہے۔

باب چہارم

ولایت مطلقہ کلیہ الٰہیہ

باب چہارم

ولایت مطلقہ کلیہ الٰہیہ

خلق ہو یا رزق، موت ہو یا حیات، شفاء ہو یا قضاء یہ تکوینی امور کہلاتے ہیں اور تمام امور تکوینیہ خداوند عالم نے اپنے اذن سے روز اول ہی سے تاجدار ولایت کلیہ مطلقہ الٰہیہ کے کنٹرول میں دیئے ہیں۔ ولی مطلق صاحب ولایت تکوینیہ ہے اور وہ باذن اللہ جمیع عوالم امکانیہ کا نظام چلا رہا ہے۔

ولایت تکوینیہ کے موضوع پر ہم نے اس سے پہلے مبسوط کتب مثلاً شواہد الولایت، دلائل الولایت، تجلیات ولایت، الاربعین فی دلائل الولائیۃ الکلیۃ للمعصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ سبیل الرشاد اور احقاق الحق میں دلائل و براھین باھرہ سے اثبات کر چکے ہیں، چونکہ اولاد دینے کا تعلق بھی امور تکوینیہ سے ہے لہٰذا یہاں قرآن واحادیث اور علمائے کرام و مجتہدین کرام و محدثین عظام کے بیانات شافیہ وافیہ پر مبنی مسکت خصم دلائل پیش کر رہے ہیں۔

فصل اول

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا (سورۂ نساء، آیت ۵۴)

خداوند عالم نے جو ملک عظیم آل محمد علیہم السلام کو عطا فرمایا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرات معصومین علیہم السلام کائنات عالم کی ہر شے کے حکمران ہیں اور خداوند متعال نے تمام مخلوقات کو حکم دیا ہے کہ وہ ان حضرات کے تابع وفرمان ہوں۔ یہ معنی حق ہے اور توحید کے کسی بھی درجہ کے ساتھ منافات نہیں رکھتا کیونکہ ان حضرات کی بقاء و قیوم کے ارادہ ہی سے ہے۔ جو علوم کمالات خداوند کی طرف سے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں حکم ہے وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ (سورۂ نحل، آیت ۵۳)

ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے۔

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَکَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْکَ مَالًا وَّوَلَدًا (سورۂ کہف، آیت ۳۹)

مثلاً اگر سلطان مملکت، ایک شخص کی اہلیت ولیاقت کے پیش نظر اس کی تربیت کرے پھر اسے ایک یا دو صوبوں میں اختیار دے دے آیا اس شخص کے اختیار سلطان مملکت کے اختیار سے منافی ہے۔۔۔؟ نہیں۔۔۔! ہرگز نہیں۔۔۔ بلکہ سلطان کے ہی تابع اسی کے حکم سے وہ اپنے قلمرو کا انتظام وانصرام کر رہا ہے۔

اب ہم وہ احادیث معتبرہ نقل کرتے ہیں جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی ولایت وسلطنت پر دلیل وحجت ہیں کہ یہ حضرات کائنات کی ہر شے پر اختیار کلی رکھتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی! آپؐ چاند کے دو ٹکڑے کریں۔

جبرائیل نے نازل ہو کر عرض کیا۔

یا رسول اللہ ان اللہ یقرئك السلام و یقول لك انی قد امرت کل شیء بطاعتك

اے رسولؐ خدا آپ کے پروردگار نے سلام بھیجے ہیں اور فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر شے کو میں نے آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔۔۔

آپؐ نے کفار کی بات کو قبول کیا اور نگاہ رحمت چاند کی طرف اٹھائی اور اسے حکم دیا کہ دو ٹکڑے ہو جاؤ۔ انہوں نے دیکھا تو اچانک چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور آپؐ نے سجدہ شکر ادا کیا۔

ملاحظہ فرمائیں: تفسیر شریف قمی، ج ۲، ص ۳۴۱

بحار الانوار، ج ۱۷، ص ۳۵۲

تفسیر البرہان، ج ۴، ص ۲۵۷

تفسیر کنز الدقائق، ج ۱۲، ص ۵۲۹

تفسیر نور الثقلین، ج ۵، ص ۱۷۵

دوئم: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا فرمان واجب الاذعان

الحمد لله الذی اختار لنا محاسن الخلق و اجری علینا طیبات الرزق و جعل لنا الفضیلة لمملکة علی جمیع الخلق فکل خلیقته منقادة لنا بقدرته و صائرہ الی طاعتنا بعزته (صحیفہ کاملہ، ص۹۵، طبع لاہور)

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے خلقت وآفرینش کی تمام خوبیاں ہمارے لئے منتخب کیں اور پاک و پاکیزہ رزق کا سلسلہ ہمارے لئے جاری کیا اور ہمیں غلبہ وتسلط دے کر تمام مخلوقات پر برتری عطا کی چنانچہ تمام کائنات اس کی قدرت سے ہمارے لئے زیر فرمان اور اس کی قوت وسر بلندی کی بدولت ہماری اطاعت پر آمادہ ہے۔ ترجمہ: علامہ مفتی جعفر حسین مرحوم

سوئم: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ خداوند متعال نے آپ کو کئی فضائل سے نوازا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ درد اور مرض کو تیرا مطیع قرار دیا ہے۔ پس کوئی بھی ایسی شے نہیں کہ جسے آپؑ حکم دیں اور وہ آپؑ کا حکم ٹال دے۔ یہ اس وقت کہا گیا جب آپؑ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور بخار کو نکل جانے کا حکم دیا تو اچانک وہ مریض ٹھیک ہو گیا۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علیؑ آپ کو خدا نے بہت خصائل اور فضائل سے سرفراز فرمایا ہے۔ ان الله جعل الوجاع مطیعتك ہر دکھ، دورد اور مرض کو آپ کا مطیع تابع فرمایا ہے کوئی شے کوئی مرض ایسا نہیں ہے کہ آپ حکم دیں اور اطاعت نہ کرے۔

ملاحظہ فرمائیں: مدینۃ المعاجز، ج۱، ص۲۴۹،

الخرائج والجرائح، ج۲، ص۵۶۸

چھارم: کثیر بن سلمہ نے کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے سرکار امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ پتھر سے شہد نکال رہے تھے۔۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ

بیان کیا۔تو آپؑ نے فرمایا: کیا تو میرے فرزند حضرت حسن علیہ السلام کی فضیلت کا انکار کرتا ہے؟ وہ سردار ہیں اہل زمین واہل آسمان آپؑ کی طاعت پر مامور ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: مدینۃ المعاجز، ج ۲،ص ۱۶، مطبوعہ بیروت

صحیفۃ الابرار، ج ۲،ص ۱۱۱، طبوعہ بیروت

پنجم: عبداللہ بن شداد ''جوشیعہ کاملین میں سے تھا شدید بخار میں مبتلا تھا'' حضرت سید الشہداعلیہ السلام اس کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے آپؑ کے وارد ہوتے ہی بخار اتر گیا اور وہ شفا یاب ہو گئے۔عبداللہ بن شداد نے عرض کیا میرے مولاؑ آپؑ کے تشریف لاتے ہی بخار اتر گیا ہے حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: واللہ ما خلق اللہ شیئاً الا و قدا مرہ الطاعۃ لنا خدا کی قسم خدا نے جس چیز کو خلق کیا ہے اسے ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: مناقب شہر آشوب، ج ۴،ص ۲۹۹، مطبوعہ ایران

بحار الانوار، ج ۴۴،ص ۱۸۳، مطبوعہ بیروت، لبنان

اربعین،ص ۱۲

مدینۃ المعاجز،ص، ۱۱۵، ۱۳۴، ج ۲، مطبوعہ بیرات

سرکار اوحد طاب ثراہ روایت درج کر کے فرماتے ہیں

میرزا نے کتاب الرجال الکبیر میں فرمایا ہے فان الحمی من انصار ھم وما یعلم جنود ربك الا ھو بخار آئمہ علیہ السلام کے انصار میں سے ہے۔تیرے امام کے لشکر کو اللہ ہی جانتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: شرح العرشیہ،ض ۲،ص ۶۹، مطبوعہ ایران

ششم: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سبحان الذی سخر لا مام کل شیء وجعل لہ مقالید السماوات والارض لینوب عن اللہ فی خلقہ الخ

ملاحظہ فرمائیں: مدینۃ المعاجز، ج ۲، ص ۵۳۹، مطبوعہ بیروت،

الثاقب فی المناقب، ص ۴۱۶، حدیث ۲، مطبوعہ ایران

صحیفۃ الابرار، ج ۲، ص ۱۹۶

اربعین ۹۱۴

یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے تمام چیزیں ہمارے لئے مسخر کر دیں ہیں اور ارض وسماء کی چابیاں امام کے سپرد فرمادیں ہیں کیونکہ امام زمین وآسمان پر مخلوقات کے لئے اللہ کا نائب ہے۔

ہفتم: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے محمد بن سنان سے فرمایا: خداوند عالم بالکل یکتا تھا کوئی شے بھی اس کے ساتھ نہیں تھی۔ خدا نے خلقت کا ارادہ کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا کو خلق فرمایا۔ یہ حضرات ہزار دہر تک تنہا تھے اور تسبیح وذکر میں مشغول تھے پھر خدا نے دوسری چیزوں کو خلق فرمایا اور انہیں مخلوق پر گواہ بنایا اور ان حضرات کی اطاعت کو ہر شے پر لازم قرار دیا۔

ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی مولد النبیؐ بحار الانوار میں کئی مقامات پر نقل ہوئی ہے۔ محمد بن سنان ثقہ راوی ہیں جیسا کہ علم رجال میں واضح ہے۔

علامہ مجلسی نے مراۃ العقول میں فرمایا ہے

کہ کلام امام ''اشھد ھم ''یعنی خدا نے ان حضرات کی موجودگی میں اشیاء کو خلق کیا وہ مخلوق کے اطوار واسرار سے آگاہ ہیں اس لئے وہ امامت کے مستحق ہوئے ہیں کہ وہ علم کے آخری درجہ پر فائز ہیں وہ احکام کے عالم ہیں اور مخلوق کا بھی اور غیب کا بھی علم رکھتے ہیں۔ ہمارے تمام آئمہ ھدیٰ ان صفات سے متصف ہیں۔ اگر کوئی شخص کہے کہ آپ کی بات اس آیت مجیدہ کے منافی ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ موجود ہے۔

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ

الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا (سورۂ الکہف، آیت ۵۱)
میں نے نہ تو آسمان وزمین کے پیدا کرنے کے وقت ان کو (مدد کے لئے) بلایا تھا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت، میں گمراہ کرنے والوں کو مددگار نہیں بناتا۔

یہ آیت مجیدہ ہمارے موضوع کی تائید کرتی ہے کیونکہ ضمیر (ہم) ما اشھدتھم شیطان اوراس کی اولاد کی طرف راجع ہے جیسا کہ کلام خدا اس آیت سے قبل بھی اس کی طرف راجع ہے یا یہ ضمیر گمراہوں کی طرف پلٹ رہی ہے جیسا کی آیت کے آخر سے پتہ چلتا ہے یعنی میں نے شیطان اس کی اولاد اور گمراہوں کو آسمان وزمین اوران کی خلقت پر گواہ نہیں بنایا۔ یہ بات اس کی تائید کرتی ہے کہ خدا نے اپنے منتخب نمائندوں کو بھی خلق پر گواہ بنایا ہے۔ خدا نے شیطان اوراس کی اولاد کی نفی کی ہے اوراس کی اولاد کو گمراہ قرار دیا ہے اور یہ ہمارے مؤقف کی تائید ہے کہ ارض وسماء کی خلقت پر شیطان گواہ نہیں ہے بلکہ خلق اول حضرات محمد وآلِ محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین گواہ ہیں۔

شیخ طبرسیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا

کہ خدا نے فرمایا ہے کہ میں نے شیطان اوراس کی اولاد کو گواہ نہیں بنایا آسمان وزمین کی خلقت پر اور گمراہ کرنے والوں کو بھی میں نے اپنا مددگار نہیں بنایا ہے۔ پس یہ کلام منافات نہیں رکھتا کہ خدا نے اچھے لوگوں کو گواہ خلق نہ بنایا ہو جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار، ج ۲۵، ص ۳۴۱، طبع بیروت

سرکار علامہ مجلسیؒ نے ارشاد فرمایا: واجری طاعتھم علیھا خدا نے تمام اشیاء پر ہماری اطاعت لازم قرار دی ہے یہاں تک کہ جمادات اور آسمانی وزمینی مخلوق کو حکم دیا ہے کہ وہ ہماری اطاعت کریں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔ درخت آپؐ کی خدمت میں چل کر آیا۔ کنکری نے آپؐ کے دست مبارک پر تسبیح پڑھی۔ ایسی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار، ج ۲۵، ص ۳۴۲ تا ۳۴۳

ھشتم: حضرت امام باقر العلومؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے جابرؓ سے فرمایا: خدا نے ہمیں ہر شے پر حاکم بنایا ہے الخ۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت امام زمان علیہ السلام عجل اللہ فرجہ الشریف کے اصحاب کے بارے میں فرمایا:

ولیس من شی ء الا و ھو مطیع لھم حتیٰ سباع الارض و سباع الطیر

.ایسی کوئی بھی چیز نہیں ہوگی مگر وہ اصحاب امام زمان عجل اللہ فرجہ الشریف کی مطیع اور تابعدار نہ ہوگی حتیٰ کہ چرند، پرند و درند۔

ملاحظہ فرمائیں: اثبات الہدایہ، ج ۶، ص ۴۵۰، مطبوعہ ایران

جس امام کے اصحاب اتنے کمالات پر فائز ہوں وہ امام کیا ہوگا کس مقام ومنزل پر فائز ہوگا۔۔۔؟

نھم: لقد اعطانا اللّٰہ ربنا ما ھوا جل و اعظم و اعلیٰ و اکبر من ھذا کلہ قلنا: یا امیر المومنینؑ ما الذی اعطاکم فھوا اعظم و اجل من ھذا کلہ؟ قال: قد اعطنا ربنا و جل علمنا للاسم الاعظم الذی لوشت خرقت السماوات والارض و الجنۃ و النار و نعرج بہ الی السماء و نھبط بہ الارض و نغرب و نشرق و ننتھی بہ الی العرش فنجلس علیہ بین یدی اللّٰہ عز و جل و یطیعنا کل شیء حتی اسماوات والارض ولا شمس و القمر و النجوم و الجبال و الشجر والدواب و البحار و الجنۃ ولا نار، اعطانا اللّٰہ ذلك کلہ بالاسم الاعظم الذی علمنا و خصنا بہ

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار، ج ۲۶، ص ۷، مطبوعہ بیرات

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: تمام چیزیں آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، حیوانات، دریا، بہشت، دوزخ، ہماری اطاعت کرتی ہیں۔ یہ حکومت اور اقتدار اس اسم

اعظم کی وجہ سے ہے جو خداوند عالم نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔

دھم: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ابوحمزہ ثمالیؒ سے فرمایا: خدا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی فرمائی: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے تجھے خلق کیا درآنحالیکہ کوئی چیز بھی نہیں تھی۔

و نفخت فيك من روحي كرامة مني اكرمتها حين اوحبت لك الطاعة علىٰ خلقي جميعا

میں نے آپ میں اپنی روح ڈالی اس کی کرامت سے میں نے آپ کو مکرم کیا۔ کیونکہ میں نے اپنی تمام مخلوقات پر واجب کیا ہے کہ وہ آپؐ کی اطاعت کریں۔ جس نے آپؐ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، جس نے تیری مخالفت کی اس نے میری مخالفت کی اور میں نے یہ کرامت علیؑ اور آپؐ کی اولاد کو بھی عطا کی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی، ض۲

کتاب الحجۃ، باب مولد النبی، ص ۳۲۶، مطبوعہ ایران

حضرت باقر العلوم امام محمد باقر علیہ السلام نے جناب جابرؓ سے فرمایا خدا نے جسے روح کے ساتھ مختص کیا ہے اسے اپنا امر بھی سپرد کیا ہے وہ اللہ کے حکم سے خلق بھی کرتا ہے اور تم سے پوشیدہ چیزوں کو بھی جانتا ہے اور قیامت تک جو واقعات رونما ہوں گے انہیں بھی جانتا ہے یہ علم وکمالات روح کی وجہ سے ہیں۔ یہ روح امر خدا ہے پس جسے اس روح کی تائید حاصل ہو وہ سب کچھ انجام دے سکتا ہے۔ جابر نے عرض کیا: اے میرے آقا و سردار اس روح کی مجھے قرآن سے تعلیم دیجئے۔ آپ نے فرمایا: قرآن مجید کی یہ آیت مجیدہ پڑھیئے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَاكُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورۂ شوریٰ، آیت ۵۲)

یعنی ہم نے آپؐ کی طرف وحی کی جو کہ ہمارے امر میں سے ہے

یازدھم : دس آدمی حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے امامت کے بارے میں گفتگو کی۔ اس گفتگو کو تمام حاضرین نے سنا۔۔۔! جو قالین آپؑ کے قدموں کے نیچے تھی گویا ہوئی۔۔۔۔۔۔! اور اس نے با آواز بلند کہا۔ ''حضرت امام رضا علیہ السلام میری اور کائنات کی ہر شے کے امام ہیں''۔۔۔!

جب آپؑ مسجد میں تشریف لائے تو مسجد کے درو دیوار نے آپؑ سے کلام کیا۔۔۔!

ملاحظہ فرمائیں: اثبات الھدایۃ، ج ۷، ص ۱۲

اس روایت کو شیخ حر عاملیؒ نے اثبات الھدایۃ میں نقل کیا ہے اور انہوں نے اس آیت شریفہ لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلاَ يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا (سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۳۳) کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ سلطان سے مراد ''اس آیت شریفہ میں آپؑ ہی تمام مخلوقات پر حجۃ اللہ سلطان ہے یعنی جہان ہستی کا ہر ذرہ اس کے زیر تسلط ہے وہ سب پر حکمران ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کہ زمین و آسمان میں کوئی جن و انس ایسا نہیں ہے جس پر ہم حجت نہ ہوں۔۔۔ خدا نے مخلوقات پر ہماری ولایت کے ذریعے احتجاج کیا بعض لوگوں نے ہماری تصدیق کی اور بعض نے انکار کیا۔۔۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان اور پہاڑوں پر بھی ہماری ولایت کو لازم قرار دیا گیا۔

ملاحظہ فرمائیں: کتاب السرائر، علامہ ابن ادریس حلیؒ

انوار حدیث

حضرات معصومین کے فرامین اور ارشادات جو ہم نے کتب معتبرہ سے پیش کئے ان تمام احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمیع عوالم امکانیہ غیبیہ و شھودیہ کی ہر ہر چیز تمام موجودات و مخلوقات ارضی و سماوی حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کے زیر نگیں اور تابع امر ہے۔ اس کائناتی حکمرانی اور جہان ہستی

پران ذوات الٰہی صفات کے اقتدار ملکوتی کو ولایت تکوینی کہا جاتا ہے۔ جب کہ ہر شے ان کے قبضہ و اختیار میں خداوند عالم نے خود دی ہے تو پھر ان ہستیوں کے خلق، رزق، موت و حیات، شفاء و عطا اولاد پر اعتراض اور انکار دراصل ان ذوات قدسیہ کے حجت خدا ہونے کا انکار ہے جو خروج از اسلام وایمان کا باعث ہے۔

جب عالم امکان کی ہر ہر چیز حجت خدا کے تابع ہے تو پھر خلق کرنے پر بھی اختیار کلی رکھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ میں مٹی سے پرندہ بناتا ہوں اس پر کسی کو اعتراض نہیں۔ افسوس اس پر اعتراض کیا جارہا ہے جو فخر مسیحؑ اور وارث مسیحؑ ہے۔ کیا مقصرین نے زیارت وارث نہیں پڑھی ارشاد السلام علیك یا وارث عیسیٰؑ روح اللہ اے سید الشہداءؑ آپ پر سلام عیسیٰؑ روح اللہ کے وارث آپ پر سلام۔ حضرت عیسیٰ نبی علیہ السلام کا مقام یہ ہے کہ انہوں نے مٹی سے پرندہ بنایا پھر وارث کا مقام خود سمجھ آئے گا۔ یقیناً آئمہ اطہار علیہم السلام جمیع کمالات انبیاءؑ کے وارث ہیں جیسا کہ احادیث متواترہ میں وارد ہے۔

وارثان انبیاء علیہم السلام

(الف) عبد الرحمٰن نے بیان کیا ہے کہ امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام نے مجھے ایک خط لکھا میں نے اسے پڑھا (اس میں درج تھا) ''علیؑ بن حسین علیہ السلام نے فرمایا: محمدؐ اللہ کے امین ہیں۔ جب اللہ نے محمدؐ کو اپنے پاس بلالیا تو ہم اہل بیت علیہم السلام آپؐ کے وارث بنے پس ہم ہی اللہ کی سرزمین میں امین اللہ ہیں ہمارے پاس ہی علم منایا اور علم بلایا ہے، ہمارے پاس ہی انساب العرب اور مولد الاسلام ہے اور جب ہم آدمی کو دیکھتے ہیں تو پہچان لیتے ہیں کہ کیا حقیقت ایمان والا ہے یا حقیقت نفاق والا اور ہمارے پاس ہی شیعوں کے نام اور ان کے آباء کے نام لکھے ہوئے ہیں اللہ نے ہم سے اور ان سے پختہ وعدہ لیا ہے وہ ہمارے گھاٹ پر اترتے ہیں اور ہمارے پاس آتے ہیں ہم نجیب ہیں ہماری اولاد انبیاءؑ کی اولاد ہے اور ہم اوصیاء کی اولاد ہیں ہم اللہ کی کتاب میں مخصوص لوگ ہیں۔ ہم

تمام لوگوں سے زیادہ اللہ کے اور اس کی کتاب کے قریب ہیں۔ ہم تمام لوگوں سے زیادہ اللہ کے دین کے قریب ہیں ہم ہی ہیں کہ اللہ نے ہمارے لئے اپنے دین کی شریعت قرار دی چنانچہ فرمایا: شَرَعَ لَكُمْ اس نے تمہارے لئے شریعت قرار دی۔ اے اہل بیت محمدؐ۔ پھر فرمایا: شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا دین میں سے جس کی وصیت اس نے نوحؑ کو کی تھی (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)۔ اللہ نے ہمیں وہ وصیت کی جو نوحؑ کو کی تھی، پھر فرمایا: وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)۔ اور جسے ہم نے تیری طرف وحی کیا۔ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)۔ اے محمد وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اور جس کی وصیت ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو کی تھی (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو بھی وصیت کی پس ہمیں سکھایا اور پہنچایا جو کچھ سکھایا اور ہمارے پاس اس کا علم اماناً رکھا گیا ہم انبیاءؑ کے وارث ہیں اور ہم اولی العزم رسولوںؑ کے وارث ہیں۔ اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ کہ تم دین کو قائم رکھو (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)، اے آلِ محمدؐ اور فرمایا وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ اور اس میں متفرق نہ ہو (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)، فرمایا: ایک جماعت پر ہو جاؤ۔ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مشرکین پر وہ امر نہایت گراں گزرا۔ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)، فرمایا: جس نے علیؑ کی ولایت میں شرک کیا مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)، فرمایا ولایت علیؑ کی طرف اے محمد وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اسے اپنا راستہ دکھا دیتا ہے (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)، فرمایا: جو تیری بات یعنی ولایتِ علیؑ قبول کرے۔

(ب) عمار ابن مروان نے ابوجعفر علیہ السلام سے بیان کیا فرمایا: محمدؐ اللہ کی زمین پر اس کے امین تھے جب اللہ نے انہیں اپنے پاس بلالیا تو ہم اہل بیتؑ آپؐ کے وارث ہو گئے ہم ہی اللہ کی زمین پر اس کے امین ہیں اور ہمارے پاس علم منایا و بلایا ہے اور انساب العرب اور فصل الخطاب اور مولد الاسلام کا علم ہے۔ پھر فرمایا شَرَعَ لَكُمْ اس نے تمہارے لئے شریعت قرار دی (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) یا

آلِ محمدؐ مِنَ الدِّیۡنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوۡحًا وَّالَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ دین میں سے جس کی وصیت اس نے نوح علیہ السلام کو کی تھی اور جسے ہم نے تیری طرف وحی کیا وَمَا وَصَّیۡنَا بِہٖۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی وَعِیۡسٰۤی اور جس کی وصیت ہم نے ابراہیم وموسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو کی تھی (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) فرمایا: اللہ نے ہمیں سکھایا اور پہنچایا جو کچھ بھی سکھایا اور اپنا علم ہمارے پاس امانتاً رکھا ہم انبیاءؑ کے وارث ہیں اور ہم ہی اولی العزم رسولوں کے بھی وارث ہیں۔ اَنۡ اَقِیۡمُوا الدین اور دین کو بھی اے آلِ محمدؐ وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فیہ اور اس میں تم متفرق نہ ہو (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) اور ایک جماعت پر ہو جاؤ۔ اللہ فرماتا ہے کَبُرَ عَلَی الۡمُشۡرِکِیۡنَ مشرکین پر وہ امر نہایت گراں گزرا (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) فرمایا: جو لوگ علی علیہ السلام کی ولایت کے ساتھ شرک کرنے والے ہیں ان پر وہ چیز بہت بھاری ہے مَا تَدۡعُوۡہُمۡ اِلَیۡہِ جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) اے محمدؐ اللہ تعالیٰ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور وہ اسے اپنا راستہ دکھا دیتا ہے (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) جو شخص آپ کی دعوت یعنی ولایت علیؑ قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کو ہدایت دیتا ہے۔

(ج) عبداللہ بن جندب نے بیان کیا انہیں ابوالحسن الرضاؑ نے لکھا: امابعد پس محمدؐ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کے امین تھے جب اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا تو ہم اہل بیتؑ آپؐ کے وارث بنے پس ہم اللہ کی زمین پر اس کے امین ہیں ہمارے پاس علم منایا، علم بلایا، انساب العرب اور مولد الاسلام کا علم ہے ہم آدمی کو دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ وہ حقیقت ایمان والا ہے یا حقیقت نفاق والا ہے (یعنی مومن حقیقی و منافق حقیقی) ہمارے پاس ہمارے شیعوں کے اور ان کے آباء کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ اللہ نے ہم سے وعدہ لیا اور ان سے بھی وعدہ لیا وہ ہمارے گھاٹ پر اترتے ہیں اور ہماری جگہ آتے ہیں اور ان کے علاوہ ملت اسلامی پر اور کوئی نہیں۔ ہم نجباء ہیں، ہم انبیاءؑ کی اولاد ہیں اور ہم اوصیاءؑ کی اولاد ہیں، ہم اللہ کی کتاب میں مخصوص ہیں، ہم رسولؐ کے زیادہ قریب ہیں اور ہمارے لئے اس

نے دین میں شریعت قرار دی اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: شَرَعَ لَکُم مِّنَ الدِّینِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوحًا وَّالَّذِیٓ اَوحَینَآ اِلَیکَ اس نے تمہارے لئے شریعت قرار دی جس کی وصیت اس نے نوحؑ کو کی تھی اور جسے ہم نے تیری طرف وحی کیا (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) اے محمدؐ وَصَّینَا بِہٖٓ اِبرٰھِیمَ وَ مُوسٰی وَعِیسٰیٓ اور جس کی وصیت ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو کی تھی۔ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) اس نے ہمیں یہ دین سکھایا اور پہنچایا جس کو ہم نے جان لیا اور ہم نے ان کا علم اپنے پاس امانتاً رکھا ہے ہم انبیاءؑ اور اولی العزم رسولوں کے وارث ہیں اَنْ اَقِیمُوا الدِّینَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِیہِ کَبُرَ عَلَی المُشرِکِینَ کہ تم دین کو قائم رکھو اور اس میں تم متفرق نہ ہو مشرکین پر وہ نہایت گراں ہے۔ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) فرمایا: جو لوگ علیؑ کی ولایت میں شرک کرتے ہیں ان پر آپؐ کی دعوت نہایت گراں گزرتی ہے وَیَھدِیٓ اِلَیہِ مَن یُّنِیبُ اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اسے اپنی ہدایت دکھا دیتا ہے (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) یعنی: جو ولایت علیؑ کو قبول کرتا ہے اللہ اسے ہدایت دیتا ہے۔

(د) موسیٰ بن قاسمؒ نے بیان کیا کہ علی بن الحسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: محمدؐ اللہ کی زمین پر اس کے امین تھے اللہ تعالیٰ نے جب محمدؐ کو اپنے پاس بلا لیا تو ہم اہل بیتؑ آپؐ کے وارث ہوئے اس لئے ہم اللہ کی زمین پر اس کے امین ہیں ہمارے پاس علم منایا و بلایا ہے اور انساب العرب اور مولد الاسلام کا علم بھی ہمارے پاس ہمارے شیعوں کے نام اور ان کے آباء کے نام لکھے ہوتے ہیں۔ ہم نجباء ہیں ہم انبیاءؑ کی اولاد ہیں، ہم اوصیاء کی اولاد ہیں ہم اللہ کی کتاب میں مخصوص ہیں اور ہم اللہ کی کتاب کے تمام لوگوں سے زیادہ قریب ہیں ہم اللہ کے دین کے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دین میں سے شریعت کو قرار دیا چنانچہ اس کی کتاب میں فرمایا شَرَعَ لَکُم اس نے تمہارے لئے شریعت قرار دی۔ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) مِّنَ الدِّینِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوحًا اے آلِ محمدؐ دین میں سے جس کی وصیت اس نے نوحؑ کو کی تھی۔ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)، وَّالَّذِیٓ

اَوۡحَیۡنَـآ اِلَیۡکَ پھر ہمیں وہ وصیت فرمائی جو نوحؑ کو فرمائی۔ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)، اے محمد وَمَا وَصَّیۡنَا بِہٖۤ اِبۡرٰھِیۡمَ وَ مُوۡسٰی وَعِیۡسٰۤی اور جس کی وصیت ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو کی تھی۔ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)، بے شک اس نے ہمیں علم دیا اور وہ علم جو ہمیں دیا گیا وہ علم ہم نے پہنچا دیا اور ان کا علم ہمیں بطور امانت دیا گیا۔ ہم انبیاءؑ کے اولی العزم رسولوں کے وارث ہیں۔ اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ کہ تم دین کو قائم رکھو۔ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)، اے آلِ محمدؐ وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡہِ اور اس میں متفرق نہ ہو۔ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)، اور اللہ کی جماعت پر ہو جاؤ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳)۔ کَبُرَ عَلَی الۡمُشۡرِکِیۡنَ مشرکین پر وہ امر نہایت گراں گزرا (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) جو لوگ علیؑ کی ولایت کے ساتھ شرک کرتے ہیں ان پر وہ چیز گراں گزرتی ہے۔ مَا تَدۡعُوۡھُمۡ اِلَیۡہِ جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) ولایت علیؑ سے۔ اے محمدؐ وَیَھۡدِیۡۤ اِلَیۡـہِ مَـنۡ یُّـنِیۡـبُ اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اسے اپنی ہدایت دکھا دیتا ہے۔ (سورۂ شوریٰ، آیت ۱۳) یعنی جو ولایت علیؑ کے متعلق آپ کی بات مانتا ہے۔

(۵) صحابی جلیل عبداللہ بن بکیر الارجانیؒ نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زمین پر پہلے وصی ھبۃ اللہ ابن آدمؑ تھے اور نبی کا ایک وصی ضرور ہوتا ہے۔ تمام انبیاءؑ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ پانچ ان میں سے اولوالعزم تھے۔ نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور محمدؐ (فرمایا) علی بن ابی طالبؑ محمدؐ کے لئے ھبۃ اللہ تھے آپؑ تمام انبیاءؑ اور گزشتہ علم کے وارث ہوئے۔ محمدؐ گزشتہ لوگوں کے علم کے وارث تھے اور تمام انبیاءؑ و مرسلین کے وارث تھے۔ (پھر فرمایا) عرش کے پائے پر لکھا ہے حمزہ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسولؐ کے شیر ہیں اور تمام شہداءؑ کے سردار ہیں اور اس کے رب کے عرش کے دائیں کناروں پر لکھا ہے (اس کے دونوں ہاتھ شدید قوت والے ہیں) علیؑ امیر المومنین ہیں یہ ہماری حجت ہے اور اس پر جو ہمارے حق کا انکار کرے اور ہماری میراث سے انکار کرے پس اس سے قبیح بات اور کیا ہوسکتی ہے۔

(و) صحابی جلیل ابوحمزہ ثمالیؒ نے ابوالحجاز سے بیان کیا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کے خاتم ہیں اور مَیں ایک لاکھ چوبیس ہزار اوصیاء کا خاتم ہوں۔ جو تکلیف مجھے ہوئی وہ کسی وصی کو نہیں ہوئی اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا: مجھے تم سے اس بات کا خوف نہیں کہ تم ہدایت کے بعد گمراہ ہو جاؤ گے بلکہ میں تمہارے لئے قریش کے بدکاروں اور فاسقوں سے ڈرتا ہوں ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے قرآن کا دو تہائی حصہ ہماری شان میں اور ہمارے شیعوں کے لئے نازل ہوا ہے اور باقی ایک تہائی میں وہ لوگ بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں جو ہمارے اور ہمارے شیعوں کے لئے غیر ہیں اور جو بھی اس میں شر ہے وہ ہمارے دشمن کے لئے ہے۔ پھر فرمایا: قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (اے رسول) کہہ دو کہ وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے برابر ہو سکتے ہیں (سورۂ زمر، آیت ۹) پس ہم اہل بیتؑ عالم اور ہمارے شیعہ اولوالالباب (دانش مند) ہیں اور جاہل ہمارے دشمن ہیں اور ہمارے شیعہ ہی ہدایت یافتہ ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: بصائر الدرجات، ج ۱، ص ۳۲۸ تا ۳۳۶)

واضح روایات میں ہے کہ حضرات معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہر شے پر اللہ کی حجت ہیں پس ضروری ہے کہ یہ حضرات مخلوقات پر مکمل حق تصرف رکھتے ہوں۔ لہٰذا بے اولاد کو اولاد اور بے رزق کو رزق، مریض کو شفاء عطا فرمانا ان کے حجت اللہ علی الخلق ہونے کی دلیل ہے۔ ولایت تکوینیہ، ولایت امامت کبریٰ اور خلافت عظمیٰ انہی کا مقام ہے۔

یا رب محمدؐ و آلِ محمدؐ صلی علیٰ محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ

فصل دوئم

آئمہ علیہم السلام کی کائناتی حکمرانی یا وولایت مطلّقہ تکوینیہ

سرکار آیت اللہ السید روح اللہ موسوی خمینی طاب ثراہ کے اعتقادات وارشادات

تمام ذرات عالم پر ولایت

امام کو معنوی مقامات بھی حاصل ہوتے ہیں جو حکومت کی ذمہ داری کے علاوہ ہیں اور وہ ''اللہ کی خلافت کلی'' ہے آئمہ کے فرامین میں گاہے اس کا ذکر ہوا ہے۔ یہ ایک تکوینی خلافت ہے جس کی رو سے ''ولی امر'' کے آگے تمام ذرات مطیع وفرمانبردار ہوتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: ولایت فقیہ حکومت اسلامیہ، ص ۴۲

خلیفہ الٰہی کا خزائن الٰہی پر تسلط واختیار

عزائم میں نبی کی مدد قطبیت اور خلافت کی بدولت ہے۔ یہ مدد اللہ کے جود وکرم کا خزانہ ہے۔ پس یہ خزانے اللہ کے ہیں اور ان میں تصرف اس کا ولی کرتا ہے۔ اسی لئے فرمایا ہے: فالخزائن اللہ والتصرف لخلیفتہ خزائن اللہ کے ہیں اور ان میں تصرف خلیفہ فرماتا ہے۔ خلیفہ اس کی ہستی کی ملکیت میں تصرف کرتا ہے جس نے اسے خلیفہ بنایا ہے۔ البتہ یہ خلافت اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک حق تعالٰی اس بندے میں ہر قسم کا تصرف نہ کرلے۔ یہ تصرف اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک بندہ افق فنا کی آخری حد کو چھو نہیں لیتا۔ پھر جب وہ ذات وصفات اور افعال کے لحاظ سے اپنے وجود سے گزر جاتا ہے تو اب کسی قسم کا تصرف، تصرف کنندہ اور تصرف شدہ باقی نہیں رہتا مگر اللہ کی طرف سے، اللہ کے لئے اور اللہ کی راہ میں، پھر جب اللہ اس بندے کو اس کی اپنی قلمرو میں واپس بھیجتا ہے تو اب وہ بندہ اللہ کے خزائن میں تصرف شروع کرتا ہے یوں مجازات الٰہیہ کا وقوع عمل میں آتا ہے۔ پس ایک لحاظ سے خزانے اللہ کے ہیں اور تصرف بندے کا، دوسرے لحاظ سے خزائن

اور تصرف دونوں اللہ کے ہیں اور تصرف بندے کا، دوسرے لحاظ سے خزائن اور تصرف دونوں اللہ کے ہیں۔ تیسرے زاویے سے یہ دونوں بندے کے ہیں اور چوتھے زاویے سے تصرف اللہ کا ہے خزائن بندے کے ہیں۔ پس اس امر میں تدبر کر۔

ملاحظہ فرمائیں: تعلیقات علیٰ شرح، فصوص الحکم، ص ۴۷

فائدہ : حضرت امام حسین علیہ السلام نے خزائن الٰہیہ میں تصرف فرما کر بے اولا د راہب کو اولا د عطا فرمائی ہے اسی طرح ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف جہان ہستی کا نظام چلا رہے ہیں۔

ولی کامل کے آگے تمام عوالم کی اطاعت

سارے عوالم اس ولی کامل کے سامنے سر تسلیم خم ہیں جس کے پاس اسم اعظم کا کچھ حصہ ہے۔ ہمارے آئمہ سے منقول ہے کہ جناب آصف بن برخیاؑ کے پاس اسم اعظم کا ایک حرف موجود تھا۔ اس نے اس کے ذریعے تکلم کیا جس کے نتیجے میں اس کی جگہ اور شہر سبا کے درمیان زمین شگافتہ ہوگئی پس اس نے تخت بلقیس اٹھا کر سلیمانؑ کے آگے رکھ دیا۔ پھر زمین پلک جھپکنے سے پہلے دوبارہ پھیل گئی اور پہلی حالت میں لوٹ آئی نیز مروی ہے کہ اسم اعظم تہتر (۷۳) حروف پر مشتمل ہے اور معصومینؑ ان میں سے بہتر (۷۲) کو جانتے ہیں ایک حرف اللہ کے پاس موجود ہے جسے اس نے اپنے علم غیب کے ساتھ مخصوص کر لیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: تعلیقات علیٰ شرح فصوص الحکم، ص ۱۹۲

فائدہ: مقام امام بیان کرتے ہوئے مولا کریم علیہ السلام نے فرمایا:

امرہ بین الکاف والنون یعنی کہ امام خود کُن کا حکم جاری کرتا ہے اور پھر اشیاء فیکون کا لباس اوڑھ لیتے ہیں ''امام خود مقام کن پر فائز ہے''

عالم امکان کے ہیولیٰ کی تسخیر

عالم امکان کا ہیولیٰ ولی امر کے سامنے مسخر اور مطیع ہے وہ اسے جس طرح چاہے بدلتا ہے اور اس میں تصرف کرتا ہے۔ حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خط کا ذکر فرمایا جو دوسرے عالم کے بارے میں اللہ کی طرف سے آیا اس میں اہل جنت سے خطاب ہوا ہے۔ زندہ اور نہ مرنے والی ہستی کی طرف سے زندہ اور نہ مرنے والے کے نام۔ اما بعد: ''میں جس چیز سے کہتا ہوں ہو جاوہ ہو جاتا ہے اور میں تیرے لئے بھی یہ اختیار دیتا ہوں کہ جب تو کہے ہو جاؤ تو وہ ہو جائے۔'' پس حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی اہل بہشت کسی چیز سے ہو جاؤ نہیں کہتا مگر یہ کہ وہ کام ہو جاتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: مصباح الھدایہ، ص ۵۳

فائدہ : اہل بہشت کو وہاں پر جا کر مقام کن حاصل ہوگا مگر آئمہ ھدیٰ اس جہان میں ''کن'' فرما کر کام کر دیتے ہیں۔

کائنات کے تمام اجزاء اور قوتیں ولی کامل کی فرمانبردار ہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: و ان الملائکة لخدامنا و خدام محبینا فرشتے ہمارے اور ہمارے چاہنے والوں کے خادم ہیں۔ یہ حدیث ہماری اس بیان کی تائید کرتی ہے کہ اس کائنات کے تمام اجزاء و جزئیات خواہ وہ علمی ہوں یا عملی، ولی کامل کے قبضے میں ہے۔ کچھ فرشتے اس کے علمی ماتحت ہیں۔ مثلاً جبرائیلؑ اور اسکے ہم پلہ فرشتے جب کہ کچھ فرشتے اس کے عملی کارندے مثلاً عزرائیل اور اس کے ہم پلہ فرشتے، نیز جس طرح زمین و آسمان کا نظام چلانے والے فرشتے ان ہستیوں کے چاہنے والوں کی خدمت بھی ان معصومینؑ کے تصرف کی وجہ سے کرتے ہیں جس طرح انسانی بدن کے بعض اجزاء نفس کے حکم و تصرف کے باعث دیگر اجزاء کی مدد کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: مصباح الھدایہ، ص ۷۷

فائدہ: تمام ملائکہ اور مدبرات امور فرشتہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے حکم کے پابند ہیں۔ جب امام کا امر ہوتا ہے فرشتے کام کرتے ہیں۔

تمام ممالک وجود کا مالک

بعض اہل ذوق کہتے ہیں کہ قرآن کی آیت یَآ اَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡٓا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ اُحِلَّتۡ لَكُمۡ بَهِيۡمَةُ الۡاَنۡعَامِ (سورۂ مائدہ، آیت ۱) اے ایمان والو! اپنے عہد و پیمان کو پورا کرو۔ تمہارے لئے چرنے والے مویشی حلال کئے گئے ہیں۔ اس آیت کا مفہوم باطن کے لحاظ سے یہ ہے کہ چرنے والے مویشیوں کی حلیت اس بات پر موقوف ہے کہ عہد ولایت کو پورا کیا جائے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ پوری زمین امامؑ کی ہے اور غیر زمین کے غاصب ہیں۔ اہل معروف ولی امر کو تمام ممالک وجود اور مدارج غیب و شہود یہ کا مالک سمجھتے ہیں اور امامؑ کی اجازت کے بغیر ان میں کسی سے تصرف جائز نہیں سمجھتے۔

ملاحظہ فرمائیں:

آداب الصلاۃ، ص ۱۰۷

فائدہ: رزق، موت، حیات والے تمام فرشتے امام کے حکم کے پابند ہیں۔

امامؑ عالم میں تصرف کرنے والا اور ارادۂ خداوند عالم کا مظہر

چونکہ لیلۃ القدر ولی کامل کی توجہ کی رات ہے نیز اس ملکوتی سلطنت کے ظہور کی رات ہے اور یہ ظہور ہر عصر کے امامؑ اور ہر زمانے کے قطب جو اس دور میں ہمارے آقا و مولا امام ہادی بقیۃ اللہ فی الارضین حضرت حجۃ ابن الحسن العسکری (ارواحنا لمقدمہ الفداء) ہیں۔ پس وہ اس عالم طبعیت کی جس اکائی کو بھی چاہے اس کی حرکت بند کر دیتا ہے اور جسے چاہے اس کی حرکت تیز کر دیتا ہے۔ وہ جس کے رزق کو چاہے زیادہ کرتا ہے اور جسے چاہے تنگ کرتا ہے یہ ارادہ حق ہے۔ یہ اللہ کے ارادۂ ازلیہ کا پرتو

اور قوانین الٰہیہ کا تابع ہے۔ اسی طرح اللہ کے فرشتے بھی ذاتی تصرفات کے مالک نہیں۔ درحقیقت ہر چیز کا تصرف بلکہ تمام ذرات وجود کا تصرف، خدائی تصرف اور اللہ کے ارادۂ غیبی کا نتیجہ و تابع ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

آداب الصلاۃ، ص ۳۲۷

فائدہ: حضرت صاحب الزمان علیہ السلام نظام کائنات چلاتے ہیں۔ تمام تکوینی امور کا اجراء فرماتے ہیں اور رزق تقسیم کرتے ہیں۔ یہ تصرف امام دراصل تصرف خدائی ہے۔

اولیاء الٰہی کے تسلط کا راز

یہ جان لینا ضروری ہے کہ تفویض محال ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور بندہ اپنی طاقت اور ارادے میں خود مختار ہے اور اس سلسلے میں بڑے اور چھوٹے امور میں کوئی فرق نہیں۔ بنا بریں جس طرح کسی کو مارنے یا زندہ کرنے یا خلق کرنے یا فنا کرنے یا ایک چیز کو دوسری میں تبدیل کرنے کا اختیار کسی مخلوق کو تفویض کرنا محال اور باطل ہے اسی طرح کسی تنکے کو ہلانے کے معاملے میں بھی تفویض باطل ہے اگرچہ وہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل ہی کیوں نہ ہو۔ عقل مجردہ اور ساکنین جبروت اعلیٰ سے لے کر ہیولائے اولیٰ اور کائنات کے تمام ذرات اللہ کے ارادۂ کاملہ کے آگے مسخر اور سر تسلیم خم ہیں۔ یہ سب کسی بھی لحاظ سے اور کسی بھی امر میں خود مختار نہیں ہیں۔ یہ سب اپنے وجود، وجودی کائنات، حرکات و سکنات، ارادہ و طاقت اور دیگر معاملات میں محتاج و فقیر بلکہ فقر محض ہیں۔ اسی طرح قیومیت حق، بندوں کے خود مختار نہ ہونے اور اللہ کے ارادوں کے نافذ موٴثر ہونے کے معاملے میں بھی بڑے اور چھوٹے امور میں کوئی فرق نہیں۔ بنا بریں جس طرح ضعیف بندے چھوٹے کاموں مثلاً حرکت و سکون وغیرہ پر قادر ہیں اسی طرح اللہ کے خاص بندے اور مجرد فرشتے عظیم کاموں مثلاً زندہ کرنے، مارنے، رزق دینے، خلق کرنے اور فنا کرنے پر قادر ہیں۔ جس طرح حضرت ملک الموت لوگوں کو موت سے ہمکنار کرنے پر مامور ہیں

اوران کا مارنا قبولیت دعا کی طرح نہیں نیز جناب اسرافیل زندہ کرنے پر مامور ہیں اور یہ دعا کرنے کی طرح نہیں اور نہ ہی تفویض کی مانند ہیں جو باطل اور محال ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ولی کمال اور کوئی طاہر و طاقتور نفس مثلاً نفوس انبیاء و اولیاء اللہ کی قضاء و قدر کے مطابق فنا کرنے، خلق کرنے، موت سے ہمکنار کرنے اور زندہ کرنے پر قادر ہو تو پھر اسے تفویض کہنا درست نہیں جو باطل اور محال ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: چہل حدیث، ص ۵۵۰

فائدہ: مدبرات امور فرشتے دعا نہیں مانگتے بلکہ وہ ارادہ ازلی جو ان کی خلقت میں ودیعت ہے اس کے تحت موت و حیات کا کام کرتے ہیں۔ نہ اجازت لیتے ہیں نہ دعا کرتے ہیں۔ یہ کہ بندہ مر جائے یا کہ امر ہو جائے۔ جب غلام نظام چلاتے ہیں اذن اور دعا کا احتیاج نہیں تو پھر جو مولیٰ کل ہیں وہ دعا کرنے کے کیوں پابند ہوں بس نظام ہستی چلانے کے لئے ولی مطلق علیہ السلام دعا نہیں کرتے حکم امر جاری فرماتے ہیں۔

اگر اللہ اپنے بندوں کے امور کا اختیار ایسی کامل روح کے سپرد کردے جس کی پسند اللہ کی پسند میں فانی ہو، جس کا ارادہ اللہ کے ارادے کا پرتو ہو اور جو اللہ کے ارادوں کے منافی کوئی ارادہ نہ کرے، نیز اللہ کے کامل ترین نظام کے برخلاف کوئی حرکت نہ کرے خواہ اس کا تعلق تخلیق و ایجاد سے ہو یا تشریح و تربیت سے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ یہ برحق ہے۔ درحقیقت یہ تفویض نہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: چہل حدیث، ص ۵۴۵

اللہ کے خزانۂ غیب سے عطا شدہ علم

ان معصومینؑ کے ابدان کی طینت، نیز ان کی ارواح و قلوب کی تخلیق کے بارے میں مروی احادیث، نیز ان عطا شدہ اسم اعظم، علم الٰہی کے خزانے سے انہیں عطا شدہ علوم وہ خواہ علوم انبیاء ہوں یا فرشتوں کے علوم یا اس سے بھی ماوراء علوم جو ہمارے وہم و گمان سے بھی بالاتر ہیں نیز ان کے دیگر فضائل کے بارے میں جو باتیں حدیث کی معتبر کتابوں کے مختلف ابواب خصوصاً اصول کافی میں

موجود ہیں وہ اس قدر زیادہ ہیں جن سے عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ان کے اسرار وحقائق سے کوئی آگاہ نہیں ہوسکتا سوائے خود انکی مقدس ذوات کے۔

ملاحظہ فرمائیں: شرح حدیث جنود عقل وجہل

آئمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکاشفاتی علوم کے وارث

منازل خلقیہ میں تنزل اور صفات فعلیہ سے متصف ہونے سے پہلے قرآن شریف کی حقیقت بارگاہ احدیت کے امور ذاتیہ اور حقائق علمیہ میں سے ہے۔ یہ حقیقت کلام نفسی سے عبارت ہے۔ یہ حقیقت نہ رائج علوم کے ذریعے کسی کو حاصل ہوسکتی ہے نہ معارف قلبیہ کے ذریعے اور نہ مکاشفۂ غیبیہ کے ذریعے۔البتہ (قَابَ قَوْسَيْنِ) کی محفل انس (اَوْ اَدْنٰی) کی خلوت گاہ راز میں نبی ختمی مرتبتؐ کی ذات مبارک کے لئے اللہ کی طرف سے حاصل ہونے والے مکاشفۂ تامہ کے ذریعے اس حقیقت تک رسائی حاصل ہوسکتی ہے۔ بنی آدمؑ کی خواہشات اور آرزوؤں کو اس حقیقت تک رسائی حاصل نہیں سوائے اللہ کے خالص اولیاء کے جو انوار معنویہ اور حقائق الٰہیہ کی رو سے اس ذات مقدس کی روحانیت کے ساتھ شریک ہیں اور مکمل متابعت کی بناء پر اس کی بارگاہ میں فانی ہوئے ہیں اور علوم مکاشفہ کو میراث کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کرتے ہیں۔قرآن کی حقیقت جس نورانیت اور کمال کے ساتھ قلب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جلوہ گر ہوتی ہے اسی طرح معصومین علیہم السلام کے قلوب میں بھی بغیر کسی کمی اور تغیر کے منعکس ہوتی ہے۔ یہ تحریف وتغیر سے پاک قرآن ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: تعلیقات علیٰ شرح فصوص الحکم، ص ۱۷۰

فصل سوئم

ولایت بالقوہ اور بالفعل

سرکار آیت اللہ شیخ جوادی آملی دام مجدہ فرماتے ہیں

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہ آیہ میں ولایت کے معنی راہبر اور متصرف کے ہیں اب ہم ان نکات کی طرف اشارہ کریں گے کہ خدا کی ولایت تشریعی وتکوینی کیا مومنین کی بالفعل ولایت ہے کہ انہیں ظلمت سے نکالتی اور اور نور میں داخل کر دیتی ہے۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (سورۂ البقرہ، آیت ۲۵۷) اللہ سرپرست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے، انہیں اندھیروں سے نور روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔

اسی طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے عصر مبارک میں زمامدار حاکم اور بالفعل متصرف تھے۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ (سورۂ احزاب، آیت ۶) گواہی دے رہی ہے اور وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِھِمْ (سورۂ احزاب، آیت ۳۶) اور کسی مومن مرد یا عورت کو اختیار نہیں ہے کہ جب خدا اور رسول کسی امر کے بارے میں فیصلہ کریں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے صاحب اختیار بن جائے۔

یہ آیت بھی تائید کر رہی ہے۔ مگر الذین امنوا ۔۔۔ جس ولایت کو حضرت علی علیہ السلام کے لئے ثابت کر رہی ہے وہ ولایت بالفعل نہیں ہے۔ پس آپؑ کی ولایت بالقوہ تھی جو پیغمبرؐ گرامی قدر کے ارتحال کے بعد فضیلت کی منزل کو پہنچی ہے۔

چونکہ یہ آیہ کریمہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہ ۔۔۔ کا موضوع خداوند کریم۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے لئے ولایت خاص کو بیان کرنا ہے۔ حکومت ہر قسم کے اعمال اور دوسرے حقوق کی ذمہ داری قبول کرنا ہے۔

اب اگر حضرت علی علیہ السلام چوتھے مرحلے پر اس ذمہ داری کو قبول کرتے ہیں تو اس مشکل سے قطعاً

حل نہیں ہوتی چونکہ ولایت آیتِ ولایت کے تحت آپ کی ذات اقدس پر منحصر ہے۔ دوسرے خلفاء اس میں ہرگز شریک نہیں ہیں۔

رسول پاکؐ نے غدیرخم کے میدان میں لوگوں سے اپنی ولایت کا اقرار لینے کے بعد فرمایا: ألست اولی من انفسکم قالو بلٰی کہ یہی ولایت بالقوہ منحصر ہو رہی ہے۔ ذات مبارک علی علیہ السلام میں اور ساتھ ہی اعلان فرمادیا: من کنت مولا ہ فهذا علی مولاہ

ملاحظہ فرمائیں: توحید صدوق، ص۲۱۲

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئندہ کے لئے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان فرما رہے تھے۔ یاد رہے کہ آیت اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ تین مستقل جملوں پر مشتمل ہے۔ جن کا حرف واو کے ذریعے ایک دوسرے پر عطف ہو رہا ہے اور دوسرے اور تیسرے جملے میں لفظ ولی کو حذف کر دیا گیا ہے۔

پس لفظ ولی آیت میں تین بار استعمال ہوا ہے۔ پہلے اور دوسرے نمبر پر بالفعل ولی کے طور پر اور تیسرے مرحلے میں بالقوہ ولی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

بنابراین لفظ ولی کا آیتِ ولایت میں ایک بار تین معانی کے لئے یا ایک بار حقیقی معنی (بالفعل) کے لئے مجازی معنی (بالقوۃ) کے لئے استعمال ہونا لازم آسکتا ہے بلکہ لفظ ولی سے تین بار علیحدہ علیحدہ معنی میں استفادہ کیا گیا ہے۔ تیسری مرتبہ بالقوۃ ولی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس استعمال پر بھی کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں ہے۔ چنانچہ آیت فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّاo يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ (سورۂ مریم آیت ۶،۵) مجھے اپنے لدُن سے ولی عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور پروردگار اسے پسندیدہ بھی قرار دے میں بھی بالقوۃ ولی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام نے ایک فرزند کا تقاضا کیا تھا جو ان کے بعد ولی ہو، نہ ایسا فرزند جوان

پرولی ہوجیسا لفظ یَّرِثُنِیْ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ سے سمجھا جا رہا ہے اور لفظ ولی کا استعمال آیت (سورۃ النساء، آیت ۵۹) پیغمبر کے بعد اولی الامر کی اطاعت کرنے پر دلالت کر رہی ہے۔ یہ دوسری دلیل ہے جو بالقوہ ولی کے لئے لفظ ولی کے استعمال پر دلالت کر رہی ہے۔ پس لفظ ولی کا استعمال اس کے لئے جو مستقبل میں رہبر و متصرف اور حاکم امانت دار ہو گا قطعاً مانع نہیں ہے۔

آیت میں ولایت کی حدود: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰه۔۔۔ میں خداوند کریم کے لئے جو ولایت ثابت کی گئی ہے وہ ولایت، ولایت تشریعی اور تکوینی کی قید سے ماوراء ہے۔ یعنی خداوند کریم نے محبت کی بنیاد پر قانون سازی اور معاشرے میں اس کے عملی نفاذ کی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے۔ پھر تکویناً ان میں تصرف بھی کرتے ہیں مثلاً زندہ کرنا، مارنا، دخل، تصرف، قبض و بسط، رولانا، ہنسانا، بے نیاز کرنا، طاقت عطا کرنا وغیرہ تمام امور اس میں شامل ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کی ولایت بھی عام ہے۔ تکوینی و تشریعی کی حدود میں مقید نہیں ہے چونکہ آیت میں موجود وحدتِ سیاق داخلی یہی تقاضا کرتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وہی ولایت ہے جو خدا کے پاس تھی ورنہ تو پھر ان کی ولایت کے لئے ہمیں نئی اصطلاحات اور تعبیریں ایجاد کرنا پڑیں گی۔

بنا بریں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ قانون سازی کریں اور پھر ان قوانین الٰہی کو معاشرے میں نافذ کریں اور پھر انہیں ولایت تکوینی بھی حاصل ہو۔

قابل توجہ نقطہ (نکتہ) یہ ہے کہ آیت۔۔۔ بیان کر رہی ہے کہ انہیں انسانوں پر ولایت تشریعی اور تکوینی حاصل ہے مگر ولایت تکوینی صرف انسانوں کے لئے مختص نہیں ہے، بلکہ امام، نبی، رسول اس جہان ہستی میں حق تصرف رکھتے ہیں۔

ہر زمانے میں ایک ولی: کہ اگر بعض امور (جزئیات) ثابت ہو جائیں تو اس کا

مطلب یہ ہے کہ یہ اسی دلیل کا حصہ ہیں۔ یہ قانونِ توحید کے متعلق بالاصل اور خلافت وامامت کے متعلق بالتبع جاری ہوگا۔ مثلاً اگر ہم کہیں کہ اس عالم کا ایک رب ہے تو اس خدا کو ایک ہونا چاہیئے۔ اگر ہم فرض کریں کہ دو خدا ہوں، دونوں کی صفات عین ذات ہوں، یعنی دونوں کے لئے علم ہو، قدرت ہو، مدبریت ہو تو یہ زمین وآسمان اپنی جگہ سے ہل جائیں گے اور سب کچھ تباہ وبرباد ہوجائے گا لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (سورۂ انبیاء، آیت ۲۲) اگر زمین وآسمان اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود ہوتا تو فساد ہوجاتا۔

ہم یہ قطعاً نہیں کہہ سکتے کہ دونوں خدا حق کی بنیاد پر ہوں اور دونوں اپنا اپنا کام کر رہے ہوں۔ چونکہ اس عالم کون ومکان میں صرف ایک خدا برحق ہے بقیہ تمام موجودات معدوم محض ہیں۔ نفس الامر اور حقیقت میں جو کچھ بھی ہے وہ خدا کا فعل ہے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (سورۂ البقرہ، آیت ۲۵۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بھی یہی عقیدہ رکھنا ہوگا یعنی ایک وقت میں اس کرہ ارض پر دو رسولؐ مبعوث نہیں ہوسکتے۔ دو رسول کبھی کسی معاشرے کی اصلاح نہیں کر سکتے۔

اسی طرح آئمہ معصومین علیہم السلام جو اسمائے الٰہیہ کے مکمل مظہر ہیں، ان کا اپنا اور مخصوص پروگرام ہوتا ہے اگر کسی دور میں دو امام معصومؑ موجود ہوں تو ایک امام اور دوسرا ماموم ہوگا

ملاحظہ فرمائیں: شمیم ولایت، ص ۱۷۴ تا ۱۷۷

فعل چھارم

ولایت مطلقہ کلیہ الٰہیہ تکوینیہ

حضرات طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم السلام ولایت مطلقہ کلیہ الٰہیہ تکوینیہ کے تحت ملکوت اعلیٰ کے مسند نشین ہیں روش اقدس پر ولایت کلی کی رداء مقدس ہیں۔ حجۃ اللہ الاعظم کا وجود ذی جود وجود ربانی ہے ان ذوات قدسیہ کو رب انسانی یا انسان ربانی کہا گیا تمام وجود اوصاف کبریائی سے متصف ہے۔ رخ

انور چہرہ مقدس کو وجہ اللہ چشم انور کو عین اللہ، کانوں کو اذن اللہ زبان ملکوتی کو لسان اللہ کہا گیا ہے یقیناً فرق اقدس راس اللہ ہے جس پر لامتناہی اقتدار کائناتی کا تاج مرصع ضیاء فگن ہوگا۔اس تاج ملکوتی کی بدولت حجۃ اللہ الاعظم کے دست خدائی میں جمیع عوالم امکانیہ غیبیہ شہودیہ کا اقتدار و اختیار ہے۔ تبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر جس کو ولایت کلیہ الٰہیہ مطلقہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

تصرف ولایت مطلقہ الٰہیہ

ولایت تکوینیہ عبارتست از قدرت تصرف امور تکوینیہ باذن اللہ

ملاحظہ فرمائیں: منشور مقدس ولایت، ص ۱۴۵، مطبوعہ ایران

سرکار آیت اللہ سید ابراہیم میلانی کے بیانات حقائق سمات

ولایت عبارتست از یک قدرہ قدسیہ فوق العادہ

ملاحظہ فرمائیں:

منشور مقدس ولایت، ص ۲۰۱

ولایت تکوینیہ قوت قدسیہ مافوق الفطرت سے عبارت ہے

حضرت علی علیہ السلام و آل طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین قدرت تصرف در آسمانہا و زمین دز راندو خزائن موجود در آسماں و زمین در تحت اختیار انان بود

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور آل محمد علیہم السلام آسمانوں اور زمینوں میں قدرت و تصرف فرماتے ہیں اور عرض و سماء کے خزائن ان کے اختیار میں ہیں۔

مقام ولایت مافوق البشر ہے وہاں تک رسائی ممکن نہیں

حضرات معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین نوع بشر سے مافوق مقام ومرتبہ پر فائز ہیں مقام ولایت ممتاز ترین مقام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ولی اعظم کے مقام علم ومعنوی مرتبے تک رسائی رعیت کے عقل وفہم سے بلند ہے رعایا کے عقول ولی مطلق کے مقام معنوی تک نہیں پہنچ سکتے۔ جیسا کہ کمالات حضرات جل شانہ جمیع کائنات پر محیط ہیں۔ اسی طرح اولیا حقہ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے کمالات موھوبی ہیں۔ جو حضرت باری تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ ان ذوات قدسیہ کے مقام معنوی کا احاطہ بھی جمیع کائنات پر محیط ہے اور حضرت باری تعالیٰ حق سبحانہ کے اذن ومشیت سے تکوینیات وتشریعات میں تصرف رکھتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں:

منشور مقدس ولایت، ص ۱۴۰، ۱۴۱

حضرت نبی خاتم اور ولی اعظم صلوٰۃ اللہ علیہما

حضرت اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولایت تکوینیہ کے مالک ہیں۔ جنات وانسانوں پر ان کی اطاعت واجب ہے۔ تمام موجودات عالم پر قدرت وتصرف کلی رکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السلام بھی بہ رتبہ معنوی، مقام الٰہی رکھتے ہیں۔ صرف منصب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔ آنحضرت ختمی مرتبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے تمام کمالات و ولایت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ہیں حدیث منزلت اسی معنی پر دلالت کرتی ہے

منشور مقدس، ولایت، ص ۱۷۹

آیت اللہ سرکار ابراہیم میلانی کا ارشاد حق بنیاد

عقیدہ ولایت تاراج کرنے والے مقصر ملا آج کل علماء کا ایک گروہ علماء روحانیت کے لباس میں

ملبوس ہو کر ولایت کو تاراج کر رہا ہے۔ اور یہ اپنا عقیدہ حقارت عرصہ دراز سے حوزہ علمیہ میں پھیلا رہے ہیں نامراد یہ لوگ عقیدہ ولایت کے مقابل اپنا پلید نظریہ پیش کر رہے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: منشور مقدس ولایت، ص ۳۲۵

فصل پنجم

ولایت کلیہ کا معنیٰ

ولایت کلیہ کے دو معانی بیان کئے جاتے ہیں کہ ولایت زیر کے ساتھ ہو تو مراد متولی امور اور سلطنت کے اور زبر کے ساتھ ہو تو مراد قرب ہے۔

اہل معرفت کی اصطلاح میں ولایت حقیقت کلیہ الٰہیہ ہے اور شواہد ذاتیہ پروردگار ہے۔ جس کے اقتضاء ظہور منشا بروز اور ظہور تعینات وعلت ظہور براز حقائق ہے۔ بلکہ مبداء تعین اسماء الٰہیہ ہے۔

فَاللّٰہُ ھُوَ الْوَلِی (سورۂ شوریٰ، آیت ۹) اور پروردگار عالم ہی ولی ہے۔ مبداء ولایت حضرت احدیت ہے۔ عوالم ملک وملکوت غیب وشہود پر محیط ہے۔ ذات حضرت احدیت مبداء ولایت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام ولی مطلق ہیں اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ (سورۂ مائدہ، آیت ۵۵)

حضرت آقائی محمد ہاشمؒ حقیقت ولایت کلیہ علویہؑ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں

ای شاہ جسم و جان علیؑ مستان سلامت می کنند
ای ظاہر و پنہان علیؑ مستان سلامت می کنند
بدوك من نور الاحد عودك للوجه الصمد
ای مالک الملک ابد مستان سلامت می کنند
بدوك من ذات القديم عودك الى الوجه الكريم
انت العلی انت العظیم مستان سلامت می کنند

اگر ولایت بہ معنی قرب ہے تو اس کے مختلف درجات ہیں جو آخر میں مقام قرب حقیقت پر منتہی ہوتے ہیں۔یعنی ولایت مطلق تمام موجودات عالم کے ساتھ معیت قیومیہ وسریانیہ ہے۔صرف ظہر کے ساتھ ہی نہیں بلکہ معیت سریانیہ حقائق اشیاء کے باطن میں شریعت وقیومیت رکھتا ہے۔

عارف کامل حضرت محمد ہاشم قدس سرہ تقویم موجودات بہ حقیقت ولایت اور شہود قیومیت حق کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

با جملہ اشیاء بینیش قیوم آنہا دانیش
ہر لحظہ از جاں گو بیش مستان سلامت می کند
از ھـو مـعـکـم ایـنـمـا کـنـتـم شنورمزی زما
باشد علی مرتضیٰؑ مستان سلامت می کند

باطن ذات ولایت کنز مخفی: ذات اقدس ولی باطن خزانہ مستور اور مقام ظہور میں اس کے کئی ادوار ہیں بعض میں شدت ہے اور بعض میں شدت نہیں ہے۔

اسماء وصفات میں ظہور وانعکاس کے اعتبار سے مرایا (مختلف آئینوں میں) مختلفیہ تعینات مثل کرات مختلفیہ کے ہے۔یعنی جس طرح کرات مختلف ہے اسی طرح ولایت کا ظہور وانعکاس آئینہ تعینات میں مختلف ہے۔کرات روحانی اور کرات جسمانی میں فرق ہے مرکز کرات حسی وجسمانی، محاط محیط خود مرکز کرات روحانی والہی محیط ہیں اپنے محاط کو ہیں۔سورۂ بروج، آیت ۲۰)

پس احاطہ بالذات مقام ولایت ہے نبوت اختصاص ظاہری ہے مگر مقام باطن میں ولایت جس کے ذریعہ مبداء فیض سے ولی ذات اقدس الہٰی سے براہ راست فیض واستمداد حاصل فرماتا ہے

انبیاء مقام ولایت وجنبیہ ولایت جو کہ جہت خفی و ربانی ہے قدرت وتصرف فرماتے ہیں، علوم معارف وحقائق کا اظہار وبیان فرماتے ہیں اسی سے وہ واسطہ فیض ہیں اس لئے کہ ان کا مقام ولایت ذات پروردگار سے متصل ہے۔ان کا مقام باطن عین ولایت ہے۔

سرکار آقائی محمد ہاشم قدس سرہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی معیت ولایت انبیاء ماسبق کے ساتھ ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں

با انبیاء بووی بسر در اولیائی مستتر
ای مقتدای مقتدر مستان سلامت می کنند
نوحؑ و خلیلؑ اللہ توی عیسیٰؑ و روح اللہ توی
از سر حق آگہ توی مستان سلامت می کنند
با مصطفیٰؐ یار آمدی انصار و غمخوار آمدی
ازبھر این کا آمدی مستان سلامت می کنند

ملاحظہ فرمائیں: شرح مہر نبوت، مدارج الفتواۃ، ص ۱۶۸ تا ۱۶۹

ولایت تکوینی نہ تفویض ہے نہ غلو

سرکار آیت اللہ سید علی عاشور دام ظلہ فرماتے ہیں

حضرات محمدؐ وآلِ محمد علیہم السلام کے لئے امور تکوینیہ میں تفویض ادلہ قطعہ سے ثابت ہے یہ تفویض جو امور تکوینیہ (خلق، رزق، شفاء، قضاء، اجل وغیرہ) تمام نظام کائنات کے متعلق ہے یہ نہ تو غلو ہے اور نہ ہی کفر بلکہ قرآن حکیم سے صریحاً ثابت ہے۔

ملاحظہ فرمائیں الولایۃ التکوینیہ لآل محمدؐ، ص ۲۷۴، مطبوعہ بیروت

سرکار آیت اللہ سید محمد حسن میر جہانی طاب ثراہ
وصف امام بیان فرمائے ہیں

بدر تمام فی سماء العظمة　　منظومة الکون به منتظمة

آسمان پر عظمت والا چاند ہیں اور نظام کائنات چلانے والے ہیں

وسطة فی عالم الوجود　　بیں المکونات و المعبود

اللہ اور موجودات عالم کے درمیان واسطہ ہیں

قطب رحی عوالم الایجاد　　میزان عدل اللہ فی المعاد

عالم ایجاد میں قطب ہیں اور آخرت کے عدل کا میزان ہیں

امر نظام الکون طرابیده　　بامره و فیض مدده

اللہ کے حکم سے نظامِ کائنات چلاتے ہیں اور لوگوں کو فیض دیتے ہیں

باب پنجم

اسماء وصفات الٰہیہ

باب پنجم
فصل اول

اسماء وصفات الٰہیہ

لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یقیناً پروردگار کے اسماء الحسنٰی ہیں ان کے ذریعہ ہی اس کو پکارو (سورہ حشر، آیت ۲۴)

اسم کی تعریف: اسم کی تعریف یہ ہے کہ یہ مسمّٰی کی صفت ہے یعنی اسم موصوف کی صفت ہے یعنی اسماء خداوندی لاتعداد ہیں۔ ھُوَاللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (سورہ حشر، آیت ۲۴) اور وہ ذات پروردگار خالق ہے، باری ہے، مصور ہے، خالق صفت صمدی، باری صفت ایزدی ہے۔ مصور صفت پروردگار ہے یہ سب صفات ہیں اور ہر اسم ایک صفت کا مظہر ہے جس سے اس اسم اور صفت کا ظہور ہوتا ہے اور وہ اسماء خداوندی اور مظاہر اعظم الٰہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآلِ محمد علیہم السلام ہیں۔

تمام کائنات شعاع نور مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلق ہوئی ہے جیسا کی حدیث عمار میں وارد ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ اے عمار میرے نام سے تمام کائنات خلق ہوئی اور میں لوح ہوں میں ہی قلم ہوں۔ میں عرش وکرسی ہوں۔ ساتوں آسمانوں سے مراد بھی میں ہی ہوں اور میں ہی اسماء الحسنٰی اور کلمات علیا ہوں۔

ملاحظہ فرمائیں: مدارج الفتواۃ ص ۱۰۴

مقام خلافت کلیہ الٰہیہ

حضرات طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین مقام اعلیٰ میں اسم اللہ اور صفت اللہ ہیں اور مقام ظاہر میں مقام ادنیٰ میں جمیع صفات واسماء الٰہیہ کے مظہر اعظم ہیں یہ دراصل مقام خلافت کلیہ الٰہیہ ہے جو صرف

اورصرف انہی ذوات متعالیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

سرکار سید العارفین آیت اللہ علامہ سید طباطبائی کا ارشاد حق بنیاد

انسان کامل وامام معصوم عالم غیب وعالم شہادت کے درمیان مجمع البحرین ہے۔عوالم غیبیہ اورشہود یہ ہر دوکوکنٹرول کرتا ہے۔اسی طرح جمال وجلال الٰہیہ کو جامع ہے ان کا مظہر اعظم ہے اوراسم اللہ جوتمام اسماء وصفات کا جامع ہے اوراسم اللہ جل اللہ جلالہ کی مظہریت اس کا قلب مقدس عرش رحمان اور وہ خود خزانہ اسرار الٰہی وعلوم الٰہی ہے۔

حجۃ اللہ علیٰ عبادہ

امام معصوم سالار قافلہ انسانی ہے جوکہ مخلوقات کونشیب سے بلندی کی طرف مقام اسفل سے مقام اعلیٰ اور مقام ادنیٰ سے مقام کامل کی طرف لے جاتا ہے۔سیر الی اللہ بغیر امام کے ناممکن ہے۔صراط مستقیم پراگرکوئی نوع،جن ونوع بشر کے افراد کوگامزن کرسکتا ہے تو وہ امام معصوم ہے۔جوصراط مستقیم پر لے کر جاتا ہے اس لئے کہ وہ خود صراط اللہ ہے اور وہ قافلۂ انسانی کا سالار ہے اس لئے امام معصوم کو داعی الی اللہ کہتے ہیں کہ وہ انسانوں کواللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے۔یہ ادنیٰ سے اعلیٰ کا سفر در اصل لقاء اللہ ہے۔یہ تکامل کا سفر بغیر امام کے ممکن ہی نہیں وہ امام سالار قافلہ اور قطب اور کعبہ ہے۔ دیگر تمام مخلوقات پرواجب ہے کہ اگر وہ ترقی چاہتی ہیں تو راہبر کامل کواختیار کریں۔انسان کامل مظہر اسم اللہ جلا جلہ ہے جو جمیع صفات اسماء جلالیہ،جمالیہ،کمالیہ کو جامع ہے پس معصومؑ پروردگار عالم کے جلال وجمال کا مظہر اتم اعظم وتام ہے۔

عارف کامل ارشاد فرماتے ہیں الامام امین اللہ

زیارت امین اللہ میں وارد ہے السلام علیك یا امین اللّٰه فی ارضه و حجة علی عباده امام مخلوقات پر پروردگار عالم کا امین ہے۔

نکتہ عرفانی: انسان کامل امام برحق کے امین اللہ ہونے کا مطلب کیا ہے یہ کہ مفاتیح غیب کلید ہائے غیب وعندہ مفاتیح الغیب، غیب الغیوب کی چابیاں باذن اللہ امام برحق کے دست ملکوتی میں ہیں اور اس کا قلب نورانی اسرار الٰہیہ کا خزانہ ہے۔

امین اللہ کے مقام کا تقاضا یہی ھے کہ وہ تمام امور خداوندی کو باذن اللہ سر انجام دے۔ معصوم تمام اسماء الٰہیہ کو جامع ہے۔ خلیفۃ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمام خدائی کام انجام دے۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اس کے خلیفہ ہیں۔ انسان کامل یعنی آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہم السلام کا مقام ومرتبہ خلیفۃ اللہ سے بھی مافوق ہے۔ اس لئے کہ حجت اللہ کے مراتب لاتعداد ہیں۔ حضرت آدمؑ کی حکومت اور حضرت داؤدؑ کی حکمرانی میں اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاءؑ کی حکمرانی میں فرق ہے۔ دیگر انبیاءؑ ماسبق اور حضرت خاتم الانبیاءؐ کی حکومت میں بہت فرق ہے۔ لا یقاس بنا احد ان ذوات قدسیہ محمدؐ وآلِ محمد صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے مراتب نورانیہ ومقامات معنوی کا کسی کے ساتھ قیاس ممکن نہیں اور نہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ عصمت کبریٰ، خلافت کبریٰ، ولایت کبریٰ صرف حضرات محمدؐ وآلِ محمد صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے لئے ہی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

انسان کامل، ص ۱۰۲، ۱۰۴

سفر اعلیٰ کے سالار

اگر اعلیٰ منازل کی طرف سفر کرنا چاہتے ہیں تو امام معصومین کا دامن پکڑیں کہ وہی صراط اللہ ادع الیٰ سبیل ربك یعنی اللہ کی راہ کی طرف دعوت دو یہاں معصوم فرماتے ہیں ہمارا تقرب حاصل کرو ہم ہی صراط اللہ ہیں اور واسطہ فیض خداوندی ہیں۔

خلیفۃ فی بلادہ

امام برحق خلیفۃ اللہ ہے۔خلیفہ کا معنی یہ ہے کہ خلیفہ متصف بہ اوصاف مستخلف ہے یعنی جس کا خلیفہ ہے اس کے تمام اوصاف سے متصف ہے۔خلیفہ متعادب بہ آداب مستخلف ہے اسماء مستخلف یعنی تمام صفات واسماء پروردگار جل جلالہ کا نہ صرف حامل ہے بلکہ تمام اوصاف کبریائی سے متصف ہے۔ اس لئے کہ کسی کا جانشین وہ ہوتا ہے جو اپنے مستخلف اپنے منیب والے کام سرنجام دے یعنی وہ تمام امور انجام دے جس کا وہ خلیفہ ہے۔خلیفۃ اللہ کا معنی یہ ہے کہ وہ تمام خدائی کام سرانجام دے۔ چونکہ حضرات طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین خلیفۃ اللہ ہیں ،مظہر اللہ ہیں ۔لہٰذا وہ خلق کرتے ہیں، رزق دیتے ہیں، موت، حیات، شفااور عطاء اولاد غرض تمام نظام عالم امکان کو چلا رہے ہیں۔ان کی اس خلافت الٰہیہ کا انکار سوائے ابلیس کے کوئی نہیں کرتا کیونکہ شیطان ہی خلافت اللہ کا منکر ہے۔

فصل دوم

مظاہر اسماء صفات الٰہیہ

حضرات طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے دو معنوی مقام ہیں مقام اعلیٰ میں یہ ذات قدسیہ اسم اللہ اور صفت اللہ ہیں۔مقام ادنیٰ میں یہ ذوات متعالیہ اسماء وصفات کے مظہر اعظم ہیں۔

حضرات محمدؐ وآلِ محمد صلواۃ اللہ علیہم اجمعین خداوند عالم کی ذات اقدس الٰہی اور تمام صفات واسماء کے مظہر اعظم ہیں۔صفات الٰہیہ کو بیان کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

خالق ، رزاق، مصور، صفات پروردگار ہیں اور خالقیت ، رزاقیت، قابضیت ، باسطیت کے مظہر حضرات طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔راہب کو اولاد عطا فرمانے کا تعلق خلق اور عطا سے ہے اور صفت خلاقیت موہوبیت کے مظہر اعظم حضرات معصومینؑ ہیں۔

ہم ذیل میں ان ذوات مقدسہ کے مظاہر اسماء وصفات ہونے کے متعلق حقائق نورانیہ ارقام کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

انسان کامل اللہ کے اسماء وصفات کا مظہر

سرکار فاتح المقصرین آیت اللہ آقائی سید روح اللہ موسوی خمینی اعلیٰ مقامہ نوراللہ مرقدہ کے ارشادات ایمانیہ واعتقادات نورانیہ

زمین پر خدا کا خلیفہ اسم اعظم کا مظہر

اشیاء خارجی کا ظہور و وجود اسماء الٰہی کے تقاضے کے مطابق اعیان ثابتہ اور علم ربوبی میں موجود نظام کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ پس اسماء الٰہیہ میں سے ایک وجود ایک رقیق (وجود) کا حامل ہوتا ہے جو عالم غیب میں اس کا مظہر ہوتا ہے۔ قانون خداوندی کی رو سے ظاہر و مظہر کی خصوصیت یکساں ہوتی ہے۔ پس جو اسم ''رحمٰن'' کا مظہر ہو اس میں رحمت کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ دیگر تمام مظاہر قہریہ پر محیط ہوتا ہے، بنا بریں اللہ کی قضا و قدرت اور عنایت رحمانی کا یہ لازمی تقاضہ ہے کہ ایک ایسا خلیفہ الٰہی موجود ہو جو تمام صفات ربوبی اور حقائق اسماء الٰہیہ کا جامع مظہر ہوتا ہے کہ وہ اسم اعظم ''اللہ'' کا مظہر بن سکے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب موجودات عالم میں سے ہر چیز غیبی حقائق کی نشانی اور مظہر ہوتی ہے تو پھر لازم ہے کہ عین ''ثابتہ انسانی''، یعنی ''عین ثابتہ محمدیؐ'' کی حقیقت اور اسم اعظم کا بھی موجودات خارجی میں کوئی مظہر ہوتا ہے کہ وہ احکام ربوبی کو ظاہر کرے اور اعیان خارجہ پر حاکم ہو جس طرح اسم اعظم دیگر تمام اسماء پر حاکم ہوتا ہے اور انسان کامل کا وجود دیگر موجودات پر حاکم ہوتا ہے۔ پس ہر وہ چیز جو اس صفت کی حامل ہو وہ اس عالم میں خلیفہ کی حیثیت کی حامل ہو گی جس طرح اصل اور قاعدہ بھی یہی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: الہدایہ، ص ۸۲

انسان کامل اسم اعظم ''اللہ'' کی تجلی

''اللہ'' ایک ایسا اسم ہے جو عالم اسماء وصفات میں ظہور کے لحاظ سے تمام اسماء وصفات کا جامع ہے۔ اور یہ جامعیت اس کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں۔ انسان کامل کا مبارک وجود اس اسم اعظم کا ظہور ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: تعلیقات شرح فصوص الحکم، ص ۲۹۳

ظہور کامل میں اللہ کا خلیفہ: انسان کامل کا وجود عینی، جامعیت کے ظہور اور مرحلہ علم میں اسماء کی صورتوں میں اظہار کے لحاظ سے اللہ کا خلیفہ اعظم ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ اسم اعظم، جلال وجمال اور ظہور وبطون کا جامع ہونے کی بناء پر اپنی جامعیت کے ساتھ کسی ایک وجود میں ظہور پذیر ہو کیونکہ اس کی جلوہ نمائی کے لئے یہ آئینہ محدود، تنگ اور دھندلا ہے جبکہ اسم اعظم جو اس آئینے کے سامنے ہے اس کے مقابلے میں وسیع اور صاف ہے۔ بنابریں آئینے میں جلوہ نما ہونے والی چیز کی مناسبت سے آئینے میں بھی گنجائش ہونے چاہیے تاکہ وہ آئینہ اس (جامع) نور کی عکاسی کر سکے۔ اس طرح عالم قضاء الٰہی کا ظہور ممکن ہو۔

ملاحظہ فرمائیں: مصباح الہدایہ، ص ۳۵

انسان کامل شہود حق کا آئینہ کامل

''دو کمالوں'' کی تفسیر کے بارے میں (سورۂ الحمد کی تفسیر میں) کہتے ہیں کہ ''کمال جلاء'' عبارت ہے، انسان کامل کے ذریعے ظہور حق سے اور ''کمال استجلاء'' عبارت ہے اس سے حق تعالیٰ اپنے ذریعے اپنے اندر اپنے شہود کو اور ان چیزوں کو جو اس سے جدا ہیں اور اسی جدائی کی وجہ سے ''غیر'' کہلاتی ہیں جمع کرے۔

رہا ان کا قول ''کمال الاستجلاء'' تو اس سے مراد وہ ''کمال استجلا'' نہیں جس کی رو سے حق تعالیٰ اپنے تئیں، اپنے ذریعے اپنے شہود کو بطور مطلق اپنے غیر کے ساتھ جمع کرے اور نہ ہی اس سے مراد غیر کا

اپنے تئیں بطور مطلق مشاہدہ کرے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ''کمال استجلاء''اس بات سے عبارت ہے کہ حق تعالیٰ اپنے جامع اسم کے ذریعہ اپنے کامل ترین آئینے یعنی انسان کامل کے اندر اپنا مشاہدہ کرے۔ پس کامل ترین آئینے میں حق کی تجلی ''کمال الجلاء'' سے عبارت ہے اور اس آئینے میں اپنا مشاہدہ ''کمال استجلاء'' ہے البتہ یہ مراتب کے اس نقطہ نظر سے ہے لیکن اضمحلال مراتب کی رو سے ''کمال جلاء'' سے مراد یہ ہے کہ حق جل جلالہ تمام آئینوں میں متجلی ہو اور ''کمال استجلاء'' یہ ہے کہ وہ ان تمام آئینوں میں اپنا مشاہدہ کرے۔

انسان کامل ذات واشیاء کے شہود کا آئینہ

پس یہ مخلوق کہ جس کا ذکر انسان اور خلیفہ کے نام سے موسوم ہوا۔ اسے انسان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا وجود جملہ موجودات کے مقابلے میں وسیع تر ہے اور اس کا وجود تمام حقائق کا محیط ہے۔ حق کے ساتھ اس کی نسبت یوں ہے کہ جس طرح آنکھ کے ساتھ پتلی کی نسبت۔

شیخ کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ وجود اسماء اور اعیان کی جملہ خصوصیات کو شامل نیز تمام الٰہی و کائناتی حقائق کو محیط ہے اس لئے کہ وہ ایک آئینے کی مانند ہے جس میں جملہ حقائق کا مشاہدہ ہو۔ اشیاء کی رویت کے لحاظ سے اللہ کے مقابلے میں اس کی مثال آنکھ اور پتلی کی سی ہے۔ اس لئے اسے ''انسان'' کا نام دیا گیا ہے۔ پس انسان کامل جس طرح ایک آئینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنا مشاہدہ کرتا ہے جیسا کی شیخ نے پہلے کہا، اسی طرح حق تعالیٰ کے لئے دیگر تمام اشیاء کا مشاہدہ کرنے کے لحاظ سے بھی انسان ایک آئینہ ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: تعلیقات شرح فصوص الحکم، ص ۵۹

اسم جامع کا مظہر اور اس کی تجلی کا آئینہ کامل

جان لو کہ ارباب معرفت اور اصحاب قلوب فرماتے ہیں کہ اسماء الٰہی میں سے ہر ایک بارگاہ احدیت

میں ایک صورت کا حامل ہوتا ہے، یہ صورت بارگاہ علمیہ میں فیض اقدس کے ذریعے ہونے والی تجلی کی تابع ہوتی ہے جوحب ذاتی اور مفاتیح الغیب (غیب کی چابیوں) کی طلب کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔غیب کی ان چابیوں کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں (التی لا یعلمھا الا ھو) مذکورہ صورت کو اللہ کی اصطلاح میں ''عین ثابت'' کہا جاتا ہے۔فیض اقدس کی اس تجلی سے پہلے ''تعینات اسمائی'' حاصل ہوتی ہے۔

اسماء کے اس تعین وظہور سے ''صورت اسمائی'' جوموجودات خارجیہ سے عبارت ہے وجود میں آتی ہے۔سب سے پہلا اسم بارگاہ علمیت واحدیت میں فیض اقدس اوراحدیت کی تجلی سے ظہور پذیر ہوتا ہے اوراس کے آئینہ میں جلوہ گر ہوتا ہے وہ خدا کا جامع اسم اعظم یعنی اسم اللہ ہے جوغیبی زاویے سے فیض اقدس کی عین تجلی ہے۔اس جامع اسم کا ''تعین'' یااس کی ''صورت'' عبارت ہے انسان کامل کے ''عین ثابت'' اور ''حقیقت محمدیہ ﷺ'' سے جس طرح فیض اقدس کی عینی تجلی کا مظہر فیض مقدس ہے نیز مقام احدیت کی تجلی کا مظہر مقام الوہیت ہے اور انسان کامل کے عین ثابت مظہر روح اعظم ہے۔دیگر تمام موجودات کا اسمائی، علمی اور عینی وجودان حقائق ودقائق کے کلی وجزئی مظاہر سے عبارت ہے۔ان مظاہر کی خوبصورت ترتیب کے ذکر کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں اوراس کا ذکر ہم نے ''مصباح الھدایہ'' نامی کتاب میں کیا ہے۔(مصباح الھدایہ،ص ۱۶،۲۲،۲۹،۳۱) یہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ''انسان کامل'' اسم جامع کا مظہراوراسم اعظم کی تجلی کا آئینہ ہے چنانچہ اس بات کی طرف قرآن وسنت میں بہت سے مقامات پراشارہ ہوتا ہے۔

اسم جامع کا مظہر یا آئینہ پروردگار

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اوراللہ نے آدم کوسارے نام سکھا دیئے۔یہ خدائی اورغیبی تعلیم بارگاہ احدیت میں اللہ کے دونوں ہاتھوں یعنی دست جمال اور دست جلال سے آدم کی خمیر میں ودیعت ہوئی۔اسی طرح آدم کی ظاہری صورت کا خمیر عالم شہود میں اللہ کے

دست جمال کے ذریعے عالم طبعیت میں مظہریت کی صورت میں واقع ہوا ہے۔

نیز ارشاد ربانی ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین کے آگے رکھی (سورۂ احزاب، آیت ۷۲) یاد رہے کہ اہل عرفان کی اصطلاح میں امانت سے مراد ''ولایت مطلقہ'' ہے جس کا سزاوار انسان کامل و اکمل کے علاوہ کوئی اور نہیں۔ یہ ولایت مطلقہ وہی ''فیض مقدس'' ہے جس کی طرف قرآن شریف میں یوں اشارہ ہوا ہے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَهٗ علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے وجہ اللہ کے (سورۂ القصص، آیت ۸۸) کافی شریف کی ایک حدیث میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں ''نحن وَجْھَهٗ'' ''وَجْھَهٗ'' ہم ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی، ج ۱، ص ۱۴۵

کتاب التوحید، باب النوادر، حدیث ۷

دعائے ندبہ میں فرمایا گیا این وجه الله الذی یتوجه الیه الاولیا؟ این السبب المتصل بین اهل الا رض و السماء کہاں ہے اللہ کا وہ چہرہ جس کی طرف اولیائے خدا رخ کرتے ہیں، وہ اہل زمین اور آسمان کے درمیان ربط و پیہم کا سبب ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: زاد المعاد، ص ۳۹۹، باب ۱۱، مفاتیح الجنان، ص ۵۳۷

زیارت جامع کبیرہ میں ارشاد ہوتا ہے والمثل الا علیٰ وہ بہترین مثال ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: من لایحضرہ الفقیہ، ض ۲، ص ۳۷۰، باب زیارت جامع کبیرہ

عیون اخبار الرضا، باب ۶۸، حدیث ۱

اس ''مثلیث'' اور وجہیت'' کا ذکر حدیث میں یوں ہوا ہے ان الله خلق آدم علیٰ صورته یعنی آدم کا مثل حق کا مثل اعلیٰ

ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی، ج ۱، ص ۱۳۴

کتاب التوحید، باب روح، ص۴

اللہ کی سب سے عظیم نشانی، کامل ترین مظہر، اسماء وصفات کی تجلیات کا آئینہ، اللہ کا چہرہ، اللہ کی آنکھ

هو يسمع و يبصر و يبطش بالله و الله ينصر و يسمع و يبطش به

ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی، ج۲، ص۳۵۲

یہ "وجہ اللہ" وہی نور ہے جس کے بارے میں یہ آیہ شریفہ کہتی ہے اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (سورۂ نور، آیت ۳۵)

حضرت امام باقر علیہ السلام ابوخالد کابلیؒ سے فرماتے ہیں ہم ہی آئمۃؑ والله نور الله الذى انزل و هم و الله فى السموات والارض اللہ کی قسم وہ (آئمہؑ) اللہ کا وہی نور ہیں جسے اسنے نازل کیا اللہ کی قسم وہ آسمانوں اور زمین کا نور ہیں

ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی، ج۱، ص۱۹۴

کافی شریف میں قرآن کی آیت عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْم سوال کر رہے ہیں؟ کیا اس عظیم خبر کے بارے میں؟ (سورہ نباء، آیت ۱،۲) کی تفسیر میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: هى امير المومنين كان امير المومنينؑ يقول ما لله تعالىٰ آية اكبر منى ولا لله من نبا اعظم منى یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے تھے: اللہ کی کوئی نشانی مجھ سے بڑی نہیں اور اللہ کی کوئی خبر مجھ سے عظیم تر نہیں

ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی، ج۱، ص۲۰۷

خلاصہ یہ ہے کہ انسان کامل جس کے مصادیق میں سے ایک حضرت آدمؑ ابوالبشر ہیں، اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نشانی، اسمائے وصفات حق کا سب سے عظیم مظہر نیز اللہ کی سب سے بڑی آیت اور مثل ہے۔ اللہ تعالیٰ "مثل"، یعنی شبہ سے منزہ ہے لیکن اس کی مقدس ذات "مثل"، یعنی نشانی اور

علامت سے مبراء نہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۂ روم، آیت ۲۷) آسمانوں اور زمین میں اس کے لئے ''مثل اعلیٰ'' موجود ہے کی طرف اشارہ ہے۔

کائنات کے تمام ذرات اس جمیل (جل جلالہ) کی تجلیات جمال کی نشانیاں اور آئینے ہیں البتہ اپنے اپنے ظرف اور گنجائش کی مناسبت سے لیکن ان میں سے کوئی بھی (نشانی) کامل اسم اعظم یعنی ''اللہ'' نہیں ہے سوائے وجود جامع اور برزخیت کبریٰ جلت عظمته باربه کے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کامل اور آدم اول کو اپنی جامع و کامل صورت پر خلق فرمایا اور اسے اپنے اسماء وصفات کا آئینہ قرار دیا۔

شیخ کبیر فرماتے ہیں: پس تخلیق کے اس مرحلے میں وہ تمام اسمائے الٰہی ظاہر ہو گئے جو خزانہ الٰہی میں پوشیدہ تھے۔ پس اس وجود کی برکت سے وہ (انسان) جامعیت اور احاطہ واستیعاب کے مرتبے پر فائز ہوا اور اسی کے طفیل اللہ کی طرف سے فرشتوں پر اتمام حجت ہوا۔

ملاحظہ فرمائیں: چہل حدیث، ص ۶۳۴

آدم اول: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: انا آدم الاول میں آدم اول ہوں یعنی ذات حضرت امیر المومنین علیہ السلام ذات خداوندی اور مظہر کامل الٰہی ہے۔

انسان کامل پر براہ راست تجلی

کچھ اسماء پر دوسرے اسماء سے پہلے تجلی ہوتی ہے۔ جو اسم دوسروں کو محیط ہو پہلے اس پر تجلی واقع ہوتی ہے۔ پھر اس 'محیط' اسم کے پردے میں اسم 'محاط' (جسے محیط نے گھیر رکھا ہو) پر تجلی ہوتی ہے چونکہ اسم 'اللہ' اور اسم 'رحمٰن' دوسرے اسماء کو محیط ہیں۔ اس لئے ان دونوں کے ذریعے دیگر اسماء پر تجلی عمل میں آتی ہے۔ غضب پر رحمت کی سبقت کی ایک علت یہی ہے۔ اسی طرح پہلے اسم 'اللہ' دیگر اسماء پر ان اسماء کے ذریعے ہر قسم کی موجودات پر متجلی ہوتا ہے سوائے انسان کامل کے جو 'عین ثابت' ہے کیونکہ

اس پر براہ راست تجلی واقع ہوئی۔ اس کے بعد تیسرے مرحلے میں موجودات خارجیہ پر تجلی ہوئی۔

انسان کامل کی خلافت اور آدمؑ کے لئے فرشتوں کے سجدوں کا راز

تجلی عینی کے لحاظ سے بھی انسان کامل پر اسم 'اللہ' کی تجلی براہ راست ہوئی یعنی کسی صفت یا اسم کے واسطے کے بغیر جبکہ دیگر موجودات پر اسماء کے ذریعے تجلی ہوئی۔ آدمؑ کے آگے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا ایک راز یہی نقطہ ہے اگرچہ شیطان لعین اپنے نقص (بے لیاقتی) کی وجہ سے اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہو سکا۔ اگر اللہ اپنے جامع اسم کے ذریعے آدمؑ پر تجلی نہ فرماتے تو وہ تمام اسماء کو نہ سیکھ سکتے۔ اسی طرح اگر شیطان اسم اللہ کا پروردہ ہوتا تو اسے آدمؑ کے سجدہ کا حکم نہ ہوتا اور اس کا روحانی مقام آدمؑ کے روحانی مقام سے کم تر نہ ہوتا۔ آدمؑ کا اسم اعظم 'اللہ' کے لئے مظہر ہونا دونوں جہانوں میں آپ کی خلافت کا موجب بنا۔

ملاحظہ فرمائیں: شرح دعا سحر، ص ۴۷

اہل بیتؑ پر اسم اعظم کی تجلی

مرتبہ الوہیت واحدیت کے لحاظ سے اسم اعظم تمام اسمائے الٰہیہ کا جامع ہے جس طرح اشیاء کا اصل اور مبدا اُن کا جامع ہوتا ہے یا جس طرح درخت کی گٹھلی اس کی شاخوں، پتوں اور جڑوں کو اپنے اندر سمائے ہوئے ہوتا ہے نیز جس طرح 'کل' اپنے 'اجزاء' کو شامل کئے ہوتا ہے، مثال کے طور پر دستوں اور افراد پر مشتمل ہونا۔

یہ اسم اعظم اپنی پہلی حیثیت، جامعیت کے لحاظ سے بلکہ دوسری حیثیت، شمول کے لحاظ سے بھی تمام اسماء کو محیط ہے اور یہ تمام اسماء اس کے مظاہر ہیں جب کہ وہ ذاتی طور پر تمام مراتب الٰہیہ پر مقدم ہے۔ اس اسم کی حقیقت سوائے خود اللہ کے اور سوائے اس کے پسندیدہ بندے کے کسی پر منکشف نہیں ہوتی۔ اللہ کا یہ بندہ اس اسم کا مظہر کامل ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ حقیقت انسانی اور تمام عوامل و

اسباب کی تصویر ہوتا ہے۔تمام انسانوں کے درمیان حقیقت محمدیہؐ اور آپ کے اوصیاء جو روحانیت میں آپ کے ساتھ متحد ہیں کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس پر یہ اسم اعظم اپنی تمام تر حقیقت کے ساتھ متجلی ہو۔ یہ وہی غیب ہے جس کے عدم شناخت سے اللہ کے پسندیدہ بندے مستثنیٰ قرار دیئے گئے ہیں عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب کو کسی پر آشکار نہیں کرتا مگر اس پیغمبر پر جس سے وہ راضی ہو(سورۂ جن، آیت ۲۶، ۲۷)اصول کافی کی روایت ہے: اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بندوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے

ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی، ج۱ص ۲۵۶۔دعا سحر،ص ۶۷

انسان کامل، کامل ترین مظہر خداوندی

جان لو کہ اسماء وصفات میں سے ہر ایک کامل بلکہ عین کمال ہے کیونکہ درحقیقت عالم اسماء میں کوئی نقص ہوتا ہی نہیں جسے برطرف کیا جائے۔ ہر کمال اسمائے الٰہی کے کمال کا ظہور اور اس کی تجلی ہے سب سے کامل اسم وہ ہے جو تمام کمالات کا مجموعہ ہو۔انسان کامل اس اسم کا مظہر ہوتا ہے۔انسان کامل تمام صفات و اسماء الٰہیہ کا مجموعہ اور تمام جامع تجلیات کا مظہر ہوتا ہے۔ بنا بریں اللہ کے تمام ناموں میں اسم 'اللہ' سب سے کامل نام ہے جب کہ انسان کامل تمام مظاہر میں سب سے کامل مظہر ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: شرح دعا سحر،ص ۶۶

انسان کامل تمام مقاصد الٰہی کا مظہر

اے سالک (طریقت) اور طالب (حقیقت) جان لو کہ خداوند متعال اسم کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ (سورۂ رحمٰن، آیت ۲۹) کی رو سے ہر دن ہر لحظہ ایک نئی شان کا حامل ہوتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ وہ

انسان کامل کے علاوہ کسی اور پر اپنے تمام شیئون کے ساتھ متجلی ہو۔ پس عقول مجردہ، ملائکہ مہیمنہ اور ملائکہ صافات سے لے کر نفوس کلیہ الٰہی ، ملائکہ مدبرہ، مدبرات امر، سلطان ملکوت عالیہ اور زمینی فرشتوں کے طبقات تک کہ تمام موجودات ایک خاص اسم کے مظہر ہیں جن کے رب نے اس اسم کے ذریعے ان پر تجلی فرمائی ہے وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (سورۂ صافات۔آیت ۱۶۴) ہم فرشتوں میں سے ہر ایک کے لئے ایک خاص مقام ہے۔ان میں سے کچھ رکوع والے ہیں جو ہرگز سجدے میں نہیں جاتے اور کچھ سجدہ کرنے والے ہیں جو کبھی رکوع میں نہیں جاتے۔ان میں سے کوئی بھی اپنے مخصوص مرتبہ و مقام اور جگہ سے تجاوز نہیں کرسکتا۔اسی لئے جبرائیلؑ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جدائی (معراج کی رات) کا سبب پوچھا تو جبرائیلؑ نے عرض کیا: اگر میں ایک انگشت کے برابر بھی نزدیک جاؤں تو جل جاؤں گا۔

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار، ج ۱۸، ص ۳۸۲

عظیم ترین اور کامل خلافت کا سزاوار قرار پائے۔اسی طرح وہ مقام 'ظلومیت' وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا وہ اس (امانت) سے ڈر گئے لیکن انسان نے اس کو اٹھالیا (سورۂ احزاب، آیت ۷۲) کے بھی مستحق قرار پائے جس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ جملہ مقامات سے آگے نکل جانے، انانیت، انیت (خود پرستی و خود بینی) کے تمام بتوں کو نیز جہولیت کے صنم کو ختم کرنے کا نام ہے۔ جو فنا از فنا، جہل مطلق اور مکمل عدم سے عبارت ہے

ملاحظہ فرمائیں: شرح دعاسحر، ص ۱۴۹

انسان کامل برزخ کبریٰ کے مقام کا حامل

انسان کامل تمام اسماء وصفات کا مظہر ہوتا ہے۔ وہ اسم جامع کے ذریعے اللہ کا پروردہ ہوتا ہے اسی لئے کسی اسم کو اس میں تصرف کا غلبہ حاصل نہیں ہوتا۔ وہ خود بھی چونکہ 'کُن' جامع میں متصرف ہوتا ہے اور وہ تمام اسماء کا یکساں طور پر مظہر ہوتا ہے نیز وسطیت اور برزخیت کبریٰ کا حامل ہوتا ہے۔ نیز

اس کا سفر بھی اسم جامع والے طریق مستقیم اور راہ وسطیٰ کے مطابق ہوتا ہے۔ دیگر عوالم میں سے ہر عالم میں اسمائے محیطہ یا غیر محیطہ میں سے کسی نہ کسی میں اس کا تصرف ہوتا ہے اور وہ اسی اسم کا مظہر ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: چہل حدیث ۵۴۱

ظل اللہ، انسان کامل کی حقیقت

ظل منبسط' اللہ کا ظل (سایہ) رحمٰن کا نہیں کیونکہ ظل منبسط کی حقیقت انسان کامل کی حقیقت سے عبارت ہے اور انسان کامل کا رب اسم اعظم (اللہ) ہے جو وجود جامع ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: شرح دعا سحر، ص ۴۸

اسم اعظم انسان کامل کی خلقت کا سرچشمہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کی خلقت اور اس کی تعلیم و تربیت کو ربّ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ علم الاسماء میں مذکور جامع اسم ہے۔ یہ اسم اعظم انسان کامل کی خلقت کا سرچشمہ ہے اور دیگر موجودات میں اتنی لیاقت وصلاحیت نہیں کہ یہ اسم اعظم ان کی تخلیق کا سرچشمہ ہو۔

ملاحظہ فرمائیں: حدیث جنود الاعقل وجہل، ص ۲۶۵

اہل بیتؑ اسم اعلیٰ کے مظہر

حدیث میں مذکور **نحن الاسماء الحسنیٰ** امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم ہم اسماء حسنیٰ ہیں

ملاحظہ فرمائیں: اوصول کافی، ج ۱، ص ۱۴۳

مقام ظہور میں اسم اعلیٰ پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ اطہار صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ یہ ہستیاں جو سیر وسلوک کے لحاظ سے عام نوع انسانی کے نقص سے مبراء ہیں، کمال پر فائز ہیں یعنی اس مرتبے تک پہنچ چکے ہیں جہاں پہنچ کر وہ ہر قسم کی مادیات اور تمام اشیاء سے آزاد ہوئے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: تفسیر سورۂ حمد، ص ۱۲۱

انسان کامل اللہ کا کامل ترین کلمہ

جان لو کہ ہر چیز کا کمال وہ ہے جو خود اس کے ساتھ تناسب رکھتا ہو مثلاً علم کا کمال یہ ہے کہ حقائق کو مکمل طور پر بے نقاب کرے اور اس میں جہل اور حجاب کا شائبہ نہ ہو۔ نور کامل تب ہوتا ہے جب اس میں تاریکی مخلوط نہ ہو۔ باالفاظ دیگر کمال سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز اسے اپنے مخالف اور متقابل امور سے مبراء و خالص ہو نیز وہ خود اس کی صفات و کمالات سے مربوط زاویوں سے خالص ہو۔ اسی قاعدے کی رو سے آپ 'کلام اور کلمہ' کے کامل، تام یا اتم ہونے کا مفہوم جان سکتے ہیں۔ ان دونوں کے تام و کامل ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان کی دلالت واضح ہو اور اس میں کسی قسم کا اجمال و ابہام یا شاباہت (کسی اور کلام یا کلمہ کے ساتھ) نہ ہو یعنی کلام اور کلمہ ہر اس چیز سے خالی ہوں جن کا تعلق ان دونوں کی جنس سے نہیں۔ پس اس کتاب الٰہی کے کلمات میں سے کچھ تام و کامل ہیں جب کہ کچھ اتم و اکمل ہیں۔ اسی طرح کچھ ناقص اور کچھ زیادہ ناقص۔ اس کتاب میں تام و کامل ہونے (یا ناقص ہونے) کا معیار اس آئینے کے صحیح انعکاس کی شدت و ضعف سے عبارت ہے۔ یعنی اس بات پر کہ یہ آئینہ عالم غیب الٰہی، سر مکنون اور پوشیدہ خزانے کو کس قدر منعکس کرتا ہے۔ پس جس چیز کے آئینے میں حق کی تجلی زیادہ واضح و کامل ہو وہ عالم غیب پر زیادہ دلالت کرتی ہے۔ بنا بریں عقول مجردہ اور نفوس اسفہد یہ اللہ کے کلمات تامہ ہیں کیونکہ وہ وہ مادی ظلمتوں سے منزہ، ہیولا کے غبار سے پاک اور تعین ماہیت کے گرد سے منزہ ہیں۔ لیکن چونکہ ان میں سے ہر ایک کسی خاص صفت یا اسم کا آئینہ ہوتا ہے اس لئے ناقص ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے: ان میں سے کچھ رکوع کرنے والے ہیں جو ہرگز سجدہ نہیں کرتے اور کچھ سجدہ کرنے والے ہیں جو ہرگز رکوع نہیں کرتے۔ انسان کامل چونکہ ایک جامع وجود اور اسماء و صفات الٰہیہ کا مکمل آئینہ ہے اس لئے وہ کامل ترین کلمہ الٰہی ہے بلکہ یہ وہ کتاب الٰہی ہے جس کے اندر تمام کتب الٰہیہ جمع ہیں جیسا کہ ہمارے مولا امیر المومنین سید الموحدین ؑ فرماتے ہیں

اتــزعــم انك جــرم صـغيــر   و فيك انـطوی العـالم الاكبر

و انــت الـكـتـاب الـمبين الذی   بــا حــرفــه يـظهـر الـمضمرا

کـی اتو یہ سمجھتا ہے کہ تو ایک چھوٹا سا ذرہ ہے؟ حالانکہ تیرے اندر عالم اکبر چھپا ہوا ہے۔ تم وہ کتاب مبین ہو جس کے حرف سے پوشیدہ حقائق آشکار ہوتی ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں؛ شرح دعا سحر، ص ۵۳۔ دیوان امام علیؑ ص ۲۶۹

احدیت اور واحدیت کا مظہر: انسان کامل اسماء واعیان کا جامع وجود وحید ہے اسی لئے وہ احدیت جامع کا مظہر ہے۔ نیز وہ کثرت تفصیل سے مرتبے کا حامل ہے جس کی رو سے وہ بار گاہ واحدیت کا مظہر ہوتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: تعلیقات علی شرح فصوص الحکم، ص ۶۸

انسان کامل تمام تعینات کی احدیت کا مظہر

تعین گاہے وجودی ہوتا ہے مثال کے طور پر اسمائے جمالیہ کے ذریعے تعین اور گاہے عدمی ہوتا ہے جس طرح اسماء جلالیہ کے ذریعے تعین اور گاہے مرکب ہوتا ہے بلکہ درحقیقت تمام تعینات میں ترکیب کا شائبہ موجود ہوتا ہے۔ پر ہر جمال کے نیچے ایک جلال ہوتا ہے اور ہر جلال کے نیچے ایک جمال۔ اسی طرح گاہے تعین انفرادی ہوتا ہے مثال کے طور پر اسمائے بسیط والا تعین گاہے اجتماعی ہوتا ہے نیز اجتماعی تعین، گاہے غیر محیط۔ جو چیز جملہ تعینات کی احدیت جمع کا حامل ہے وہ اسم اعظم اور انسان کامل ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: تعلیقات علی شرح فصوص الحکم، ص ۳۰

انسان کامل حقائق کا امین

قول خداوندی عَلَّمَهُ الْبَيَانَ اسے بولنا سکھایا (اسے علم بیان عطا فرمایا ہے) سورۂ رحمٰن، آیت ۴ کی

وضاحت: یہاں تعلیم سے مراد ہے انسان کی خمیر اور سرشت میں داخل کرنا اور اس کی طینت میں نہفتہ ہونا۔ اسی طرح 'بیان' سے مراد اسماء کے مسمّٰی ہیں جو اللہ نے ہمارے باپ آدمؑ کو سکھائے۔ پس انسان کامل جس کے اندر حقائق اسماء اور ان کے آثار مثلاً لطف وقہر، رحمت وغضب، ہدایت وضلالت اور ظہور وبطون وغیرہ رکھے گئے ہیں اس کے اندر یہ حقائق لف (لپٹے ہوئے) اور بساطت کی صورت میں موجود و متحقق ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: تعلیقات علی الفواد الرضویہ، ص ۵۲

انسان کامل کا معبود

اللہ اپنی غیبی حیثیت میں معبود واقع نہیں ہوتا کیونکہ وہ (اس لحاظ سے) سب کے لئے قابل شہود و شناخت نہیں ہوسکتا جب کہ موجود مشہود و معلوم ہونا ضروری ہے اور عبادت ہمیشہ اسماء وصفات کے حجاب میں واقع ہوتی ہے یہاں تک کہ انسان کامل کی عبادت بھی۔ البتہ انسان کامل اسم اعظم 'اللہ' کی عبادت کرتا ہے اور دوسرے لوگ مشاہدات ومعارف میں اپنے درجات ومقامات کے حساب سے، باقی اسمائے الٰہی کی عبادت کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: امامت اور انسان کامل، ص ۱۹، مطبوعہ لاہور

تعلیقات علی شرح فصوص الحکم، ص ۱۱۶

اسماء الٰہی کی عبادت

سرکار آیت اللہ خمینی طاب ثراہ فرماتے ہیں

لوگ اپنے درجات ومقامات کے حساب سے باقی اسماء الٰہی کی عبادت کرتے ہیں۔ احادیث متواترہ میں معصومؑ فرماتے ہیں نحن اسماء اللّٰہ ہم اسماء اللہ ہیں۔ زیارت میں وارد ہے السلام علیك اسم اللّٰہ الرضی حضرت امیر المومنین علیہ السلام اسم اللہ۔ آقائے خمینی قدس سرہ کے

فرمان کے مطابق تمام لوگ آئمہ ھدیٰ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں اسی لئے تو معصوم علیہ السلام نے فرمایا: انا عابد انا المعبود و انا الساجد انا المسجود میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور جہاں ہستی میں رہنے والے میری عبادت کرتے ہیں میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہوں اور دنیا میرے سامنے سجدہ کرتی ہے بارگاہ احدیت میں سجدہ ریز ہوں اور عالم امکان مجھے سجدہ کرتا ہے انا باب السجود میرے در پر ہی سجدہ ہوتا ہے۔

ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن
ہم عابد و ہم معبد و معبود علیؑ بود

اول و آخر ظاہر و باطن عبادت گزار۔ مقام عبادت اور عین عبدیت سب علیؑ ہیں

آں شاہی کہ بادنشِ دیں بود علیؑ
مسجود ملک، سجدۂ معبود علیؑ بود

وہ بادشاہ جس کے پاس دین کا علم تھا وہ علیؑ تھے، وہ مسجود ملائک اور معبود کے سجدہ گزار علیؑ تھے۔

گویند، ملک ساجد و مسجود بد آدمؑ
ازمن بشنو ساجد و مسجود علیؑ بود

کہتے ہیں کہ فرستے ساجد اور آدم مسجود ملائک تھے لیکن مجھ سے سنو کہ ساجد و مسجود علیؑ تھے

مسجود کو جو اپنا ہی سواجد نہ بنا لے
سُن اے میرے سجاد وہ سجدہ ہی نہیں ہے

ملاحظہ فرمائیں: اولیا کرام اور شعرائے عظام آستانہ مولاؑ پر، ص ۱۲۴، ۱۲۸، ۱۳۰

اسداللہ خان غالب فرماتے ہیں:

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوے دوست
مشغول حق ہوں بندگی بوترابؑ میں

امام معصوم مظہراتم ذات اقدس پروردگار ہے

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں: الحمد الله الذی لا ید رکه بعد الهمم ولا يناله غواص الفطن

ملاحظہ فرمائیں: نہج البلاغہ، خطبہ اول (توحید)

پروردگار عالم کی حمد وثناء ہے جس کی کنہہ تک افہام کی رسائی نہیں اور نہ غواص اس تک پہنچ سکتے ہی پھر اپنے مقام ملکوتی کے متعلق فرماتے ہیں:

يخدو عنى السيل ولا ير قى الى الطير (خطبہ شقشقیہ)

میں وہ کوہ بلند ہوں علوم و معارف کے چشمے ہم سے جاری ہوتے ہیں۔ عقل انسانی کا پرندہ بھی ہمارے مقام تک نہیں پہنچ سکتا

جس کو خرد نہ پاسکے مولا علیؑ وہ راز ہے

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

سلطان کربلا کے دربار ملکوتی سے گدائی کا سلیقہ

قسم مجرب امام حسین السلام

الٰهی بحق الحسینؑ و اخیهؑ و جدهؑ و ابیهؑ و امهؑ و بنیهؑ و شیعتهؑ و موالیه و زائره وسکانه و مجاوره صلی علی محمدؐ آلِ محمدؐ و اخرجنی من اللهم الذی انا فیه و من الغم الذی انا فیه برحمتك یا ارحم الرحمین

اس ورد کو ۱۲۸ مرتبہ پڑھنے سے ہر حاجت پوری ہوگی۔ کئی بار کا مجرب عمل ہے۔

باب ششم

خزانۃ اللّٰہ

باب ششم

خزانۃ اللہ

حضرات محمدؐ وآلِ محمدؐ کے دو معنوی مقامات یہاں ہم بیان کررہے ہیں۔ مقام اعلیٰ میں یہ ذوات خود خزانۃ اللہ ہیں اور مقام ظاہر میں میں خزانہ دار ہیں جیسا کی زیارت واحادیث میں نحن خزانہ اورامین اللہ کہا گیا ہے۔ پروردگار عالم کے خزائن لا متناہیہ الٰہیہ کے خزانہ دار بھی ہیں اور منزل اعلیٰ میں خود خزانۃ اللہ بھی ہیں۔ راہب کو جو اولاد عطا فرمائی یا سائل کو جب یہ عطا فرماتے ہیں تو خزانہ ملکوتیہ الٰہیہ سے عطا فرماتے ہیں۔ خواہ اولاد ہو یا حیات، رزق ہو یا دیگر نعمات، چونکہ یہ ولی نعمت الٰہی اور خزانۃ اللہ سے سائل کو عطا فرماتے ہیں جیسے چاہتے ہیں ہمہ وقت کائنات میں تصرف فرماتے ہوئے نظام جہان ہستی چلا رہے ہیں۔

فصل اول

خزانۃ اللہ

پروردگار عالم کے خزانے اور خازن

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (سورۃ الحجر، آیت ۲۱)

اور ہمارے پاس ہر شے کا خزانہ ہے۔ کوئی شے ایسی نہیں جو ہمارے خزانے میں نہ ہو اور ہم اس کو اپنی قدرت اور قدر سے نازل کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: یا رب ارنی خزانک پروردگار مجھے اپنا خزانہ دکھا ارشاد باری تعالیٰ ہوا ہے اے موسیٰؑ انما خزانتی اذا اردت شیاً ان اقول لہ کن فیکون میرا خزانہ یہ ہے کہ جب میں کسی شے کے متعلق ارادہ کرتا ہوں تو کن کہتا ہوں وہ فیکون ہو

جاتی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: تفسیر البرہان، ض۲، ص ۳۲۸، قم مقدسہ

بحارالانوار، ج۹، ص ۳۵۹

یعنی خزانہ خداوندی امر کن ہے۔

امامت کبریٰ اور امر کن

حضرت سر اللہ فی العالمین امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد حق بنیاد

فهم سرا للّٰه المخزون و اولياء المقربون و امره بين الكاف و النون

ملاحظہ فرمائیں: مشارق الامان، ص ۱۵۹، مطبوعہ بیروت

بحارالانوار، ج ۲۵، ص ۱۶۸

آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ راز اور اولیاء مقرب اور کاف اور نون کے درمیان امر خداوندی ہیں۔

اس لئے معصوم فرماتے ہیں نحن امر اللہ اور اسی امر الٰہی سے تکوین کائنات ہوئی۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: يا عمار باسمی تكونت الكائنات و الا شياء باء سمی دعا سائر الانبياء و انا اللوح و انا القلم و انا الكرسی و انا العرش العظيم و انا السماوات السبع والا رضون السبع و انا الاسماء الحسنیٰ و الكلمات العلياء

ملاحظہ فرمائیں: مشارق الامان ولباب حقائق الایمان، ص ۲۷۷، مطبوعہ بیروت

مشارق الانوار الیقین، ص ۳۰۱، مطبوعہ بیروت

الولایۃ التکوینیہ، لال محمد، ص ۲۵۲، مطبوعہ بیروت

بحر المعارف، ص ۴۲۴، مطبوعہ ایران

شرح الاسماء الحسنیٰ، ص ۲۱۵

سبیل الرشاد، ص ۵۲، مطبوعہ اسلام آباد

اے عمار اشیاء میرے نام سے وجود میں آئی ہیں میرے نام کو مشکلات میں تمام انبیاءؑ نے پکارا ہے، میں لوح محفوظ ہوں، میں قلم اعلیٰ ہوں، میں عرشِ معلیٰ ہوں، میں کرسی ہوں، میں ساتوں آسمان ہوں، میں ہی اسم حسنیٰ اسماء خدا اور کلمات علیا ہوں، اسی اسم (ح) خداوندی کی مختلف ادعیہ واذکار میں بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (سورۂ یاسین، آیت ۸۲)

یہ خزانہ الٰہی ہیں اور خازن دار پروردگار بھی ہیں نیز امر الٰہی خود امام معصومؑ ہے لہٰذا حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام روحی لہ الفداء نے یعنی امر اللہ۔ کن فرمایا تو فیکون یعنی راہب جو بے اولاد تھا اس کی گود ہری کردی۔ آن واحد میں سات بیٹے مل گئے۔

فصل دوئم

خزائن الٰہیہ کہاں ہیں

حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی:

یارب لکل ملك خزائن فاین خزانتك

اے میرے پروردگار: ہر بادشاہ کا خزانہ ہوتا ہے تیری ذات تو شہنشاہوں کی شہنشاہ ہے تیرا خزانہ کہاں ہے؟

آواز پروردگار آئی: الا هی القلب الا هی القلب الاهی القلب جان لو میرا خزانہ قلب ہے، آگاہ ہو جاؤ میرا خزانہ قلب ہے، آگاہ ہو جاؤ میرا خزانہ قلب ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: بحار الانوار، ج ۶۷، ص ۵۹، مطبوعہ بیروت

حضرت امیر المومنین سر اللہ فی العالمین علیہ السلام فرماتے ہیں انا قلب الله میں قلب خداوندی ہوں۔ یعنی میں ہی خزانہ پروردگار ہوں تمام حقائق الٰہیہ کو جامع ہوں۔

قلب کا معنی

علماء لغت قلب کے مندجہ ذیل معنی بیان فرماتے ہیں۔علامہ شریف جرجانی فرماتے ہیں قلب یعنی 'حقیقت الانسان'

ملاحظہ فرمائیں: کتاب التعریفات

قلب یعنی حقیقت انسان لہٰذا ہر قلب اللہ کا معنی حقیقت خداوندی سے ہوگا۔حضرات معصومین علیہم السلام کی احادیث وارد ہے۔ نحن قلب اللہ ہم ہی قلب الٰہی ہیں یعنی حقیقت خداوندی ہم ہیں۔ صاحب تاج العروس فرماتے ہیں کسی شے کا الٹنا پلٹنا۔علامہ ابن ہشام فرماتے ہیں دل، عقل ہر شے کا خلاصہ ونچوڑ، ابن فارس فرماتے ہیں کسی شے کا صحیح خالص اور گراں قدر حصہ، کسی شے کا رخ دوسری طرف پھیرنا، منقلب کرنا، زیارت امیرالمومنین علیہ السلام میں وارد ہے السلام علیك یا میزان الاعمال و مقلب الا حوال آپ پر سلام ہو جو اعمال کا میزان اور حالات کو پلٹ دینے والے ہیں یعنی مولائے کائنات حالات کو بدل دیتے ہیں، مریض کو صحت یاب، مفلس کو غنی اور بے گھر کو صاحب خانہ اور بے اولاد کو اولاد عطا فرماتے ہیں۔

مقام قلب

(۱) قلب سے حیات وابستہ ہے اگر حرکت قلب تندرست اور درست ہے تو سلامتی ہے اگر حرکت قلب بند ہو جائے تو موت و ہلاکت ہے۔

(۲) قلب مرکز چاہت ہے تمام حرکات وسکنات کا محرک قلب ہے دل چاہتا ہے تو دیکھتے ہیں، دل چاہتا ہے تو غض بصر کر لیتے ہیں، دل چاہتا ہے تو بات کرتے ہیں، دل چاہتا ہے تو کسی کی بات سنتے ہیں الغرض ہاتھ پاؤں کی حرکات، سننا، بولنا، کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا سب دل سے وابستہ ہے۔ ہماری تمام حرکات وسکنات دل کے ساتھ ہیں۔ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا: میرا خزانہ قلب ہے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں انــا قلــب اللّٰه میں اللہ کا قلب ہوں۔پس جہان ہستی میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ قلب اللہ کے حکم سے ہے۔قلب اللہ جب چاہتا ہے تو بارش برستی ہے، ہوائیں چلتی ہیں، جب قلب اللہ چاہتا ہے تو بچے کا نطفہ انعقاد پاتا ہے اور شکم مادر میں اس کا وجود خاص شکل و صورت اختیار کرتا ہے۔جب قلب اللہ چاہتا ہے تو رزق ملتا ہے اور مریض کو شفاء ملتی ہے۔اسی لئے قلب اللہ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں انا داحی الارضین انا سماك السموات انا اخلق و انا ارزق انا محی و انا ممیت

فرش زمردی میں نے بچھایا ہے، آسمان کا شامیانہ میں نے لگایا ہے، میں چشمے جاری کرتا ہوں، میں درختوں کو سرسبز کرتا ہوں اور درختوں کو ثمر بار کرتا ہوں، میں ہی خلق کرتا ہوں اور رزق دیتا ہوں، میں زندہ کرتا ہوں اور موت دیتا ہوں

حضرت سر اللہ فی العالمین امیر المومنین علی علیہ السلام کا فرمان واجب الاذعان حقائق و معارف جو سمیٹے ہوئے ہے۔اس لئے کہ تمام نظام ہستی قلب سے وابستہ ہے اور قلب اللہ امام مبین ہی خزانہ توحید و گنج صمدی ہے۔سب کچھ اسی خزانہ الٰہیہ میں ہے۔زیارت جامعہ کبیرہ میں ہے حضرت امام تقی علیہ السلام فرماتے ہیں: عــزائــمــه فيكم پروردگار کے عزائم آپ ہیں، یہ مقام قلب ہے، یہ خزائن توحید ہے۔

فصل سوئم

خزانہ امام انگشتری

ایک شخص مدینہ میں امام کو تلاش کرتا ہوا آیا لوگ اس کو عبداللہ بن حسن کے پاس لے گئے اس نے سوال کیا جانشین رسولؐ کون ہے؟ انہوں نے کہا میں ہوں۔پھر کچھ لوگ اس کو امام علیہ السلام کے پاس لائے آپ نے اس کی پچھلی سرگزشت سب بیان کر کے فرمایا اب تو عبداللہ بن حسن کے پاس پھر جا اور ان سے پوچھ کہ رسولؐ اللہ کی زرہ اور ان کا عمامہ کہاں ہے؟ وہ شخص ان کے پاس گیا اور وہی

سوال کیا انہوں نے ایک مصنوعی زرہ پہن کر کہا یہ رسولؐ اللہ پہنا کرتے تھے۔اس نے امام سے آ کر بیان کیا۔حضرت نے فرمایا انہوں نے جھوٹ کہا اس کے بعد آپ نے اپنی انگوٹھی زمین پر ماری نا گاہ انگشتری سے ایک زرہ اور ایک عمامہ نکلا۔حضرت نے زرہ کو پہنا جو آپ کی نصف ساق تک تھی پھر عمامہ سر پر رکھا پھر دونوں کو اتار کر انگھوٹھی کے نگینہ میں رکھ دیا اور فرمایا اسی طرح رسولؐ اللہ پہنا کرتے تھے یہ عمامہ زمین میں پیدا ہونے والی روئی کے تاروں کا نہیں ہے ان خزانة الله فی کن و ان خزانة الامام فی خاتمه

ملاحظہ فرمائیں: صحیفۃ الابرار، ج ا،ص ۱۹۷،مطبوعہ بیروت

بلکہ یہ اللہ کے خزانہ، کن میں ہے آ گاہ ہو خزانہ امام کی انگوٹھی میں ہوتا ہے۔دنیا امام کے نزدیک ایک صحیفہ کی مانند ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو عام لوگ امام کی طرح ہوتے اور امام ان کی طرح۔

ملاحظہ فرمائیں: مناقب ابن شہر آشوب، ج ۴،ص ۲۲۱ تا ۲۲۲،مطبوعہ ایران

پروردگار عالم کا خزانہ کن میں ہے اور وہ خزانہ امام کی انگشتری میں ہے۔جب خزانہ انگشتری میں ہے تو پھر امام معصوم صرف انگوٹھی کو حرکت دے گا تو ہر شے ظاہر ہو جائے گی جو امامؑ چاہے خواہ وہ اولاد ہو یا رزق۔بس سلطان الوجود باب السجود امام حسین علیہ السلام نے دست کبریائی کو حرکت دی انگوٹھی کو حرکت ملی اور راہب کی گود میں اولاد آ گئی۔

خزانۃ اللہ میں ہر شے موجود ہے رجوع الی المطلوب

ارشاد باری تعالیٰ اِلَّا عِندَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْم (سورۃ الحجر، آیت ۲۱) ہر شے ہمارے خزانے میں موجود ہے۔جو کچھ وقوع پذیر ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے سب خزانہ پروردگار میں موجود ہے۔

فصل چھارم

خزائن الٰہیہ کا معائنہ

آنحضرت رسول اکرم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو آپؐ نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جو اس وقت ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے ان میں سے جو نیک تھے انکو جنت کے باغوں اور محلات میں اور جو گنہگار تھے ان کو دوزخ کے مختلف عذاب میں مبتلا دیکھا۔

عالم امثال و عالم اشباح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خزانہ الٰہی کا معائنہ فرما رہے تھے پھر ارشاد فرمایا: تسمع ما اسمع و تری ما اری اے علی امیر المومنین علیہ السلام جو میں نے دیکھا وہ آپ نے بھی دیکھا اور جو میں نے سنا وہ آپ نے بھی سنا۔

انصاران ولی عصرؑ در عالم امثال و اشباح

انھم رجال و انھم یعبدون اللہ و بایدھم سیوف و اسلحۃ ینتظر ان قیام القائمؑ علیھم السلام عجل اللہ تعالیٰ و کل ینصر القائمؑ

ملاحظہ فرمائیں شرح عرشیہ، ج ۲، ص ۶۸

(عالم امثال میں) مردان خدا ہیں جو پروردگار عالم کی عبادت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں میں تلواریں اور دیگر اسلحہ ہے وہ حضرت ولی العصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے قیام و ظہور کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ عباد خدا سب کے سب ناصران قائم آلِ محمدؐ ہیں۔ اللھم عجل لولیك الفرج و جعلنا من اعوانہ و انصارہ

عالم امثال بھی خزائن الٰہیہ ہیں وہ شکل و صورت میں موجود ہیں حضرت امام حسین علیہ السلام چونکہ جمیع عوالم پر حجت خدا ہیں اور سب کے پیشواء اور ان پر ولایت کلی رکھتے ہیں۔ لہٰذا ان عوالم غیبیہ سے تصرف کرتے ہوئے بے اولاد راہب نامی سائل کو سات فرزند عطا فرمائے ہیں۔

فصل پنجم

خزانہ الٰہیہ

حضرات محمدؐ وآلِ محمدؑ خزانہ ایزدی کے محافظ ہیں اور وہ خزانہ صمدی کے خزانہ دار بھی ہیں اور خود خزانۃ اللہ ہیں جیسا کہ احادیث کثیرہ میں موجود ہے چند احادیث ہم یہاں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرر ہے ہیں۔

حدیث: عن عبد الرحمن بن كثيرقال سمعت ابا عبدالله عليه السلام يقول نحن ولاة امرالله و خزانة علم الله و عيبة وحى الله و اهل دين الله و علينا نزل كتاب الله و بنا عبد الله ولولا نا ما عرف الله و نحن ورثه نبى الله و عترته

ملاحظہ فرمائیں: بصائر الدرجات، ص ۶۱، مطبوعہ ایران

عبدالرحمٰن بن کثیر نے بیان کیا کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو فرماتے سنا: ہم اللہ کے امر ولایت، اللہ کے علم کا خازن، اس کی وحی کا مرکز، اس کے دین کے مالک ہیں۔ ہم پر اللہ کی کتاب نازل کی گئی ہمارے وسیلے سے اللہ کی عبادت ہوتی ہے ہم نہ ہوتے تو اللہ کی پہچان نہ ہوتی ہم ہی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث اور آپ کی عترت ہیں۔

حدیث: عن عبد الله بن ابى يعفور قال قال (لى) ابو عبد الله عليه السلام يا ابن ابى يعفور ان الله تبارك و تعالىٰ واحد متوحد با لو حدنية متفرد بامره فخلق خلقا ففرد هم لذالك الامر فنحن هم يا بن ابى يعفور فنحن حجج الله فى عباده و شهداؤه فى خليفة و امنائه و خزانه على علمه والد اعون الى سبيله و القائمون بذالك فمن اطاعنا فقد اطاع الله

ملاحظہ فرمائیں: بصائر الدرجات، ج ۲، ص ۶۱، مطبوعہ ایران

عبداللہ بن ابی یعفور نے بیان کیا کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے ابی ابن یعفور! اللہ تعالیٰ اپنی واحدانیت کے ساتھ اپنے امر کے ذریعے یکتا تھا پس اس نے خلق کو خلق کیا اور اس امر (امامت و خلافت) کے لئے جنہیں منتخب کیا وہ ہم ہیں۔ اے ابن یعفور! ہم اللہ کے بندوں میں اس کی حجتیں اس کی مخلوق میں گواہ اس کے علم کے امین اور خازن اس کی سبیل کی طرف دعوت دینے والے اور اس پر قائم رہنے والے ہیں جس نے ہماری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

حدیث: حدثنا عباد بن سليمان (عن محمد بن سليمان) عنه ابيه قال قال ابو عبد الله عليه السلام ان الله تبارك و تعالیٰ انتجبنا لنفسه فجعلنا صفوته من خلقه و امناؤ على وحيه و خزانة فى ارضه موضع سره و عيبة علمه ثم اعطانا الشفاعة فنحن اذنه السامعة و عينه الناظرة و لسانه الناطق باذنه و امناؤه على ما نزل عذر و نزر و حجة

ملاحظہ فرمائیں: بصائر الدرجات، ص ۶۲، مطبوعہ ایران

محمد بن سلیمان نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نفس کے لئے چن لیا اور ہمیں اپنی مخلوق میں برگزیدہ اپنی وحی پر امین اپنی زمین پر خزانچی ونگہبان اپنے راز کا محل و مقام اور اپنے علم کا مرکز بنایا پھر ہمیں حق شفاعت عطا فرمایا تو ہم ہی اس کے سننے کان، دیکھتی آنکھیں اور اسی کے حکم سے بولتی زبان اور اس نے جو عذر و نذر اور دلیل نازل کی اس کے ہم امین ہیں۔

حدیث: عن ابى بصير عن خيثمه عن ابى جعفر عليه السلام قال سمعته يقول نحن جنب الله و نحن صفوته و نحن خيرته و نحن مستودع موا ريث الانبياء و نحن امناؤ الله و نحن حجة الله و نحن اركان الايمان و نحن دعائم الاسلام و نحن من رحمة الله على خلقه و نحن الذين بنا يفتح الله و بنا يختم

و نحن ائمة الهدی و نحن مصابیع الدجی و نحن منار الهدی و نحن السابقون و نحن الاخرون و نحن العلم المر فوع للخلق من تمسك بنا لحق من تخلف عنا غرق و نحن قادة الغر المحجلین و نحن خیرة اللّٰه و نحن الطریق و صراط اللّٰه المستقیم الی اللّٰه و نحن من نعمة اللّٰه علی خلقه و نحن المنهاج و نحن معدن النبوة و نحن موضع الرسالة و نحن الذین الینا مختلف الملائکة و نحن السراج لمن استضاء بنا و نحن السبیل لمن اقتدی و نحن الهداة الی الجنة و نحن عز لا سلام و نحن الجسور و القناطر من مضی علیها سبق و من تخلف عنا محق و نحن السنام الا عظم و نحن الذین بنا نزل الرحمة و بنا تسقون الغیث و نحن الذین بنا یصرف عنکم العذاب فمن عرفنا و نصرنا و عرف حقنا و اخذ بامرنا فهو منا والینا

ملاحظہ فرمائیں: بصائر الدرجات، ص ۶۳، مطبوعہ ایران

ابوبصیرؒ نے خثیمہؒ سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام کو فرماتے سنا: ہم اللہ کا پہلو ہیں، ہم اس کے منتخب کردہ ہیں ہم سب سے بہتر مافوق الخلق ہیں۔ ہم وراثت انبیاء کے والی ہیں، ہم اللہ کے امین ہیں، ہم اللہ کی حجت ہیں، ہم ایمان کے ارکان ہیں، ہم دین کے ستون ہیں، ہم اللہ کی مخلوق پر اس کی رحمت ہیں، ہم سے ہی اسرار و رموز کھلتے ہیں اور ارادہ خداوندی کا اجراء کرتے ہیں ہم پر ہی بند ہوتے ہیں، ہم ہدایت کے امام ہیں، ہم تاریکی میں چراغ ہیں، ہم مینار ہدایت ہیں، ہم ہی سابق اور ہم ہی آخر ہیں، ہم مخلوق کے لئے مرفوع علم ہیں جس نے ہمارا دامن تھاما وہ نجات پا گیا اور علم وحق تک پہنچ گیا اور جو ہم سے پیچھے رہا غرق ہو گیا، ہم روشن اندام ہستیوں کے پیشواء ہیں، ہم اللہ کے مافوق الخلق ہیں، ہم ہی جنت کا راستہ اور اللہ کی صراط مستقیم ہیں، ہم مخلوق پر اللہ کی نعمت ہیں، ہم واضح وکشادہ راستہ ہیں، ہم نبوت کے کان ہیں۔ انبیاءؑ کو تاج نبوت عطا کرنے والے ہم ہیں، ہمارے

گھر سے نبوت ورسالت چلی ہے، ہم جائے رسالت ہیں، ہمارے پاس ہی فرشتوں کا آنا جانا رہتا ہے، ہم ہی وہ چراغ ہیں جن سے ضیاء حاصل کی جاتی ہے، ہم ہی قابل اقتداء راستہ ہیں، ہم ہی جنت کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں، ہم اسلام کا غلبہ اور رعب ہیں، ہم حجت اور پل ہیں کہ جو اس پر چلے سبقت لے جائے گا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا مٹ جائے گا، ہم اسلام کی عظیم بلندی ہیں، ہمارے سبب ہی سے رحمت برستی ہے، ہمارے وسیلہ سے بارش برستی ہے، ہم ہی ہیں جن کی بدولت تم سے عذاب روک لیا جاتا ہے پس جس نے ہمیں پہچانا اور ہمارے ساتھ اپنا تعلق جوڑا وہ ہم سے ہے اور روز قیامت ہم سے ہی ملے گا۔

حدیث: عن جابر الجعفی قال قال ابو جعفر علیہ السلام و اللہ انا لخزان اللہ فی السماء و خزانہ فی الارض

ملاحظہ فرمائیں: بحار الانوار، ج۲۶،ص۱۰۶،مطبوعہ بیروت

جابر جعفی نے بیان کیا کہ ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: ہم اللہ کے آسمان وزمین کے خزانہ دار ہیں۔

حدیث: عن سدیر (عن ابی عبد اللہ) قال قلت (لہ) جعلت فداک ما انتم؟قال نحن خزان اللہ علی علم اللہ نحن تراجمۃ و حی اللہ نحن الحجۃ البالغۃ علی من دون السماء و فوق الارض

ملاحظہ فرمائیں: بحار الانوار، ج۲۶،ص۱۰۵،مطبوعہ بیروت

سدیر نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے عرض کیا میں آپؑ پر قربان جاؤں آپؑ کیا ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: ہم اللہ کے خزانہ دار ہیں ہم اس کی وحی کے ترجمان ہیں اور ہم آسمان وزمین پر اس کی حجتِ بالغہ ہیں۔

حدیث: عن عبد اللہ بن ابی یعفور قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا ابن ابی یعفور ان اللہ واحد متوحد با لو حدانیۃ متفرد با مرہ فخلق خلقا فقدرھم لذالک الامر فنحن ھم ابن ابی یعفور فنحن حجج اللہ فی عبادہ و خزانہ علی علمہ

والقائمون بذلك فمن اطاعنا فقد اطاع الله

ملاحظہ فرمائیں: بصار الدرجات، جز۲،ص ۶۱،مطبوعہ ایران

بحار الانوار، ج ۲۶،ص ۱۰۶،مطبوعہ بیروت

عبداللہ بن ابی یعفور نے بیان کیا کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن ابی یعفور اللہ اپنی واحدانیت کے ساتھ واحد ہے اپنے امر کے ذریعے یکتا ہے پس اس نے مخلوق کو خلق کیا تو انہیں امر کے لئے مقرر کیا۔ پس ہم ہی وہ لوگ ہیں اور ہم ہی اس کے بندوں میں اس کی حجت ہیں اور اس کے علم کے خزانہ دار ہیں اور اس کے علم کو قائم کرنے والے ہیں۔ پس جس نے ہماری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

حدیث: عن عبد الرحمن بن کثیر قال سمعت ابا عبد الله علیه السلام یقول نحن ولاية امر الله و خزانة علم الله و عيبة و حى الله و اهل دين الله و علينا نزل كتاب الله و بنا عبد الله ولو لا نا ما عرف الله و نحن ورثة نبى الله و عترته

ملاحظہ فرمائیں: بصار الدرجات، جز۲،ص ۶۱،مطبوعہ ایران

عبدالرحمٰن بن کثیر نے روایت کی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا آپؑ فرما رہے تھے کہ ہم اللہ کے حکم کے والی ہیں اور اس کے علم کے خزانہ دار ہیں اور اللہ کی وحی کے ترجمان ہیں۔ اور اللہ کی وحی کے محفوظ کرنے والے ہیں اور ہم اللہ کے دین کے اہل ہیں اور ہم پر ہمارے لئے اللہ کی کتاب نازل ہوئی۔ ہم اللہ کی عبادت کا باعث ہیں یعنی ہم نے بتایا ہے کہ اللہ کی عبادت کیسے کرنی ہے۔ اگر ہم نہ ہوتے تو کوئی بھی ذات احدیت کی معرفت نہ کرسکتا۔ ہم اللہ کے نبی کے وارث ہیں اور اس کی عترت ہیں۔

حدیث: عن موسىٰ بن القاسم عن علی بن جعفر عن اخيه قال قال ابو عبدالله

ان اللّٰہ خـلـقـنـا فـا حسن خلقنا و صورنا فاحسن صورتنا فجعلنا خزانه فی سمواته و ارضه (ولولاانااما عرف اللّٰہ)

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار، ج۲۶،ص۱۰۷، مطبوعہ بیروت

علیؑ بن جعفرؑ اپنے بھائی عبداللہ علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے ہمیں خلق کیا تو ہمیں بہترین خلق کیا اور ہمیں صورتیں دیں تو بہترین صورتیں دیں اور ہمیں آسمانوں وزمین کا خزانہ دار بنایا اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی پہچان نہ ہوتی۔

حدیث: ان ابـی بصیر عن خیثمه عن ابی جعفر علیه السلام قال سمعته یقول نحن خزان اللّٰہ

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار، ج۲۶،ص۱۰۷، مطبوعہ بیروت

ابوبصیر نے روایت کی کہ خثیمہ نے ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا: ہم اللہ کے خزانے ہیں۔

حدیث: حـدثـنـا عـن سـدیر عن ابی جعفر علیه السلام قال سمعته یقول نحن خزان اللّٰہ الدنیا و الاخرة و شیعتنا خزاننا(ولو لا نا ما عرف اللّٰہ)

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار، ج۲۶،ص۱۰۷، مطبوعہ بیروت

سدیر نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ میں نے امامؑ کو فرماتے ہوئے سنا: ہم دنیا و آخرت میں اللہ کے خازن ہیں اور ہمارے شیعہ ہمارے خازن ہیں اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ کی معرفت نہ ہوتی۔

حدیث: عـن عـلـی بـن جـعـفـر عـن الحسن موسیٰ بن جعفر قال قال ابو عبد اللّٰہ عـلـیـه الـسـلام ان اللّٰہ خـلـقـنـا فـا حصن خلقنا و صورنا فا حسن صورنا فجعلنا خزانه فی السموات و ارضیه (ولولاانااماعرف اللّٰہ)

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار، ج ۲۶، ص ۱۰۷، مطبوعہ بیروت

علی بن جعفر نے ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلق کیا تو بہترین خلق کیا اور ہمیں صورتیں دیں تو بہترین صورتیں دیں پھر ہمیں اپنے آسمانوں وزمین میں خزانہ دار بنایا اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ نہ پہچانا جاتا۔

زیارت امیرالمومنین علیہ السلام میں وارد ہے

السلام علیك یا ولی اللّٰہ و موضع سرہ و عیبة علمه و خازن وحیه

ملاحظہ فرمائیں: تیسری زیارت امیرالمومنین مفاتیح الجنان

آپ پر سلام ہو اے ولی پروردگار اور اسرار الٰہی کے محل اور گنجینہ علوم خداوندی اور وحی ربانی کے خزانہ دار اس زیارت کے ایک فقرے میں چار مقام بیان فرمائے ہیں۔

(۱) **ولی اللہ:** حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں اور ولی صاحب تصرف ہے اور عوالم امکان کا مدبر، منتظم اور ناظم کائنات

(۲) **موضع سرہ:** اسرار خداوندی کا محل و مقام ہے طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم السلام راز خداوندی کا مقام ہیں بلکہ خود سر اللہ (اللہ کا راز ہیں) جیسا کہ احادیث میں وارد ہے نحن اسرار اللہ

(۳) **عیبة علمیہ:** علوم الٰہیہ کے خزانے۔ پروردگار عالم کے علوم لاتعداد ہیں نہ صفات کبریائی کو بیان کیا جاسکتا ہے نہ علوم الٰہیہ تک کسی کی رسائی ہے۔ علوم خداوندی کے خزانے صرف حضرات محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں ایک مقام یہ ہے کہ علوم الٰہیہ کے خزانے میں دوسرا مقام یہ ہے کہ خازن بھی خود ہیں۔ جب یہ خازن علم الٰہی ہیں تو پھر یہ عالم الغیب بھی ہیں اور ان کا علم کلی ہے۔ علم حضوری وشہودی ہے۔

(۴) **خازن وحیہ:** اے وحی الٰہی کے خازن وحی کے خزانہ داران ذوات قدسیہ کو کسی مقام پر خازن وحی کہہ کر شان بیان ہوا کرتی ہے کسی مقام پر خزانہ کہہ کر کہیں معدن الوحی المبین کہہ کر مقام معنوی

بیان کیا گیا ہے۔ معدن الوحی یعنی وحی کا اجراء ونفاذ کرنے والے ہیں جب یہ خازن وحی ہیں تو پھر محتاج وحی ہرگز نہیں۔ جو بد بخت جاہل مقصر وملّا یہ بکواس کرتے ہیں کہ یہ کسی فرشتہ کے وحی لانے کے محتاج ہیں وہ مطلق جاہل ہے۔ اس لئے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام خازن وحی ہیں جو ذوات قدسیہ خود وحی جاری کرنے والے وحی بھیجنے والے ہیں وہ کسی فرشتے کے محتاج نہیں خواہ وہ فرشتہ روح القدس ہو یا جبرائیل یا عام ملائکہ میں سے ہو اور آئمہ معصومینؑ حاکم ملائکہ اور خازن وحی ہیں۔ اس موضوع پر ہم نے اپنی تحقیقی کتاب ''حقیقت روح القدس'' میں شرح وبسط سے اس موضوع کو بیان کیا ہے اور روح القدس سے متعلق جو گمراہ کن فلسفے مقصرین نے پھیلا کر اہل ایمان کو گمراہ کرنے کی سعی مذموم کی ہے اس کا ابطال کر دیا ہے اور وہ مجہول اور ضعیف روایات جن کا سہارا مقصرین لیتے ہیں علم رجال کی روشنی میں مقصرین کے تار عنکبوت سے کمزور ہیں ہم نے تمام دلائل کا ابطال کر دیا ہے۔ مومنین کے لئے ہماری اس کتاب حقیقت روح القدس کا مطالعہ بے حد مفید ہے ضرور اس سے استفادہ فرمائیں۔

فصل ششم

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا ارشاد

مھبط الوحی، معدن الرحمة ، خزان العلم اے اہل بیت طاہرینؑ آپ پر درود وسلام ہو آپ نزول گاہ وحی الٰہی ہیں وحی ذات احدیت کا مخفی پیغام آپ کے پاس ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: زیارت جامعہ کبیرہ

معدن الرحمہ: آپ رحمت خداوندی کی کان اور معدن میں جتنی رحمات الٰہیہ ہیں ہر ہر رحمت و نعت کا معدن آپ کی ذات لائق صلوٰۃ ہی تو ہے۔

خزان العلم: علوم الٰہیہ کے خزانہ دار جتنے علوم ربانیہ، معارف صمدانیہ وحقائق یزدانیہ ہیں تمام کے خازن اہل بیت طاہرین علیہم السلام ہیں ان علوم میں علم غیب بھی اور علم شہادت بھی۔ چونکہ تمام کے

تمام علوم کے خازن ہیں اس سے ان کا علم حضوری، علم احاطی، اعیانی اور شہودی ہے۔ کوئی شے ان سے مخفی نہیں۔ سب ان کے سامنے ہیں خازن العلم بھی ہیں اور عین اللہ بھی ہیں۔

حضرت ولی العصر علیہ السلام عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت میں وارد ہے

انك خازن كل علم "بے شک آپ کل علم الٰہی کے خازن ہیں" جب کل کے کل علم الٰہی کے خازن ہیں تو مقصرین کے تمام عقائد ونظریات باطل وعاطل ہو جاتے ہیں اور حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح روشن وآشکار ہو جاتی ہے کہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کے پاس علم ما کان بھی اور ما یکون بھی ہے ان کا علم احاطی، حضوری، اعیانی، شہودی ہے، موت وحیات کا علم بھی انك خازن كل علم ہے بے شک آپ کل علم کے خزانہ میں یعنی ان کا علم علم کلی الٰہی ہے۔ چونکہ یہ ذوات قدسیہ خزائن الٰہیہ کے خزان دار ہیں اور خزانہ الٰہیہ میں ہر شے موجود ہے۔ یہ جب چاہتے ہیں خزانہ الٰہی سے وہ مطلوب شے نکال کر دنیا کے سامنے لاتے ہیں بہت سی اشیاء ایسی ہیں جو بظاہر عادی امور میں نہ تھیں مگر حجت خدا نے ان کو ظاہر کیا۔ جیسے کہ ناقہ صالح خزانہ خداوندی میں تھا مگر لوگوں کے سامنے نہ تھا انہوں نے حجت خدا نبی خدا حضرت صالح علیہ السلام سے جب تقاضا کیا تو ناقہ پہاڑ سے برآمد ہوئی۔ اگر صالح نبیؑ لوگوں کے طلب کرنے ہر خزانہ الٰہی سے ناقہ کو برآمد کر سکتے ہیں تو پھر راہب کی حاجت پوری کرنے کے لئے وارث انبیاءؑ حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام خزانہ الٰہی کے خازن ہیں جو کہ اپنا حق تصرف رکھتے ہوئے بے اولاد کو نعمت اولاد عطا فرماتے ہیں۔ زیارت جامعہ کبیرہ میں وارد ہے اولیاء النعم اہل بیت طاہرینؑ اولیاء نعمت ہیں۔ والیان نعمت اولاد کو بھی نعمت کہا گیا ہے۔ لہٰذا یہ ذوات مقدسہ رزق ہو یا شفاء، صحت ہو یا اولاد سب کے سب عطا کرنے والے، والیان نعمت ہیں۔ نعمت رزق بھی عطا فرماتے ہیں اور نعمت اولاد بھی۔ الغرض جتنی بھی نعمات ہیں تمام نعمات کے ولی ہیں اور عطا فرمانے والے ہیں۔ یہ نعمات الٰہی کے تقسیم کرنے والے اور خزانہ الٰہی کے خزانہ دار ہیں۔ خازن الٰہی جب چاہتا ہے خزانہ الٰہی سے اس شے اور چیز کو ظاہر کر دیتا ہے۔ یہ حقیقت قاہرہ

تمام کتب معتبرہ میں موجود ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے چٹان پر چھڑی ماری، اسّی اونٹ برآمد فرمائے۔ اگر سبط اکبرؑ پتھر کی چٹان پر چھڑی مار کر اسّی ناقہ مال ومنال سے لدے برآمد فرما سکتے ہیں تو سلطان کربلا یقیناً بے اولاد کو اولاد عطا فرما دیتے ہیں۔ یہ ان کی مرضی ہے کہ وہ سائل کو اس کی بیوی کے بطن سے اولاد عطا فرمائیں یا مقام خازن الٰہی کی بدولت خزانہ الٰہیہ سے کن فرما کر اولاد عطا فرمائیں اور بے اولاد کی گود آن واحد میں ہری بھری فرما دیں۔ ابوصمصام نے ناقہ طلب کئے اس کو اسّی ناقہ مل گئیں اور راہب نے اولاد مانگی کریم کربلاؑ نے آن واحد میں اولاد سے اس کی گود بھر دی۔ یہ ولی نعمت کا تصرف ہے خزانہ الٰہی کا مقام ہے۔ سلطان کربلاؑ کے مقامات اور تصرفات کا انکار سوائے لشکر یزید کے کون کر سکتا ہے۔ عطاء اولاد پر لشکر یزید کے پالتو کتے عوعو کر رہے ہیں۔

وبس

فصل هفتم

خزائن اللہ کا تصرف

زمین سے مسلح سواروں کو برآمد کرنا

ثقہ جلیل ابوبصیرؒ راوی ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا آپؑ کے پاس ایک خراسانی شخص بیٹھا ہوا تھا۔ آپؑ نے اس کے ساتھ ایک ایسی زبان میں گفتگو کی جسے میں نہیں سمجھتا تھا۔

پھر آپؑ نے اس سے فرمایا: زمین پر پاؤں کی ٹھوکر مارو۔ اس نے زمین پر ٹھوکر ماری تو ایک سمندر نمودار ہوا جس کے کناروں پر مسلح افراد گھوڑوں پر سوار تھے اور انہوں نے اپنے سر زین کی کاٹھی پر رکھے ہوئے تھے۔

خراسانی نے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ قائم آل محمد عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے اصحاب ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: الاختصاص مفید، ص ۳۲۵

فصل ھشتم

خزائن اللہ خزانہ امامؑ

حسن بن فضال بیان کرتے ہیں کہ ان سے موسیٰ بن عطیہ نیشاپوری نے یہ واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا: امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت کے بعد خراسان کے شیعوں نے میرے گھر میں اجتماع کیا جس میں دور دراز سے شیعہ جمع ہوئے جن میں ابولبابہ اور طہمان سرفہرست تھے۔ اجتماع میں تمام شیعوں نے یہ طے کیا کہ میں اور ابولبابہ اور طہمان تمام شیعان خراسان کی نمائندگی کرتے ہوئے مدینہ جائیں اور وہاں جا کر معلوم کریں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے بعد کس کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا؟

اہل خراسان نے ایک لاکھ درہم اور کچھ سونا اور چاندی بھی ہمارے سپرد کئے اور کہا کہ تحقیق کے بعد تم جس کی امامت پر مطمئن ہو جاؤ تو ہماری طرف سے یہ نذرانہ ان کی خدمت میں پیش کر دینا اور مدینہ جا کر امامؑ کے متعلق اچھی طرح سے تحقیق کرنا اور یہ بات یاد رکھنا کہ امامؑ وہی ہوگا جس کے پاس ذوالفقار اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر اور عصا اور انگشتری اور تختی ہو جس میں علی و بتول علیہم السلام کی نسل کے آئمہؑ کا نام لکھا ہوا ہو۔ اگر کسی دعویدار کے پاس مذکورہ اشیا نہ ہوں تو وہ امام نہیں ہوگا۔

چنانچہ ہم اپنی قوم کے نمائندہ بن کر خراسان سے چلے اور سفر طے کر کے مدینہ پہنچے اور مسجد نبویؐ میں گئے اور وہاں ہم نے دو رکعت نماز ادا کی اور وہاں پر موجود لوگوں سے ہم نے پوچھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا جانشین کون ہے؟

لوگوں نے ہم سے کہا: ان کی وفات کے بعد دو افراد ان کی جانشینی کے دعوئدار ہیں۔ پہلا دعویدار ان کا بھائی زید بن علی زین العابدین علیہ السلام ہے اور دوسرے دعویدار ان کا فرزند جعفر بن محمد علیہ السلام ہے۔

چنانچہ ہم زید بن علی سے ملنے کے لئے مسجد میں گئے۔ ہم نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے ہمیں سلام کا جواب دینے کے بعد ہم سے کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟

ہم نے ان سے کہا کہ ہم خراسان سے آئے ہیں اور ہم یہ معلوم کرنے کے لئے آئے ہیں کہ اس وقت ہمارا امام کون ہے؟

زید بن علی نے کہا تم میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ چنانچہ ہم ان کے ساتھ ان کے گھر گئے۔ انہوں نے ہمیں کھانا کھلایا اور بعد میں انہوں نے ہم سے کہا:

تم کیا چاہتے ہو؟

ہم نے کہا: اپنے اطمینان کے لئے چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں تبرکات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرائیں اور خاص طور پر ہمیں ذوالفقار، رسولؐ خدا کی چادر، عصا انگشتری اور اس تختی کی زیارت کرائیں جس میں علی و زہراء علیہم السلام کی اولاد میں سے آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کے اسماء مبارکہ درج ہیں اور ہم ان تبرکات کا مطالبہ اس لئے کر رہے ہیں کہ یہ تبرکات امام کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں ہوتے۔

جب زید بن علی نے ہمارا مطالبہ سنا تو انہوں نے ایک کنیز کو صدا دی اور وہ گھر سے ایک ٹوکری لائی۔ زید نے اس میں سے ایک تلوار نکالی جو کہ سرخ رنگ کے نیام میں بند تھی۔ زید نے اس کے متعلق کہا کہ یہ ذوالفقار ہے اور اس ٹوکری سے ایک عصا اور ایک کرتا اور انگشتری اور چادر نکال کر ہمیں دکھائی البتہ انہوں نے ہمیں وہ تختی نہ دکھائی جس میں نسلِ علیؑ کے آئمہ کے نام تحریر ہیں۔

ابولبابہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے زید بن علی سے کہا: اگر خدا نے چاہا تو ہم کل آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ہم اپنی ضروریات کی آپ کے ہاں سے تکمیل کریں گے اور آپ کا حق آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔

پھر ہم انکے پاس سے اٹھ کر امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیت الشرف کی طرف روانہ ہوئے جب

ہم آپ کے مہمان خانے کے دروازے پر پہنچے تو ہمیں بتایا گیا کہ آپؑ اپنے ایک باغ کی طرف گئے ہوئے ہیں۔ ہم نے آپ کا انتظار کیا اور کچھ ہی دیر بعد آپؑ تشریف لائے اور آپؑ نے ہم سے ہمارا نام پوچھے بغیر ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

موسیٰ بن عطیہ نیشاپوری، ابولبابہ اور اے طہمان! اور سرِ زمین خراسان سے آنے والے مہمانو!

میرے پاس آؤ

پھر آپؑ نے فرمایا:

موسیٰ! تم نے اپنے رب اور اپنے امام کے متعلق کتنی ہی بدگمانی سے کام لیا۔ تم نے اس چاندی کے ساتھ جو تمہارے پاس تھی اور چاندی کو کیوں شامل کیا اور سونے کے ساتھ دوسرا سونا کیوں ملایا؟ تو اس ذریعے سے اپنے امام کا امتحان لینا چاہتا ہے اور تو اسی طرح سے اس کے مبلغ علم کو جانچنا چاہتا ہے۔ مجھے معلوم ہے تیرے پاس ایک لاکھ درہم کی رقم موجود ہے۔ پھر آپ نے مزید ارشاد فرمایا:

موسیٰ بن عطیہ! زمین اور زمین کی جملہ پیداوار کا مالک اللہ، اس کا رسولؐ اور امامؑ ہے۔ تو میرے چچا کے پاس گیا تھا اس نے ٹوکری میں سے کچھ چیزیں نکال کر تمہیں دکھائی ہیں۔ اس کے بعد تم اس کے پاس اسے اٹھ کر میری آزمائش کے لئے یہاں آئے۔

موسیٰ بن عطیہ اور ارض خراسان سے آنے والے مہمانو! سنو تمہارے علاقہ کے لوگوں نے تمہیں اس لئے روانہ کیا ہے تا کہ تم حقیقی امامؑ کی معرفت حاصل کر سکو اور اس سے ذوالفقار کی زیارت کا مطالبہ کرو جس کے ذریعے سے خدا نے رسولؐ خدا اور امیر المومنینؑ کی مدد کی تھی اور تمہارے مطالبہ پر زید نے بھی تمہیں ایک تلوار دکھائی ہے۔

یہ کہہ کر آپ نے اپنی انگشت مبارک سے انگشتری اتاری اور فرمایا:

وہ ذات پاک ہے جس نے تمام تبرکات اپنے ولی کے حوالے کئے ہیں تا کہ وہ لوگوں کو مذکورہ تبرکات دکھا کر ان پر حجت قائم کر سکے۔

پھر آپؑ نے انگشتری سے رسولِ خدا کی چادر، عصا اور وہ تختی برآمد کی جس میں نسلِ علی علیہ السلام کے اماموں کے نام لکھے ہوئے تھے۔

پھر آپؑ نے ہم سے فرمایا: تم ایمان وایقان اور اخلاص سے ہمارے اس گھر میں آجاؤ۔

آپ کے فرمان کے تحت ہم آپؑ کے گھر میں داخل ہوئے۔ آپؑ نے فرمایا: موسیٰ تمہیں اس گھر کے کونے میں رکھا ہوا برتن دکھائی دے رہا ہے؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا وہ برتن میرے پاس اٹھالاؤ۔

میں گیا اور میں نے اس برتن کو اٹھایا اور اس کے پہلو میں رکھے ہوئے پنکھے کو بھی اٹھالایا۔ آپ نے زیرلب کچھ کلام پڑھی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اس برتن سے دینار ٹپکنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے دیناروں کا اتنا بڑا ڈھیر لگ گیا کہ میں امام کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا:

موسیٰ بن عطیہ! وہ لوگ کافر ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اللہ مفلس ہے اور ہم دولت مند ہیں۔ ہم تمہارے مال کے خواہشمند نہیں ہیں اور ہم تمہارا مال اس لئے قبول نہیں کرتے کہ ہم غریب و مفلس ہیں۔ ہم البتہ تم سے تمہارا مال لیتے ہیں تو صرف اس لئے لیتے ہیں کہ ہم اسے غریب مومنین میں تقسیم کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ دولت مندوں سے خدا کا حق حاصل کیا جائے۔ کیونکہ اللہ نے اہل ایمان پر دولت خرچ کرنا فرض قرار دیا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ اللہ نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کا مال خرید لیا ہے اور اس کے بدلہ میں انہیں جنت دی ہے (سورۂ توبہ، آیت ۱۱۱)

پھر آپ نے دیناروں کے ڈھیر کی طرف نگاہ کی تو دینار ایک سوراخ میں چلے گئے اور ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگئے۔

پھر آپ نے ہم سے فرمایا: ہمیں تمہاری اس رقم کی ضرورت نہیں۔ تم اس رقم کو واپس لے جاؤ اور اپنے مومن بھائیوں کی ضروریات پر خرچ کرو۔ اپنے مومن بھائیوں سے صلہ رحمی کرو، قطع رحمی نہ کرو۔ اگر تم نے مومن بھائیوں سے صلہ رحمی کی تو تم ہمارے شیعہ بن جاؤ گے اور تمہارا حشر ونشر ہمارے ساتھ ہوگا۔ اگر تم نے ایمانی بھائیوں سے قطع رحمی کی تو ہمارا اور تمہارا رشتہ ٹوٹ جائے گا۔ تم غریب شیعوں کی جا کر مدد کرو اس کا بدلہ ہم تمہیں دلائیں گے۔

بعدازاں آپؑ نے فرمایا: موسیٰ بن عطیہ! تم سر سے گنجے ہو، میرے قریب آؤ۔ میں آپؑ کے قریب گیا تو آپؑ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا تو میرے سر پر بال پیدا ہو گئے۔

آپؑ نے فرمایا: موسیٰ! یہ تمہارے لئے ایک دلیل ہے۔

پھر آپؑ نے ابولبابہ سے فرمایا کہ تم میرے قریب آؤ۔ ابولبابہ آپؑ کے قریب گئے۔ ان کی آنکھوں میں کالا موتیا تھا۔ آپؑ نے آنکھ پر لعاب دہن لگایا تو اس کی آنکھ کا ڈھیلا صحیح ہو گیا۔

بعدازاں آپؑ نے فرمایا: یہ میری طرف سے تمہارے لئے دو معجزے ہیں اگر تم سے کوئی میری امامت کے متعلق سوال کرے تو اس سے کہنا کہ ہمارے امام نے ہمیں یہ معجزے دکھائے تھے۔

چنانچہ ہم آپؑ کی اطاعت پر دل کی گہرائیوں سے ایمان لائے اور قیامت کے روز تک آپؑ ہی ہمارے امام ہیں اور ہمارے ساتھ جو رقم تھی وہ رقم بھی ہم اپنے ساتھ خراسان واپس لے آئے جس سے ہم نے غریب شیعوں کی مدد کی۔

ملاحظہ فرمائیں: الثاقب فی المناقب، ص۴۱۶

مناقب ابن شہر آشوب، ج۴، ص ۲۰۷

فصل نہم

پہاڑ سے اونٹنیوں کا ظاہر ہونا

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک یہودی عالم دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی۔

مجھے میری قوم نے آپؐ کے پاس روانہ کیا ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے ہم سے عہد کیا تھا کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام محمدؐ ہوگا اور وہ عربی ہوگا۔ جب وہ اعلان نبوت کرے تو تم اس کے پاس جانا اور ان سے کہنا کہ اگر وہ تمہارے لئے پہاڑ سے سات اونٹنیاں برآمد کرے جن کے بال سرخ اور آنکھیں سیاہ ہوں۔ اگر وہ تمہارے کہنے پر سات اونٹنیاں برآمد کر دیں تو تم ان پر سلام کرنا اور ان کی نبوت پر ایمان لانا اور اس نور پر بھی ایمان لانا جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سلم انبیاء کا سردار ہوگا اور اس کا وصی اوصیاء کا سردار ہوگا اور وہ نبی میری مانند ہوگا اور اس کا بھائی میرے بھائی ہارونؑ کی مانند ہوگا۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے یہودی کی یہ بات سنی تو آپؐ نے تکبیر کہی اور فرمایا: یہودی آؤ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم اس یہودی عالم اور دوسرے صحابہ کو ساتھ لے کر مدینہ سے باہر ایک پہاڑ کے دامن میں تشریف لائے۔ آپؐ نے وہاں اپنی چادر پھیلائی اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر آپؐ نے زیرلب کوئی دعا پڑھی کہ اچانک ایک پہاڑ میں سے آوازیں برآمد ہونے لگیں اور پہاڑ کا ایک کونہ پھٹ گیا اور اونٹنیوں کے بولنے کی آوازیں آنے لگیں۔

جب یہودی نے یہ منظر دیکھا تو اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے سچے نبی ہیں اور حضرت موسیٰؑ نے آپؐ ہی کی ہمیں بشارت دی تھی۔ فی الحال میں یہ اونٹنیاں نہیں لینا چاہتا۔ اب میں اپنی قوم کے پاس جاؤں گا اور انہیں اس معجزہ کی خبر دوں گا۔ اگر میری قوم ایمان لے آئی تو میں انہیں اپنے ساتھ یہاں لے آؤں گا اور آپ سے ان اونٹنیوں کا مطالبہ کروں گا۔

پھر وہ یہودی عالم اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے معجزہ سے مطلع کیا۔ اس کی قوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے روانہ ہوئی پھر کچھ دنوں بعد وہ عالم دین اپنی قوم کے افراد کو لے کر مدینہ آیا۔ جب وہ مدینہ پہنچا تو یہاں کی فضا سوگوار تھی۔ کیونکہ چند

روز قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا۔ اور حضرت ابو بکرؓ مسند خلافت پر بیٹھے تھے۔ وہ شخص اپنی قوم کو لے کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ کیا آپ رسولؐ کے جانشین ہیں؟

حضرت ابو بکرؓ نے کہا جی ہاں۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین ہوں

پھر اس نے کہا: اگر آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین ہیں تو آپ ہم سے ان کا کیا ہوا وعدہ پورا کریں۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے کیا وعدہ کیا تھا؟

اس نے کہا: تم کیسے جانشین ہو کہ تمہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدے کا علم ہی نہیں ہے اور جب تمہاری یہ حالت ہے تو پھر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسند پر براجمان کیوں ہو؟

یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ پریشان ہو گئے اور انہیں کوئی جواب سجھائی نہ دیا۔ اتنے میں ایک شخص نے اٹھ کر کہا: میرے ساتھ چلو میں تمہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی جانشین کے دروازے پر لے جاتا ہوں۔

وہ مسلمان انہیں اپنے ساتھ لئے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کے دروازے پر آیا اور اس نے آپؑ کے دروازے پر دستک دی۔ حضرت علی علیہ السلام نے دروازہ کھولا اور آپ وصالِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے غمگین تھے۔ آپؑ نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

کیا تم اپنے وعدے کے مطابق اونٹنیاں لینے آئے ہو؟

انہوں نے کہا جی ہاں۔

آپؑ انہیں لے کر اسی پہاڑ کے دامن میں تشریف لائے جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو آپؑ نے ٹھنڈی سانس لی اور کہا: میرے ماں باپ

اس ذات پر قربان ہوں جو کچھ عرصہ قبل یہاں تشریف لائی تھی۔

پھر آپؑ نے وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔آپ نے جیسے ہی نماز تمام کی تو پہاڑ پھٹ گیا اور اس میں سے سات اونٹنیاں برآمد ہوئیں۔جب یہودیوں نے یہ معجزہ دیکھا تو انہوں نے یک زبان ہو کر کہا؛

نشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد ارسول اللہ و انك الخليفة من بعده و ان ما جاء به النبى من عند ربنا هوالحق و انت خليفة حقا ووصيه ووارث علمه فجزاك اللہ و جزاه عن الا سلام خيرا

ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور آپؑ ان کے جانشین ہیں اور نبی جو کچھ بھی رب کی طرف سے لائے ہیں وہ حق ہے اور آپ ان کے حقیقی جانشین ہیں اور ان کے وصی اور ان کے علم کے وارث ہیں۔اللہ تعالیٰ آپؑ کو اور انہیں اسلام کی طرف سے بہترین جزاء عطا کرے۔پھر وہ لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے۔

ملاحظہ فرمائیں: فضائل ابن شاذان، ص ۱۳۰، مطبوعہ ایران

مدینۃ المعاجز، ج ۱، ص ۱۲۹، ۲۳۰، ۲۲۵، ۲۲۶، مطبوعہ بیروت

تحفۃ المجالس، ص ۸۷، مطبوعہ ایران

فصل دھم

پہاڑ سے اسّی (۸۰) اونٹنیوں کو برآمد کرنا

راوندی نے عالم جلیل سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے اعلان کیا کہ جس کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا کسی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی قرض لینا ہو تو وہ آکر مجھ سے وصول کر لے۔

اس اعلان کے بعد جو بھی حضرتؑ کے پاس قرض کے لئے آتا تو آپؑ مصلیٰ اٹھاتے اور اس میں سے

مطلوبہ رقم اسے ادا کردیتے۔

ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا: دیکھ رہے ہو کہ علیؑ سارا شرف سمیٹ رہے ہیں جب کہ تم نے اس طرح کا کوئی اعلان نہیں کیا۔ اگر آپ بھی اس طرح کا اعلان کردیں تو اس سے ہماری حکومت کی ساکھ مضبوط ہوجائے گی۔

حضرت ابوبکرؓ نے بھی اعلان کردیا کہ جس نے رسولِؐ خدا سے کوئی قرض لینا ہو یا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ میرے پاس آکر اسے وصول کرلے۔

حضرت علیؑ کو کسی نے بتایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے بھی اعلان کردیا ہے۔ یہ سن کر آپؑ نے فرمایا: اسے اس اعلان کی وجہ سے ندامت اٹھانا پڑے گی۔

اس اعلان کے دوسرے دن ایک اعرابی مسجد میں آیا اور اس نے کہا تم میں سے رسولِؐ خدا کا وصی کون ہے؟

لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ کیا۔ اعرابی ان کے پاس آیا اور ان سے کہا۔ کیا آپؓ رسولِؐ خدا کے وصی اور ان کے جانشین ہیں؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا جی ہاں میں ہی آنحضرتؐ کا جانشین ہوں۔

اعرابی نے کہا: اگر آپ رسول خدا کے وصی ہیں تو پھر ایسی اسّی (۸۰) اونٹنیاں میرے سپرد کردیں جن کا رنگ سرخ اور آنکھیں سیاہ ہوں۔ رسولِؐ خدا نے نے مجھ سے ان اونٹنیوں کا وعدہ کیا تھا۔

جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ مطالبہ سنا تو انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا اب بتاؤ ہم کیا کریں۔ حضرت عمرؓ نے اعرابی سے کہا: بھائی تمہارے پاس اس کا کوئی گواہ ہو تو پیش کرو۔

اعرابی نے ناراض ہوکر کہا: کیا مجھ جیسے انسان سے بھی گواہ طلب کئے جاتے ہیں؟ پھر اعرابی ناراض ہوکر مسجد سے باہر نکل گیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے اسے آواز دے کر فرمایا اعرابی! میرے ساتھ آؤ میں تجھے رسولِؐ خدا کے حقیقی جانشین کے دروازہ پر لے جاؤں۔

حضرت سلمان فارسیؓ اسے لے کر حضرت علی علیہ السلام کے دروازے پر آئے۔ اعرابی نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کیا آپ رسولِ خداؐ کے وصی ہیں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا جی ہاں میں ہی ان کا وصی اور خلیفہ ہوں۔ تمہارا کیا مطالبہ ہے؟

اعرابی نے کہا: اگر آپؑ رسولِ خداؐ کے وصی ہیں تو اسی اونٹنیاں میرے سپرد کریں جن کا رنگ سرخ اور آنکھیں سیاہ ہوں۔ رسولِ خداؐ نے مجھ سے اس کا وعدہ کیا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے اعرابی سے فرمایا کہ تیری قوم اسلام قبول کر چکی ہے؟

اعرابی نے جیسے ہی یہ بات سنی تو اس نے آپؑ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا: اشھد انك وصی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم و خلیفتہ واقعی رسولِ خداؐ نے مجھ سے اسی شرط پر اونٹنیاں دینے کا وعدہ کیا تھا اور میں اور میری قوم اسلام قبول کر چکی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت حسن مجتبیٰ صلوات اللہ علیہ کو بلا کر فرمایا کہ سلمانؓ کو ساتھ لے جاؤ اور اس اعرابی کو بھی ساتھ لے جاؤ اور فلاں وادی میں چلے جاؤ اور وہاں آواز دے کر کہو: 'یا صالح' اور جب تجھے آواز سنائی دے تو اس سے کہنا امیر المومنین علیہ السلام تجھے سلام دیتے ہیں اور تجھ سے کہہ رہے ہیں کہ وہ اسّی اونٹنیاں تمہارے حوالے کرے جن کی رسولِ خداؐ نے ضمانت دی تھی۔

سلمانؓ کہتے ہیں کہ ہم حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کے ساتھ چل پڑے اور ایک وادی میں پہنچے۔ وہاں امامؑ نے 'یا صالح یا صالح' کہہ کر آواز دی اس کے جواب میں ہم نے یہ آواز سنی لبیک یا بن رسولؐ اللہ اے فرزند رسولؐ میں حاضر ہوں۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ صلوات اللہ علیہ نے اسے امیر المومنین علیہ السلام کا پیغام پہنچایا تو آواز آئی کہ آپؑ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ پھر ہم نے دیکھا کہ زمین میں سے ایک مہار برآمد ہوئی۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ صلوات اللہ علیہ نے وہ مہار پکڑ کر اعرابی کے ہاتھ میں دی اور فرمایا: اب تم مہار کھینچ کر چلتے

رہو۔ اعرابی نے چلنا شروع کیا اس کے پیچھے اونٹ نکلنے لگے اور جب اسّی اونٹ پورے ہو گئے تو ان کے نکلنے کا سلسلہ موقوف ہو گیا۔

ملاحظہ فرمائیں: الخرائج والجرائح، ج ۱ ص ۲۱۳ تا ۲۱۴، مطبوعہ قم مقدسہ

بحار الانوار، ج ۴۱ ص ۱۹۲، مطبوعہ بیروت

الانوار العلویہ، ص ۱۶۲، مطبوعہ نجف اشرف

مدینۃ المعاجز، ج ۱ ص ۲۲۱ تا ۲۲۲، مطبوعہ بیروت

ھدایۃ الکبریٰ، ص ۱۵۳ تا ۱۵۴، مطبوعہ بیروت

اثبات الھدایۃ، ج ۵ ص ۲۲، مطبوعہ ایران

تحفۃ المجالس، ص ۱۳۳، مطبوعہ ایران

فصل یازدھم

وعدہ رسولؐ کے تحت ابو صمصام کو اسّی اونٹنیاں دینا

ثاقب المناقب میں ابن عباس سے منقول ہے کی ابو الصمصام عیسیٰ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اس نے اپنی ناقہ کو دروازے پر بٹھایا اور حاضرین پر سلام کرنے کے بعد کہا۔ تم میں وہ شخص کون ہے جو نبوت کا دعویدار ہے؟

سلمان فارسیؓ نے اٹھ کر کہا۔ اعرابی کیا تو اس الوجہ الاقمر چاند سے زیادہ روشن چہرے اور والجبین الازھر چمکتی جبین اور والحوض الکوثر حوض وشفاعت، قرآن وقبلہ، تاج وعلم۔ جمعہ و جماعت کے مالک کو نہیں دیکھ رہا۔ یہ صاحب تواضع تسکین ہیں۔ یہ کائنات کے بڑے فیاض اور سخی ہیں۔ یہ صاحب سیف وعصا ہیں۔ یہ تکبیر و تہلیل بلند کرنے والے اور نور و شرف کے مالک اور بلندی و رفعت کے حامل، سخاوت و شجاعت میں بے نظیر اور نماز و زکوٰۃ کو قائم کرنے والے، حج واحرام، زمزم و مقام، مشعر حرام، یوم مشھود، مقام محمود، حوض مورود اور شفاعت کبریٰ کے مالک اور ہمارے آقا و مولا محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہیں۔
اعرابی نے کہا۔ اگر آپؐ نبی ہیں تو مجھے بتائیں کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ بارش کب آئے گی؟ اور میری ناقہ کے بطن میں کیا ہے؟ اور کل مجھے کیا حالات پیش آئیں گے؟ اور میں کب مروں گا؟
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اس وقت جبرائیل امینؑ یہ آیت لے کر حاضر ہوئے۔
نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلاً ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيظٍ (سورۂ لقمان، آیت ۲۴)
اللہ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور جو کچھ شکموں میں ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل اسے کیا پیش آئے گا اور کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔
جب اعرابی نے یہ آیت سنی تو اس نے کہا۔ آپؐ ہاتھ بڑھائیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں
پھر اس نے کہا۔ اگر میں اپنے خاندان اور اپنی قوم کو مسلمان کردوں تو آپ مجھے کیا انعام دیں گے۔
رسولِؐ خدا نے فرمایا: میں تجھے اسّی اونٹنیاں دوں گا جن کی پشت سرخ، پیٹ سفید، آنکھیں سیاہ اور ان پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں ہوں گی۔
اعرابی نے کہا: بہتر ہے آپؐ اس معاہدے کو تحریری شکل دے دیں۔
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:
ابوالحسن! تم یہ تحریر لکھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بذریعہ تحریر ہذا ابو صمصام عیسیٰ یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر اس نے تبلیغ کے ذریعہ سے اپنے خاندان اور قوم کو مسلمان بنادیا تو پھر میں اسے اسّی اونٹنیاں دوں گا جن کی پشت سرخ، شکم سفید اور آنکھیں سیاہ ہوں گی اور ان پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں ہوں گے۔

یہ تحریر لے کر ابوصمصام اپنے وطن چلا گیا اور وہاں اس نے اپنی قوم کو تبلیغ کی اور کچھ عرصہ بعد اس کی قوم نے اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔اس کے بعد ابوصمصام اپنا انعام حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ آیا اور جب وہ مدینہ پہنچا تو اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا۔جب اس نے آپؐ کے وصال کا سنا تو اسے شدید صدمہ ہوا۔پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ رسولِ خداؐ نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا؟

لوگوں نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو بھی اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا البتہ لوگوں نے ان کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔

ابوصمصام عیسیٰ مسجد میں آیا اور اس نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا۔

خلیفہ رسول! رسولِ خداؐ نے مجھے اسّی اونٹنیوں کا وعدہ کیا تھا جن کی پشت سرخ، شکم سفید اور آنکھیں سیاہ ہوں گی اور ان پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں ہوں گی۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: بھائی عرب! تو نے مافوق العقل مطالبہ کیا ہے۔رسولِ خداؐ کوئی سونا چاندی چھوڑ کر نہیں گئے۔آپؐ نے دلدل نامی ایک خچر اور فاضلہ نامی ایک زرہ چھوڑی ہے اور وہ دونوں چیزیں بھی علیؑ کے پاس ہیں۔اس کے علاوہ انہوں نے فدک چھوڑا تھا اور اس پر ہمارا حق بنتا تھا اس لئے ہم نے اس پر قبضہ کر لیا کیونکہ انبیاءؑ کی وراثت ہی نہیں ہوتی۔

یہ سن کر حضرت سلمان فارسیؓ نے کہا:

کر دی ونکر دی و حق امیر ببر دی باز گزار این کار بکسی که حق اوست

تم نے کیا اور کچھ نہیں کیا اور تم نے حضرت امیر کے حق پہ قبضہ کیا۔یہ معاملات اس کے سپرد کر دو جو ان کا اہل ہے۔

پھر حضرت سلمان فارسیؓ نے ابوصمصام عیسیٰ کو ہاتھ سے پکڑا اور اسے حضرت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے دروازے پر لے آئے۔

اس وقت آپؑ نماز کے لئے وضو کر رہے تھے۔ سلمانؓ نے دروازہ پر دستک دی تو آپؑ نے فرمایا: سلمان! ابوصمصام کو لے کر اندر آجاؤ۔ اب صمصام نے بڑے تعجب سے کہا: رب کعبہ کی قسم! یہ بڑی عجیب بات ہے۔ یہ کون ہے؟ جس نے بن دیکھے مجھے پہچان لیا؟

حضرت سلمانؓ نے کہا: یہ وہ ہیں جس کے متعلق رسولِ خداؐ نے فرمایا:

انا مدینه العلم و علی بابها فمن اراد العلم فلیات الباب

میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ جسے علم کی ضرورت ہو در دروازے پر آئے۔

یہ وہ ہے جس کے متعلق رسولِ خداؐ نے فرمایا:

علی خیر البشر فمن رضی فقد شکر و من ابی فقد کفر

علیؑ تمام انسانوں سے افضل ہے جو اس پر راضی ہوا اور اس نے شکر ادا کیا اور جس نے انکار کیا اس نے کفر کیا۔

یہ وہ ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (سورۂ مریم، آیت ۵۰)

اور ہم نے ان کے لئے علیؑ کو زبان صداقت قرار دیا۔

یہ وہ ہیں جس کے متعلق اللہ نے فرمایا:

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَايَسْتَوٗنَ (سورۂ السجدہ، آیت ۱۸)

کیا جو مومن ہے وہ کسی فاسق کی طرح ہوسکتا ہے، وہ برابر نہیں ہیں۔

یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا:

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ (سورۂ توبہ آیت ۱۹)

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد الحرام کی تعمیر کو اس کے برابر قرار دیا جو اللہ اور راز آخرت پر

ایمان لایا اور جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے وہ خدا کے ہاں برابر نہیں ہیں۔

یہ وہ ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (سورۂ مائدہ، آیت ۶۷)

اے رسولؐ اس بات کی تبلیغ کر جو تیرے رب کی طرف سے تجھ پر نازل کی گئی ہے۔

یہ وہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ (سورۂ آلِ عمران، آیت ۶۱)

یہ علم آنے کے بعد آپ سے جھگڑا کرے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی خواتین کو بلائیں اور تم اپنی خواتین کو بلاؤ اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں اور تم اپنی جانوں کو بلاؤ پھر ہم ایک دوسرے پر بددُعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔

یہ وہی ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا: لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ (سورۂ الحشر، آیت ۲۰)

دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہیں۔ جنتی ہی کامیاب ہیں۔

یہ وہ ہیں جن کے متعلق اللہ نے فرمایا: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (سورۂ الاحزاب، آیت ۳۳)

اے اہل بیتؑ! اللہ کا ارادہ بس یہی ہے کہ وہ تم سے ہر طرح کی ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جیسا کہ پاکیزگی کا حق ہے۔

(اگر اب بھی سمجھ نہیں آئی تو سن) یہ وہ ہیں جن کے متعلق اللہ نے فرمایا:

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ (سورۂ المائدہ، آیت ۵۵)

اس کے ماسوا اور کچھ نہیں کہ تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

پھر حضرت سلمان نے ابوصمصام سے فرمایا کہ اندر چلو اور حضرت کو سلام کرو۔ ابوصمصام اندر آیا اور حضرتؑ پر سلام کرنے کے بعد کہا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اسّی اونٹنیوں کا وعدہ کیا تھا جن کی پشت سرخ، پیٹ سفید، آنکھیں سیاہ اور جن پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں ہوں گی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے پاس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریر ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔ پھر اس نے آنحضرتؐ کا لکھا ہوا وثیقہ پیش کیا۔

امیر المومنینؑ نے سلمانؓ سے فرمایا: کہ سلمانؓ! تم شہر مدینہ میں جاؤ اور اس شہر کے ہر کوچے اور ہر گلی میں جا کر اعلان کرو کہ جس نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدہ کی تکمیل کو دیکھنا ہو تو وہ کل شہر سے باہر آ جائے۔

یہ اعلان سن کر منافق ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ بھلا علی علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدہ کو کیسے پورا کریں گے جب کہ ان کے پاس تو دولت کا نام ونشان نہیں ہے وہ تو شرمندہ ہو جائیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام کے پاس سرخ پشت اور سفید شکم اور سیاہ آنکھوں والی اونٹنیاں کہاں ہیں جن پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں ہیں؟

دوسرا دن ہوا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اپنے فرزند اور اپنے چاہنے والوں کو لے کر شہر سے باہر آئے اور پورے شہر کے لوگ یہ منظر دیکھنے کے لئے جوق در جوق اکٹھے ہو گئے۔ آپؑ نے راستہ میں اپنے فرزند امام حسن مجتبٰی علیہ السلام کے کانوں میں کوئی بات کہی اور اس کے بعد آپؑ نے ابو صمصام سے فرمایا: تم میرے فرزند امام حسن مجتبٰی علیہ السلام کے ساتھ ریت کے ٹیلے پر جاؤ۔

ابوصمصام، امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ٹیلے پر گیا۔ وہاں جا کر امام حسن علیہ السلام نے دو رکعت

نماز ادا کی اور آپؑ نے زمین سے کچھ کلمات کہے جو کہ حاضرین کی سمجھ سے بالاتر تھے۔ پھر آپؑ نے زمین پر رسولِ خداؐ کا عصا مارا۔ آپؑ نے جیسے ہی عصا مارا تو ریت ہٹ گئی اور ایک چکنی چٹان نمودار ہوئی جس پر نور کی یہ سطریں لکھی ہوئی تھیں۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ

پھر آپ نے اس چٹان پر عصا مارا چٹان سے ناقہ کی مہار ظاہر ہوئی۔ آپؑ نے ابوصمصام سے فرمایا یہ مہار پکڑو اور چلتے جاؤ۔ ابوصمصام چلتا رہا اور اس کے پیچھے اونٹنیاں برآمد ہوتی گئیں یہاں تک کہ پوری اسّی اونٹنیاں برآمد ہوئیں اور ان اونٹنیوں کی پشت سرخ، شکم سفید اور آنکھیں سیاہ تھیں اور ان پر یمن کے پالان اور حجاز کی مہاریں تھیں۔

ابوصمصام اونٹنیاں لے کر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے اس سے فرمایا: تمہیں وعدہ کے مطابق اونٹنیاں مل گئیں۔

ابوصمصام نے کہا بے شک آپ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔

پھر امیر لامومنین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اس کے متعلق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اطلاع دے گئے تھے اور انہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان اونٹنیوں کو ناقہ صالح کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا تھا۔

منافق حضرت کا یہ معجزہ دیکھ کر جل اٹھے اور آپس میں کہنے لگے۔ یہ علیؑ کا کھلا جادو ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: الثاقب فی المناقب، ص ۱۲۷، مطبوعہ ایران

بحار الانوار، ج ۴۱، ص ۱۹۸، مطبوعہ بیروت

الکنز الخفی فی کرامات الامام علیؑ، ص ۱۴۰ تا ۱۴۱، مطبوعہ بیروت

مدینۃ المعاجز، ج ۱، ص ۲۲۷ تا ۲۳۰، مطبوعہ بیروت

نور حدیث: اس مذکورۃ الصدر حدیث مبارکہ کو جلیل القدر محدثین نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت امام

حسن علیہ السلام نے چٹان پر چھڑی مار کر اسّی اونٹ برآمد فرمائے یہ ہمارے موقف کی تائید ہے جب امام برحق پتھر کی چٹان سے اونٹ برآمد فرما سکتے ہیں تو امام برحق امام حسین علیہ السلام بے اولاد کو اولاد بھی دے سکتے ہیں۔ یہ ان کا اختیار ہے کہ بطن مادر سے دیں یا عالم بالا سے خزانہ الٰہی سے عطا فرمائیں۔

فصل دوازدھم

تائید از کتب اہل سنت

امام علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز مدینہ میں ابوصمصام عیسیٰ ناقہ پر سوار رسولؐ کے پاس آیا اور کہا۔تم میں سے کون شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔سلمان فارسیؓ نے کہا اے اعرابی! کیا تو روشن چہرے والے بزرگ کو نہیں دیکھتا۔جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہے اور دونوں جہان کا آقا اور پیشوا ہے۔اعرابی نے آنحضرتؐ سے مخاطب ہوکر کہا اگر تو پیغمبر ہے تو بتا کہ قیامت کب ہوگی اور بارش کب برسے گی اور میرے ناقہ کے پیٹ میں کیا ہے اور میں کل کو کیا کھاؤں گا اور کہاں مروں گا۔ یہ سوالات سن کر صاحب وما ینطق عن الھوا خاموش ہو رہے۔ اسی وقت جبرائیل امین علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَکۡسِبُ غَدًا وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ (سورۂ لقمان، آیت ۳۴)

اسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور رحموں کے اندر کا حال وہی جانتا ہے اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کسی نفس کو معلوم نہیں کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ابو صمصام نے عرض کی۔ دستِ مبارک دراز کیجئے کہ میں آپ سے اسلام کی بیعت کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے اور تو اس کا رسولؐ ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: اے ابو صمصام! اسّی ناقہ جس کی پیٹھ سرخ، شکم سفید اور آنکھ سیاہ ہو۔یمن کے بیش قیمت اسباب اسرجاز کے

لدے ہوئے تمہارے لئے میرے ذمہ ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اے بھائی ایک تمسک (دستاویز) اس مضمون کا لکھو۔ امیرؑ نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رسولِ خدا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن مناف نے صحت نفس، کمال عقل اور جواز امور کی حالت میں اقرار واعتراف کیا ہے کہ ابوصمصام عیسیٰ کے لئے اسّی (۸۰) ناقہ پشت سرخ، شکم سفید، سیاہ چشم، یمن کے بیش بہا اسباب اور حجاز کے نقد سے لدے ہوئے میرے ذمے ہیں اور بہت سے اسباب کو اپنی طرف سے گواہ کیا۔ ابوصمصام وہ حجت یعنی دستاویز لے کر اپنے قبیلے کی طرف چلا گیا۔ اور اس کا قبیلہ بھی ایمان لایا۔ جب کچھ عرصہ بعد اپنا قرض وصول کرنے کے لئے پھر مدینہ منورہ میں آیا تو جناب رسولِ خدا کا وصال ہو چکا تھا۔ پوچھا کہ پیغمبرؐ کا وصی کون ہے؟ جو اس کے قرض کو ادا کرے۔ کیونکہ وصی پر قرض کا ادا کرنا واجب ہے۔ لوگوں نے ابوبکرؓ کا حوالہ دیا۔ ابوصمصام نے ابوبکرؓ کے پاس جا کر قرض کا مطالبہ کیا اور جو تمسک امیر المومنینؑ کا لکھا ہوا پاس موجود تھا پیش کیا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا: اے اعرابی تو ایسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے جو عقل میں سماتی نہیں۔ خدا کی قسم رسولِ خدا کا وصال ہو گیا ہے اور دلدل اور زرہ فاضلہ کے سوا نہ چاندی چھوڑی ہے نہ سونا۔ ابوصمصام نے کہا رسولِ خدا نے مجھے خبر دی تھی کہ میرا وصی اس قرض کو ادا کرے گا۔ سلمانؓ ابو صمصام کا ہاتھ پکڑ کر حجرہ امیر المومنینؑ کے دروازے پر لے گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمایا: اے سلمانؓ! کیا تمہارے ساتھ ابوصمصام ہے؟ ابوصمصام نے کہا اے سلمانؓ یہ کون شخص ہے؟ جو دروازے کے پیچھے سے میرا اور تمہارا نام لے رہا ہے۔ سلمانؓ نے جواب دیا اے اعرابی یہ تو وہ شخص ہے جو نصوص قرآنی اور احادیث حبیب سبحانی کے موافق رسولِ خدا کا وصی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کے بارے میں رسولؐ نے فرمایا: انا مدینة العلم و علیؑ بابھا اور فرمایا انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰؑ نیز ارشاد فرمایا علیؑ خیر البشر من ابی فقد کفر اور یہی وہ شخص ہے کہ غروب شدہ آفتاب کو اس کی خاطر سے پھر واپس لایا گیا تا کہ اس کی نماز فوت نہ ہو اور یہ وہ شخص ہے کہ مسجد

سیدابرار کے صحن میں صغار و کبار اور مہاجرین وانصار کے رُوبرُو آفات نے سات بار اس کا سلام کیا۔
یہی وہ شخص ہے جس نے رسولِ خداؐ کے ہمراہ دو قبلوں کی نماز پڑھی ہے اور رسولِ خداؐ سے دو بیعتیں
کیں (۱) بیعت عقبہ (۲) بیعت شجرہ اور کسی بیعت میں حضرت سے تخلف اور روگردانی نہیں کی۔ یہ
وہ ہے جو آلِ رسولؐ کا معدن اور بتول کا شوہر ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کے باب میں آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ اگر علیؑ نہ ہوتا تو فاطمہؑ کا کوئی کفو اور جوڑ نہ تھا۔ یہ وہ بزرگوار ہے جس کے حق میں اللہ تعالیٰ
نے فرمایا اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰه (سورۂ توبہ، آیت ۹۱) نیز اس کی شان
میں فرمایا: وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (سورۂ مریم، آیت ۵۰) یہ وہ شخص ہے کہ خدا تعالیٰ نے
غدیرخم کے روز اس کے حق میں یہ آیت بھیجی يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ
رَّبِّكَ (سورۂ مائدہ، آیت ۶۷) نیز روز مباہلہ اس جناب کو اپنے حبیب کا نفس فرمایا۔ اَنْفُسَنَا وَ
اَنْفُسَكُمْ (آیہ مباہلہ) یہ وہ شخص ہے جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَا يَسْتَوِىْۤ
اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (سورۂ الحشر، آیت ۲۰) نیز
اس کی اور اس کے اہلبیت کی شان میں فرمایا: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ
الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (سورۂ الاحزاب، آیت ۳۳) یہ وہ بزرگوار ہے جس نے رکوع کی
حالت میں سائل کو انگوٹھی عطا کی اور یہ آیہ اس کی شان میں نازل ہوا۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ (سورۂ المائدہ، آیت ۵۵) الغرض سلمان اسی طرح حضرت امیر المومنینؑ کے مناقب اور
فضائل بیان کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ شاہ اولیاءؑ کی اجازت سے حجرہ میں داخل ہوئے۔ ابوصمصام
نے سلام کے بعد اپنا قرض طلب کیا۔ امیر نے فرمایا: کہ مدینہ میں منادی کریں کہ جو شخص رسولِ خداؐ
کے قرض کی ادائیگی کو دیکھنا چاہے وہ کل علی الصبح مدینہ کے باہر حاضر ہو۔ دوسرے روز جناب امیر
المومنینؑ اپنے فرزندوں اور احباب سمیت شہر سے باہر نکلے اور کوئی کلمہ امام حسن علیہ السلام کے کان

میں کہہ کر ابو صمصام سے فرمایا کہ میرے بیٹے کے ساتھ ریت کے اس ٹیلے پر جا کہ تیرا قرض وہاں پر ادا ہوگا۔ ابو صمصام امام حسنؑ کے ساتھ جارہا تھا اور خلق خدا دیکھ رہی تھی اور منافقین آپس میں اشارے کنائے کر رہے تھے کہ اس ریت کے ٹیلے سے کیا حاصل ہوگا جب وہاں پہنچے تو امام حسنؑ نے دو رکعت نماز پڑھی اور چند کلمات زبان سے ادا کر کے رسولؐ کا عصا مبارک اس ریت کے ٹیلے پر مارا ٹیلہ پھٹ گیا اور ایک سفید پتھر اس سے ظاہر ہوا۔ جس پر نور کی دو سطریں لکھی تھیں۔ سطر اول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دوسری سطر لا الہ اللہ علی ولی اللہ۔ پھر امام حسنؑ نے عصا پتھر پر مارا کہ وہ پھٹ گیا اور اس میں سے ناقہ کی مہار ظاہر ہوئی۔ امامؑ نے فرمایا: اے ابو صمصام مہار کو پکڑ، وہ مہار پکڑ کر کھینچتا رہا یہاں تک کہ اسی قسم کے باساز و سامان مطلوب اسّی (۸۰) عدد ناقے اس میں سے نکلے۔ ان کو لے کر امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آیا امیر علیہ السلام نے فرمایا: کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرض ادا ہوگیا۔ اس نے عرض کی کہ ہاں وصول ہوگیا۔ امیر علیہ السلام نے تحریر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے واپس لے کر امام حسن علیہ السلام کے سپرد کی اور فرمایا: کہ جب میرا انتقال ہو تو اس کو میرے کفن میں رکھ دینا اور فرمایا: اے لوگو! تم خبردار اور آگاہ ہو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو خبر دی تھی کہ خدا تعالیٰ نے ان ناقوں کو ناقہ صالح علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے اس پتھر میں پیدا کیا ہے۔ ملاحسن سلیمیؒ نے اس باب میں فرمایا ہے۔

قرضِ رسولؐ خدا کردہ بہ معجز ادا　　کردہ بہ معجز ادا قرض رسولِ خدا
غیر علیؑ کس نہ کرد عہد نبیؐ را وفا　　عہد نبیؐ را وفا علیؑ کس نہ کرد

ملاحظہ فرمائیں: مناقب مرتضوی فی فضائل علی کرم اللہ وجہہ ص ۳۰۳ تا ۳۰۵، مطبوعہ زاویہ پبلشرز، لاہور

فصل سیزدھم

خزائن ملکوتیہ کی سیر

سلمانؑ فارسی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

میں نے آپؑ سے عرض کی:

امیر المومنینؑ! آج دل چاہتا ہے کہ آپؑ کے کچھ معجزات دیکھوں

آپؑ نے فرمایا: سلمانؓ کیا دیکھنا پسند کرتے ہو؟

میں نے کہا: میری خواہش ہے کہ آپ مجھے ناقہ ثمود دکھائیں اور اس کے علاوہ اپنی مملکت کی کچھ سیر کرائیں۔

حضرتؑ نے فرمایا: آج تیری خواہش کی تکمیل ہوگی۔ پھر آپؑ اٹھے اور گھر چلے گئے کچھ دیر بعد آپؑ گھوڑے پر سوار ہوکر باہر تشریف لائے۔ آپ نے سفید قباء اور سفید ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ پھر آپؑ نے قنبرؓ کو صدا دے کر فرمایا کہ ایک اور گھوڑا یہاں حاضر کرو۔

قنبرؓ ایک سیاہ رنگ کا گھوڑا لے کر آئے۔ آپؑ نے مجھ سے فرمایا: ابو عبد اللہ اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔

سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرتؑ کے فرمان کے تحت اس گھوڑے پر سوار ہوا اور جب مَیں نے گھوڑے کو غور سے دیکھا تو اس کے پہلوؤں میں دو پر لگے ہوئے تھے۔ امامؑ نے گھوڑے کو آواز دی تو گھوڑا فضا میں اڑنے لگ گیا۔ خدا کی قسم! مجھے ملائکہ کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ سنائی دی اور میں نے زیرِ عرش ان کی تسبیح کی صدائیں اپنے کانوں سے سنیں۔

پھر ہم ایک تلاطم خیز سمندر کے ساحل پر پہنچے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک نظر سمندر کو دیکھا تو سمندر کا تلاطم ختم ہو گیا۔

میں نے حضرتؑ سے کہا: مولا! آپؑ کی نظر سے اس کا تلاطم ختم ہو گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اسے یہ اندیشہ ہوا کہ میں اس کے متعلق کہیں کوئی اور حکم صادر نہ کردوں اس لئے یہ پر سکون ہو گیا۔ پھر آپ نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اور پانی کی سطح پر چلنے لگ گئے، ہمارے گھوڑے بھی ہمارے پیچھے چلتے آئے اور کچھ دیر بعد ہم نے اس سمندر کو عبور کیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے

پاؤں تک بھی پانی سے گیلے نہ ہوئے بلکہ ہمارے گھوڑوں کے سم تک بھی پانی سے تر نہ ہوئے۔ جب ہم سمندر عبور کر چکے تو اس کے بعد ہم ایک جزیرہ میں پہنچے جہاں بہت زیادہ میوہ دار درخت تھے اور وہاں درختوں پر پرندے نغمہ زن تھے اور وہاں نہریں بہہ رہی تھیں۔ اسی جزیرہ میں مَیں نے ایک بہت بڑے درخت کو دیکھا جس پر نہ کوئی پھل بلکہ کوئی پھول تک بھی نہ تھا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اسی درخت کو اپنے عصا سے ہلایا تو درخت پھٹ گیا اور اس میں سے ایک ناقہ برآمد ہوئی جس کی لمبائی اسّی ہاتھ اور چوڑائی چالیس ہاتھ تھی اور اسکے پیچھے اس کا ایک بچہ بھی تھا۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اس کے قریب جاؤ اور اس کے تھنوں کا دودھ پیو۔

سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں اس ناقہ کے قریب گیا اور میں نے جی بھر کا اس ناقہ کا دودھ پیا۔ اس کا دودھ شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے زیادہ نرم تھا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ اچھی ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں یہ اچھی ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: میں تجھے اس سے بھی زیادہ اچھی دکھانا چاہتا ہوں اور اگر تم نے اسے دیکھنا ہے تو اخرجی یا حسناء سب سے اچھی باہر آؤ کہہ کر آواز دو۔ میں نے حضرتؑ کے فرمان کے مطابق آواز دی تو ایک ناقہ ہمارے پاس آئی جس کی لمبائی ایک سوبیس ہاتھ اور چوڑائی ساٹھ ہاتھ تھی۔ اس کا سر یاقوت سرخ کا تھا اور اس کا سینہ عنبر اشھب کا تھا اور اس کے پاؤں سبز زبرجد کے تھے۔ اس کی مہار پیلے یاقوت کی تھی اور اس کا دایاں حصہ سونے کا، بایاں حصہ چاندی کا اور اس کے تھن آبدار موتیوں کے تھے۔

حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا: سلمانؓ اس کا دودھ پیو۔

سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا تھن منہ میں لیا تو اس کے تھنوں سے خالص شہد جاری ہوا۔ میں نے اپنے آقا سے پوچھا کہ یہ ناقہ کس کی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ تیری اور میرے مومنین کی ہے۔ بعدازاں آپؑ نے اس سے فرمایا کہ درخت میں

چلی جا اور وہ فی الفور درخت میں چلی گئی اور درخت مل گیا۔ پھر آپ اسی جزیرہ سے چلے یہاں تک کہ ہم ایک بہت بڑے درخت کے نیچے پہنچے جس کے نیچے ایک عظیم الشان دستر خوان بچھا ہوا تھا اور اس سے کستوری کی خوشبو کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں اور وہاں میں نے ایک قوی ہیکل پرندے کو دیکھا جس نے آپؑ پر سلام کیا۔

میں نے اپنے آقا و مولاؑ سے پوچھا کہ یہ کیسا دستر خوان ہے؟ آپؑ نے فرمایا: یہاں میرے شیعوں کے لئے دستر خوان بچھایا گیا ہے۔ میں نے اس پرندے کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: یہ ایک فرشتہ ہے جو روز قیامت تک یہاں موکل رہے گا۔

میں نے کہا کیا یہ ہمیشہ اکیلا رہتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: روزانہ یہاں سے حضرت خضر علیہ السلام کا ایک بار گزر ہوتا ہے۔ پھر میرے مولا نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اور ایک سمندر پر لے آئے۔ ہم نے اس سمند کو پار کیا تو ہم ایک عظیم جزیرہ میں داخل ہوئے جس میں ایک عظیم الشان محل تھا جس کی ایک اینٹ سونے کی اور دوسری چاندی کی تھی اور اس کے کنگرے (گنبد) زرد عقیق کے تھے اور محل کے ہر کونے سے ملائکہ نے آپؑ کو سلام کیا۔ پھر اپنی جگہوں پر چلے گئے۔

سلمانؓ کہتے ہیں کہ پھر امیر المومنینؑ محل کے اندر داخل ہوئے۔ اس میں بے شمار درخت، پھل، نہریں اور مختلف قسم کی نباتات تھیں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے پورے محل کی سیر کی۔ اس کے بعد آپؑ چھت پر تشریف لے گئے جہاں آپؑ کے لئے سرخ سونے کی ایک کرسی پہلے سے موجود تھی۔ آپؑ اس پر تشریف فرما ہوئے اور ہم نے محل کی چھت سے نظارہ کیا۔ میں نے آپؑ سے پوچھا کہ ہم نے دو فرسخ کا سفر کیا ہوگا؟

حضرتؑ نے فرمایا: سلمانؓ تم نے پچاس ہزار فرسخ کا سفر طے کیا ہے اور تم نے دنیا کے گرد بیس ہزار مرتبہ چکر لگایا ہے۔

میں نے کہا مولا! یہ سب کیسے ہو گیا؟

آپؑ نے فرمایا: ذوالقرنین نے شرق وغرب کا سفر کیا تھا اور وہ سید ھا یاجوج و ماجوج تک گئے تھے تو میں اتنا سفر کیوں نہیں کر سکتا جب کہ میں تو امیر المومنین علیہ السلام ہوں اور رب العالمین کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جانشین ہوں۔

سلمانؓ: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلاَ یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورہ جن، آیت ۲۶ تا ۲۷)

وہ غیب کا جاننے والا اور وہ اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا مگر اس کے لئے جو رسولؐ کا پسندیدہ ہو)

سلمان (ارتضیٰ من رسول) رسولؐ خدا کا پسندیدہ میں ہوں جس کے لئے اللہ نے اسے غیب کو ظاہر کیا ہے۔

میں عالم ربانی ہوں اللہ نے میرے لئے مشکلات کو آسان کیا اور دور دراز کی منزلوں کو میرے لئے سمیٹ لیا ہے۔

سلمانؓ کہتے ہیں اس وقت میرے کانوں میں کسی کی آواز سنائی دی جب کہ کہنے والا مجھے دکھائی نہیں دیتا تھا اور وہ کہہ رہا تھا: بے شک آپ نے سچ کہا آپ صادق و مصدق ہیں اور آپؑ پر اللہ کی صلوٰۃ ہو۔

پھر آپؑ کھڑے ہوئے اور آپؑ اپنے گھوڑے پر بیٹھے اور میں بھی اپنے گھوڑے پر بیٹھا۔ آپؑ نے گھوڑوں کو آواز دی۔ گھوڑے ہمیں اٹھا کر ہوا میں اڑنے لگے کچھ دیر بعد ہم کوفہ کے دروازے پر تھے جب کہ رات کی تین گھڑیاں گزر چکی تھیں۔

فقال یا سلمان علیه السلام ما لو یل لمن لا یعر فنا حق معر فتنا و انکر ولا یتنا

آپؑ نے فرمایا: سلمانؑ اس شخص کے لئے مکمل افسوس ہے جو ہمارے حق کی معرفت نہ رکھے جو

معرفت رکھنے کا حق ہے اور ہماری ولایت کا منکر ہو۔

سلمان بتاؤ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں یا حضرت سلیمانؑ بن داؤد علیہ السلام افضل ہیں۔ میں نے کہا: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: سلیمان علیہ السلام کے وصی آصف بن برخیا کے پاس اتنی قوت تھی کہ انہوں نے چشم زدن میں بلقیس کا تخت ملک سبا سے اٹھا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تھا جب کے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اس کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا اور میرے پاس ایک سو چوبیس کتابوں کا علم ہے۔ کیونکہ اللہ نے شیث بن آدمؑ پر پچاس صحیفے نازل کئے تھے اور ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے نازل کئے تھے اور اللہ نے تورات، زبور، انجیل اور قرآن کو نازل کیا اور یہ کل ملا کر ایک سو چوبیس کتابیں بنتی ہیں اور میرے پاس ان سب کا علم ہے۔

میں نے کہا: بے شک آپ سچ فرماتے ہیں اور امام کی شان بھی یہی ہے۔ فقال الا مام علیه السلام اعلم یا سلمان ان الشك فی امورنا و علومنا کلا لممتری فی معر فتنا و حقو قنا قد فرض الله عزو جل ولا یتنا فی کتابه

پھر فرمایا: سلمان ہمارے امور علوم (ہمارے معجزات، اختیارات اور علم کلی میں شک کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ ہماری معرفت اور حقوق پر شک کرنے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعدد مقامات پر ہماری ولایت کو فرض کیا ہے اور ہماری ولایت بڑی واضح ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: مدینۃ المعاجز، ج ۱ ص ۲۳۱ تا ۲۳۳، مطبوعہ بیروت

آیت اللہ السید محمد وحیدی

شیعہ آئمہ علیہم السلام کی ولایت تکوینی کے بارے میں کہتے ہیں: بے شک ان کے لئے ولایت ہے اور یہ اشیاء میں تصرفاً اور ارادی طور پر تصرف کرتے ہیں، خدا کی مشیت کے ساتھ، اور خدا نے انہیں یہ عطا کی ہے، اور یہی ہیں جو خلق و رزق میں علل غائی ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: اجوبۃ الشبھات البیروتیۃ، سوال ۹۔ الولایۃ التکوینیۃ، ص ۲۹۴

علم آئمہ اور کائنات

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

"اے مفضل جان لو کہ وہ جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اس کو ہم جانتے ہیں چاہے وہ نسل در نسل پیدائش ہو یا عدم سے ہو۔ اور وہ کلمۃ التقویٰ ہیں اور وہ آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، ریت کے ذروں اور سمندروں کے اوزان اور خزانوں کو جانتے ہیں کہ آسمان میں ستارے اور فرشتے کتنے ہیں اور پہاڑوں کے وزن کو اور سمندر میں پانی کی مقدار کو اور نہروں اور چشموں میں پانی کی مقدار کو اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر ان کے علم میں ہوتا ہے اور کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں نہیں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر وہ کتاب مبین میں ہے اور وہ ان کے علم میں ہے اور یقیناً ہم اس کو جانتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: القطرۃ من بحار مناقب النبی والعزۃ از آیت اللہ سید احمد المستنبط، ج ۱ ص ۶۲

مِرا مولا حُسینؑ ابنِ علیؑ ہے
سخی کا ہے گھرانہ خود سخی ہے

یقیں فِطرُس کا اُس کی اِلتجا میں
مِلیں گے بال و پر یہ آگہی ہے

گُماں میں بھی نہ ہو، واں سے عطا کر
خزانے میں کہاں تیرے کمی ہے

آصف زیدی

باب ہفتم

لوحِ محفوظ

باب هفتم

لوح محفوظ

لوحِ محفوظ میں ازل سے ابدالآباد تک جمیع جہانِ ہستی کے تمام حالات، واقعات، منقش و مسطور ہیں۔
اب تک جو کچھ ہو چکا ہے وہ بھی اور جو کچھ اس وقت کائنات میں ہو رہا ہے وہ بھی اور ابدالآباد تک جہانِ ہستی میں جو واقعات ظہور پذیر ہوں گے سب لوح محفوظ میں ہے اور حضرات معصومین علیہم السلام فرماتے ہیں انا اللوح محفوظ ہم لوح محفوظ ہیں اور یہ ان کا معنوی مقام ہے اور مقام ظاہری میں فرماتے ہیں نحن صاحب لو ح المحفوظ ہم لوح محفوظ کے مالک ہیں۔
ان ذوات مقدسہ کے بلند مقام کے عرفانی حقائق قارئین کے سامنے پیش کررہے ہیں۔

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (سورۂ یٰسین، آیت ۱۲)

ہم نے ہر شے کو لوح محفوظ میں رکھا ہے۔

ام الکتاب

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ (سورۂ زخرف، آیت ۱ تا ۴)

حٰمٓ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والکتاب المبین، مجھے قسم ہے امیر المومنین علیہ السلام کی انا جعلنا و قرانا عربیا۔ ہم نے علی علیہ السلام کو بولنے والا قرآن بنایا تاکہ تم ان کی معرفت حاصل کرو اور ام الکتاب میں بھی علیؑ حاکم ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: تفسیر البرہان، ج ۴، ص ۱۳۴، مطبوعہ قم مقدسہ

تفسیر کنز الدقائق، ج ۱۲، ص ۳۴ تا ۳۵، مطبوعہ تہران

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد حق بنیاد

مبداء الوجود و غاية قدرت الرب و مشيته و ام الكتاب

ملاحظہ فرمائیں:

بحارالانوار، ج ۲۵، ص ۱۷۴، مطبوعہ بیروت

امام برحق مبداء موجودات ہے اور علت غائی کائنات قدرت پروردگار اور مشیت کردگار یعنی امام ہی ام الکتاب اور فصل الخطاب ہے۔

عارف کامل فرماتے ہیں:

و ذالك عقل الكل و القلم الذى
يكون هو الا على بنور الكتابة
حقيقة معنى الا مام المبين فى
احاطته آيات كل البر ية

سید العارفین علامہ جلیل عارف نبیل سید قطب الدین محمد نی ریزی قدس سرہ فرماتے ہیں:

روح اعظم عقل کل و نفس کلیہ الٰہیہ نور اعلیٰ الٰہی سے عبارت ہے اور تجلی ذات پروردگار اور حقیقت محمدیہ علویہ صلوٰۃ اللہ علیہما ہے یہ حقیقت واحدہ ہے ماقبل ومابعد کے اجزاء نہیں یعنی روح اعظم عقل اول وقلم اعلیٰ الٰہی ہے اس میں قدرات الٰہیہ ہیں یہی لوح محفوظ ام الکتاب عقل اول ہے اور لوح محو واثبات یعنی نفس کلیہ درحقیقت ہی روح اعظم الاعظم یعنی امام مبین ہے جو تمام آیات خلقیہ پر محیط ہے۔ اسی کے لئے وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (سورۂ یٰسین، آیت ۱۲)

ملاحظہ فرمائیں:

مدارج الفتوہ، ص ۹۲، مطبوعہ ایران

آیت اللہ علامہ سید طباطبائی دام ظلہ ارشاد فرماتے ہیں: انسان کامل عرش اللہ الاعظم ہے یہ صادر اول

اور خلقیۃ الحمید ہے۔ جہان وامکان کی کوئی شے اس سے خارج نہیں وہ ہر شے پر محیط ہے۔
ملاحظہ فرمائیں: انسان کامل

لوح محفوظ مقام حضرت فاطمہ زہراء صلوٰۃ اللہ علیہا ہے

مقام لوح مقام حضرت فاطمہ زہراء صلوٰۃ اللہ علیہا اور مقام قلم، مقام حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے صدر مبارک نورانیہ حضرت فاطمہ زہراء صلوٰۃ اللہ علیہا کا ما کان و ما یکون کے لئے لوح کا مرتبہ عطا فرمایا ہے اور علوم اولین و آخرین کو آپ کے صدر ہمایونی پر نقش فرما دیا ہے چنانچہ اس کے متعلق ارشاد رب العزت ہے (سورۂ القلم، آیت ۱)

'ن' سے مراد آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور قلم سے مراد حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور وَمَا یَسْطُرُوْن سے مقام علوم حضرت فاطمہ زہراء صلوٰۃ اللہ علیہا مراد ہیں اسی طرح تمام چشمہ ہائے علوم ما کان و ما یکون حضرت فاطمہ زہراء صلوٰۃ اللہ علیہا کی وساطت سے جاری ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں:

ارشاد العوام، ج ۳، ص ۱۵۸، مطبوعہ ایران

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صورت عنصر اعظم اور ام الامکان ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہ صورت عقل کل اور قلم اعلیٰ ہیں اور اسی عالم کا فاطمہ ع صورت نفس کلیہ ہیں اور وہی لوح محفوظ ہیں اور حسن ع صورت عرش ہیں اور حسین ع صورت کرسی اور کل آئمہ اثنا عشر صورت دوازدہ بروج افلاک عالم امکان اور امام مہدی ع صورت العالم ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: الصراط السوی، ص ۲۲۸، مطبوعہ لاہور

من گنگ خواب دیدہ و عالم تمام کرد
من عاجزم ز گفتن و خلق از شنیدنش

فصل اول

امام مبین ہی لوح محفوظ ہے

ثقۃ المحدثین صدر العارفین آیت اللہ الشیخ الحافظ رجب بن علی بن رجب البرسی

اعلیٰ اللہ مقامہ نور اللہ ضریحہ

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (سورۂ یٰسین، آیت ۱۲)

ہم نے ہر چیز کا شمار امام مبین میں احصاء کر دیا ہے، امام مبین لوح محفوظ ہے اور لوح محفوظ تمام مخلوقات سے پہلے ہے اس کو امام اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ سب پر اور سب سے پہلے دلیل ہے اور یہ قول رسالت مآب ہے اول ما خلق اللہ اللوح المحفوظ اللہ نے سب سے پہلے لوح محفوظ کو خلق کیا اور نور محمدیؐ ہر وجود پر علم غائب میں متقدم ہے اور ہر ایک پر محیط ہے اور اس نور سے سب کچھ شروع ہوا اور اس نور کے لئے سب کچھ خلق ہوا ہے لہٰذا لوح محفوظ امام ہے کتاب مبین امام ہے اور علیؑ امام الحق ہیں لہٰذا علیؑ امام مبین ہیں اور اسی طرح امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت میں اشارہ ہے کہ جب یہ آیت وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (سورۂ یٰسین، آیت ۱۲) نازل ہوئی تو دو آدمی کھڑے ہوئے اور بولے اے اللہ کے رسولؐ کیا امام مبین سے مراد تورات ہے؟ فرمایا نہیں، بولے کیا انجیل ہے؟ فرمایا نہیں، بولے کیا اس سے مراد قرآن ہے؟ فرمایا نہیں اتنے میں امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ہے وہ امام جس میں اللہ نے ہر چیز کا علم جمع کر دیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: مشارق انوار الیقین، ص ۱۸۵، مطبوعہ بیروت

سرکار عارف ربانی علامہ شیخ حافظ رجب البرسی طیب اللہ روحہ فرماتے ہیں

اگر تم پر یہ بات گراں گزرے کہ علیؑ امام مبین ہیں اور سوچو کہ یہ کیسے ممکن ہے تو جواباً عرض ہے کہ یہ تو مانتے ہی ہو کہ امیر المومنین مولا علی علیہ السلام کے پاس علم الکتاب ہے جیسا کہ قرآن میں اشارہ ہے:

و من عـنـد ہ علم الکتاب وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے لہٰذا دونوں صورتوں میں چاہے امام مبین کہو یا لوح محفوظ، مراد امیر المومنین مولا علی علیہ السلام ہیں۔ امیر المومنین مولا علی علیہ السلام کے پاس علم الغیب بلا ریب تھا۔

رجب البرسی کہتے ہیں اس کی تائید میں عبد اللہ ابن عباس کی روایت ہے کہ جو کتاب المقامات میں درج ہے کہ اللہ نے اپنے نبی پر وفات سے پہلے ایک کتاب اتاری جس پر سنہری مہریں لگی ہوئی تھیں اور کہا کہ اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ اپنے خاندان کے نجیب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے کر دو اور مولا علی علیہ السلام سے کہو کہ سب سے پہلی مہر کو توڑیں اور جو کچھ لکھا ہوا ہے اس پر عمل کریں پھر امام حسن علیہ السلام نے دوسری مہر کو توڑا اس میں صلح کا حکم لکھا ہوا تھا۔ پھر اس کو امام حسین علیہ السلام کے حوالے کر دیں تیسری مہر ان کی ہے وہ اسے کھولیں اور جو لکھا ہے اس پر عمل کریں مولا امام حسین علیہ السلام نے اپنی امامت کی ابتداء میں سنہری مہر کو توڑا اور اس پر یہ ہدایت لکھی ہوئی پائی۔

الـخـرج بقومك الى الشهادة واشتر نفسك اللّٰه عزو جل یعنی اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہادت کی طرف بڑھو اور اپنی جان اللہ کے ہاتھوں فروخت کر دو، مولا نے یہ کتاب امام زین العابدین علیہ السلام کے حوالے کی مولاؑ نے اپنی مہر توڑی تو لکھا پایا خاموشی کو شعار بنا لو اور گھر میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت میں آخری لمحہ تک مصروف رہو۔ مولاؑ نے اپنے بعد یہ کتاب امام محمد باقر علیہ السلام کو دی سرکار نے اپنی مہر توڑی تو لکھا پایا لوگوں سے باتیں کرو اور انہیں دین سمجھاؤ اور اللہ کے سوا کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا پھر یہ کتاب امام صادق علیہ السلام کو پہنچی مولاؑ نے مہر توڑی تو لکھا تھا کہ لوگوں سے گفتگو جاری رکھو انہیں دین کے نکات سمجھاتے رہو اور اپنے آباؤ اجداد کے علوم اور اپنے خاندان کی سچائی کو پھیلا دو اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرو یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ وہ کتاب اور اس کی آخری مہر امام حجتؑ کے پاس آ گئی۔

اس مضمون کی صحت اور سچائی پر حدیث لوح گواہی دے رہی ہے جسے جابر بن عبداللہ انصاری نے مخدومہ کونین بنت رسول الثقلینؑ سے نقل کیا ہے یہ ایک لوح تھی جو اللہ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور تحفہ بھجوائی تھی اس لوح میں سرکار اور ان کے خلفاء ابرارؑ کا نام بنام ذکر تھا اور اس کا نسخہ یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ یہ کتاب ہے اللہ عزیز الحکیم کی طرف سے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سفیر محمد اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جسے روح الامین اللہ رب لعالمین کی طرف سے لائے ہیں اے میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے امر کی تعظیم کرو اور میری نعمتوں کا شکر کرو بے شک میں ہی ہوں جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں پس جو میرے فضل و کرم کا طلبگار نہیں میرے عدل و انصاف سے ڈرتا نہیں اسے سخت عذاب دوں گا بس صرف وصرف میری ہی عبادت کرنا صرف مجھ پر ہی توکل رکھنا میں نے جو بھی نبی بھیجا اس کی زندگی ختم ہونے سے پہلے ہی اس کا وصی بنا دیا میں نے آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی ہے اور علی علیہ السلام کو آپ کا وصی بنایا ہے اور آپ پر کرم کیا آپ کو دو جنت کے جوانان شیر جیسے نواسے عطا کئے حسن و حسین علیہم السلام، حسن علیہ السلام کو ان کے بابا کے بعد وحی کا معدن قرار دیا اور حسین علیہ السلام کو وحی کا محافظ بنا کر شہادت کے شرف سے نوازا اور ان کو انبیاءؑ کی میراثوں کا وارث بنایا لہٰذا وہ شہداء کا سردار ہے اور اپنا باقی کلمہ اس کے عقب میں رکھ دیا میں انہی سے نو آئمہ ابرار، پاکیزہ ہادی ظاہر کروں گا جن میں سید العابدین اور زینت اولیاء رب العالمین ہیں پھر ان کا بیٹا محمد باقر علیہ السلام ہیں جو اپنے جد محمود و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہہ ہے جو میرے علم کو لوگوں پر ظاہر کریں گے پھر ان کے فرزند حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں شک کرنے والے ہلاک ہونگے انؑ کو رد کرنے والا مجھ اللہ کو رد کرنے والا ہے یہ میرا قول حق ہے کہ اس کے بعد اندھا فتنہ پیدا ہوگا جس نے میرے اولیاء میں سے کسی ولی کا انکار کیا اور جس نے میری کتاب کو، کسی آیت کو کسی اور سے بدلا اس نے مجھ اللہ پر

جھوٹ باندھے جائیں گے اور انکار کیا جائے گا ان کے بعد ان کا فرزند موسیٰؑ کاظم میرا عبد خاص اور حبیب ہے اور پھر ان کا بیٹا علیؑ رضا ہیں میرا ولی اور میرا مددگار ہے جس پر میں نے نبوت کی عباء ڈالی ہوئی ہے اور اس کو ایک عفریت مرتد قتل کرے گا اور یہ میرا قول حق ہے کہ میں اس کی آنکھوں کو اس کے بیٹے محمد تقیؑ سے ٹھنڈک پہنچاؤں گا۔ محمد میرا راز داں ہے، میرے علم کا معدن و خزانہ ہے اس کا شہادت کے بعد ان کے فرزند علی نقی علیہ السلام ہیں جو کہ میری خلقت پر گواہ ہیں، پھر علی نقی علیہ السلام سے میرے علم کا خازن ظاہر ہو گا جن کا نام حسن عسکری علیہ السلام ہے اور میرے راستے پر لوگوں کو بلائیں گے اور اپنے دین کو کامل کریں گے۔ ان کے بعد ان کے پاکیزہ بیٹے (امام محمد مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ) ہیں، جس میں موسیٰ علیہ السلام کا کمال، عیسیٰ علیہ السلام کا حسن، ایوب علیہ السلام کا صبر ہو گا۔ اس کے دوست اس کی غیبت کے زمانے میں عزت کو ترسیں گے اور ان پر ترک و دیلم مسلط ہوں گے اور ان کے خون سے زمین رنگین ہو گی وہ بے حد خوف زدہ ہوں گے یہی میرے حقیقی اولیاء ہیں انہی کی وجہ سے زلزلے اور بلائیں ٹل جائیں گی۔ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡھِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّھِمۡ وَ رَحۡمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُھۡتَدُوۡنَ ان پر اللہ کی صلوات اور رحمت ہے یہ ہدایت یافتہ ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: مشارق الانوار الیقین، ۱۸۵ تا ۱۸۷، مطبوعہ بیروت

فصل دوم

ولی مطلق کا علم کلی

صدر المحدثین آیت اللہ علامہ حافظ رجب علی البرسی عطر اللہ روحہ فرماتے ہیں

ولی کامل سارے عالم پر محیط ہوتا ہے اس لئے کوئی چیز اس سے چھپی نہیں رہتی اگر کوئی چیز ولی سے پوشیدہ ہو جائے تو وہ جاہل کہلائے گا عالم نہیں، عالم کو جاہل ماننا خود اپنی بات کی تردید ہے۔ ولی سب کچھ جانتا ہے اس سے کچھ پوشیدہ نہیں اس کی دلیل امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت سے قائم

ہوتی ہے یہ حدیث مفضل بن عمرؒ سے ہے فرمایا: اے مفضل ہمارے عالم ہوا میں اڑنے والے پرندوں کے پھڑ پھڑانے تک کا علم رکھتے ہیں اور جو اس بات کا انکار کرتا ہے وہ عرش کے اوپر اللہ کا کفر کرتا ہے اور اللہ کے اولیاء کے لئے جاہل ہونے کو ضروری جانتا ہے جب کہ وہ علم وحلم و نیکی وتقویٰ سے متصف ہوتے ہیں۔

یہ صحیح نہیں ہے کہ ولی سے کچھ پوچھا جائے اور وہ اس سوال کے جواب سے لاعلم ہو اسی طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (سورۂ التوبہ، آیت ۱۰۵) کہہ دو تم عمل کرو اللہ اس کا رسول اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھیں گے۔ آیت میں مومنین سے مراد ولی ہے اور جمع کا صیغہ اس لئے نہیں کہ اس سے مراد سارے عام مومنین ہیں بلکہ صرف اولیاء اللہ ہیں لہٰذا جو کچھ اس دنیا میں ہوتا ہے ہر چیز جو اللہ عالم غیب شہود سے نکال کر عالم وجود میں لاتا ہے قرآن نے خبر دی ہے کہ اس چیز کو اللہ کا رسول اور اللہ کا ولی دیکھتا ہے اور اللہ سے زیادہ سچی بات کون کہہ سکتا ہے۔

اس طرف حدیث رسول میں اشارہ ہے انك تسمع ما اسمع و تری ما اری جو کچھ میں سنتا ہوں اے علیؑ تو بھی سنتا ہے جو کچھ میں دیکھتا ہوں تو بھی دیکھتا ہے۔ رسولؐ کا فرمان کہ جو کچھ میں سنتا ہوں تو بھی سنتا ہے یہ تمام اوصیاء رسالت مآبؐ کے لئے ہے اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں تو بھی دیکھتا ہے یہ مخصوص ہے صرف مولا علیؑ کے لئے اور اس طرف قول خفی اشارہ کرتا ہے هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ (شورۂ الجاثیہ، آیت ۲۹) یہی وہ کتاب ہے جو تم پر حق بولتی ہے۔ آیت میں جس بولنے والی کتاب کا ذکر کیا ہے وہ علیؑ ہیں دوسرا قول خدا ہے وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ (سورۂ المومنون، آیت ۶۲) اور ہمارے پاس ایک کتاب حق بولتی ہوئی، کتاب ناطق سے مراد ولی ہے۔ تیسرا قول خدا ہے وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا (سورۂ یونس، آیت ۶۱) اور جو کچھ تم کرتے ہو ہم اس کے تم پر گواہ ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے درمیان کوئی راز نہیں ہے کیونکہ رسولؐ قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام پر فائز ہے اسی طرح رسولؐ اور اس

کے ولی کے درمیان بھی کوئی راز نہیں راز نہ ہوتا اگر کسی کے لئے راز ہے تو وہ اس مسئلے کا حل سن لے بات یہ ہے کہ محمدؐ وآلِ محمد صلوٰۃ اللہ علیہم السلام اور خدا کے درمیان کوئی تیسرا وجود نہیں ہے اور نہ ہی اللہ سے ان ہستیوں سے زیادہ کوئی قریب ہے یہ ہستیاں خلق اول ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام اعلیٰ و بالا مقام پر ہیں اور سب کچھ ان کے نیچے ہے اور یہ سب جانتے ہیں اعلیٰ ادنیٰ پر محیط ہوتا ہے اس لئے ولی سب کچھ جانتا ہے۔ اور جو کچھ اللہ غیب سے نکال کر قلم کے ذریعے لوح محفوظ پر لکھتا ہے اس کو نبیؐ اور ولی جانتے ہیں اس طرف قول رسالتؐ اشارہ کرتا ہے۔ اللہ نے جو چاہا اس کو غیب سے نکال کر بذریعہ وحی مجھے اطلاع دے دی اور امیر المومنین علیہ السلام کو اس نے اطلاع الہام کے ذریعے کی اللہ نے تیرے نور قلب سے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے اور اسے لوح محفوظ پر موکل بنا دیا ہے لہٰذا جیسے ہی لوح پر غیب سے کچھ لکھا جاتا ہے تو علی علیہ السلام اسے دیکھ لیتے ہیں۔ لہٰذا نبیؐ اور ولی علم غیب پر مطلع ہیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی اطلاع صرف امر الٰہی پر دیتا ہے جیسا کہ قرآن کا اشارہ ہے اس طرف وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يُّقۡضٰٓى اِلَيۡکَ وَحۡيُهٗ (سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۱۴) اپنی طرف وحی سے پہلے قرآن میں جلدی نہ کر۔ نبی تو حکم الٰہی کا پابند تھا مگر ولی غیب کے بیان میں مطلق العنان ہے اور یہ حدیث گواہی دیتی ہے کہ ولی کل عالم کا عالم ہے۔ کیونکہ وہ اول و اعلیٰ موجودات کا عالم ہے اور اس میں تمام چیزوں کی ابتداء وانتہا کا علم موجود ہے یا یوں سمجھیں کہ جو لوح محفوظ پر موکل ہو اس عالم کا ہو اس پر والی ہو تو خود بہ خود جو کچھ بھی لوح کے تحت ہے وہ سب کچھ جانتا ہوگا۔

ساری کائنات لوح کے تحت ہے

ولی ہر چیز کا عالم ہے اسی طرح معصومؑ کا قول دلیل ہے مامنا امام الا و هو عالم باهل زمانه ہم میں کوئی ایسا امام نہیں جو اپنے زمانے کا عالم نہ ہو۔ لہٰذا علم ان میں ہے ان سے ہے، قرآن ان کے پاس ہے اور ان کیلئے ہے اسی طرح دین جس طرح اللہ اپنے انبیاء ورسل، فرشتوں کے لئے راضی ہوا

ان میں ہے اوران سے ہے۔

کتاب مبین

خدا کا ارشاد ہے وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (سورہ یونس، آیت ۶۱) تیرے رب سے زمین و آسمان میں کوئی چھوٹی سے چھوٹی یا بڑی سے بڑی چیز چھپی نہیں ہے سب کتاب مبین میں ہے۔ کتاب مبین وہ خود ہیں کتاب مبین میں ان کے پاس اوران سے ہے اور یہ واضح اقوال بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں اللہ نے سب سے پہلے لوح کو خلق کیا پھر قلم کو پھر جنت کی ایک نہر کو اشارہ کیا تو وہ نہر جم کر دوات بنا دی گئی پھر اللہ نے اس سے کہا 'لکھ' تو اس نے پوچھا میرے رب کیا لکھوں اللہ نے جواب دیا قیامت تک جو ہوگا اور جو ہونے والا ہے لکھ دے۔ اوراس لکھائی کو اللہ نے بداء یعنی جس عبارت کو چاہے منسوخ کر دے مشروط رکھا يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ اللہ جو چاہتا ہے اسے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ثبت کر دیتا ہے اوراس کے پاس ام الکتاب ہے۔

علم لوح محفوظ

علم لوح محفوظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور وہاں سے قیامت تک ہونے والے اوصیاءؑ کے پاس آیا اب اس بات پر دلیل پڑھیں ۔ جو کچھ لوح محفوظ میں ہے اگر لوگوں کو اس کی ضرورت نہیں تھی تو لوح میں لکھنے کا کیا فائدہ ؟ اور اگر لوگ اس علم کے محتاج تھے اور وہ اس علم تک رسائی نہیں رکھتے یہ ان کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے تو حکمت اس کو چھپانے کا تقاضا نہیں کرتی کہ یہ لوگوں تک پہنچے اب اگر یہ لوگوں پر منکشف ہوتا ہے یا تو صرف خاص افراد اس سے واقف ہوں گے یا خاص و عام دونوں اس کا علم رکھیں گے اب ظاہر ہے کہ عام لوگ تو لوح محفوظ کا علم نہیں رکھتے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ لوح محفوظ کا علم صرف اللہ کے خاص بندوں ہی کے پاس ہے اور آلِ محمد صلوٰۃ اللہ علیہم

اجمعین سے بڑھ کر کون خاص ہوگا اس مضمون پر نہج البلاغہ کے سنی شارح ابن ابی الحدید نے اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔

علام اسرار الغیوب ومن لہ   خلق الزمان و دارت الا افلاك

الجوھر النبوی لا اعمالہ   ملق ولا توحیدہ اشراك

اشعار ابن ابی الحدید کا ترجمہ اور اس کے معنی کی طرف خود جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے خطبہ تطنجیہ میں ارشاد فرمایا ہے: میں علیؑ وہ بھی جانتا ہوں جو فردوس اعلیٰ کے اوپر ہے اور وہ بھی جانتا ہوں جو ساتوں زمین کے سب سے نچلے حصے کے نیچے ہے۔ یہ سب علم محیط ہے نہ کہ اخباری علم ہے اور اگر میں چاہوں تو تم کو بتا سکتا ہوں کہ تمہارے آباؤ واجداد کہاں تھے اور کہاں چلے گئے۔

ملاحظہ فرمائیں:

مشارق انوار الیقین، ص ۲۵۶ تا ۲۵۸، مطبوعہ بیروت

ماکان اور مایکون کا علم امامؑ کے پاس

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ نے جب یہ عالم خلق کرنا چاہا تو لوح وقلم کو خلق کیا اور لوح پر اس عالم سے متعلق غیب کی باتیں تحریر کردیں اس کا ذکر اس قول میں ہے۔ ضف القلم بما ھو کائن روشنائی سوکھ گئی یہ لکھتے لکھتے کہ کیا ہونے والا ہے اور دوسرا قول یہ فرخ اللہ من حساب خلقہ اللہ اپنی خلقت کے حساب سے فارغ ہوگیا۔ پھر اللہ نے اپنے ہادی اور ولی بھیجے اور اپنے انبیاء اور رُسل کی طرف اُن چیزوں کی وحی کی جس کی ضرورت اُس وقت کے لوگوں کو تھی عقائد وشرائع، قضاء و قدر جن کے ذریعے علم معرفت حاصل ہوتی ہے اور اللہ کی بندگی کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ خاتم الرسلؐ تھے اس لئے ضروری تھا کہ آپؐ کے پاس ماکان ومایکون کا علم ہو کیونکہ آپؐ سے ابتداء اور آپؐ پر انتہا تھی کیونکہ واحد اعداد کی ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی اور یہ علم لوح محفوظ میں موجود تھا اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ علم موجود نہ ہو تو عبث یا ظلم لازم آئے گا۔ لہٰذا وہ سارا علم

جولوح محفوظ میں تھا جس کا کچھ نہ کچھ حصہ تمام انبیاءؑ کو ملا وہ (کل کا کل) سارے کا سارا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور وہاں سے آپؐ کے وصیؑ (امیر المومنین علیؑ بن طالب علیہ السلام) کے پاس آیا اور علیؑ سے آپؑ کی عترت کے پاس آیا اور اس طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (سورۂ النمل، آیت ۷۵) آسمان اور زمین میں کوئی ایسی چیز غائب نہیں جس کا ذکر کتاب مبین میں نہ ہو۔ اور اسی طرح امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا قول حق دلالت کرتا ہے۔ مجھے علم کی ہزار کنجیاں دی گئی ہیں اور ہر چابی سے علم کے ہزار دروازے کھل جاتے ہیں اور ہر باب سے ہزار عہد فیضاب ہوتے ہیں اور یہ سارا علم قیامت تک آنے والے تیرے اوصیاء کو بھی ہے۔ اب اس امام کے علم غیب پر سچے گواہ کے بعد اور سب کچھ سمجھ آ جانے والے برہان کے بعد بھی اگر کوئی امام کے علم غیب کا انکار کرے تو اس نے قرآن کو جھٹلایا رحمان کا کفر کیا اور جہنم میں جانے کا مکمل انتظام کر لیا اس کی تائید ان دو آیات سے بھی ہوتی ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (سورۂ القدر، آیت ۱) ہم نے اس کو شب قدر میں اتارا ہے۔ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ (سورۂ دخان، آیت ۴) اس میں حکیم کا ہر امر منتشر ہوتا ہے۔ اس رات میں اللہ اس سال کے لئے حق و باطل کا فیصلہ کر دیتا ہے اس میں ابتداء اور مشیت الٰہی ہوتی ہے یعنی لوگوں کی عمریں ان کا رزق ہر آنے والے دکھ سکھ کو مقدم یا موخر کر دیتا ہے اس کو نسخ بھی کہتے ہیں پھر اس کو جبرائیلؑ پر وحی کر دیا جاتا ہے اور پھر وہ اس کو لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترتا ہے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علیہ السلام کی طرف ان کو منتقل کر دیتے ہیں اور وہاں سے امام صاحب امروزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف تک تمام اوصیاء پر منکشف ہو جاتا ہے اور اس ہدایت و مشیت میں صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف شریک ہوتے ہے کیونکہ ان کا حکم اللہ کا حکم ہے اور اس کا مقام اللہ کا مقام ہے خلیفۃ اللہ لہٰذا وہ مالک بھی ہے اور مملوک بھی وہ سید الخلق ہے اور عبد الحق ہے اس لئے لَيْلَةِ الْقَدْرِ کا امر اسی پر منتہیٰ ہوتا ہے کیونکہ جب تک دنیا باقی ہے لَيْلَةِ

اُلْقَدْر آتی رہے گی اور اللہ کی مشیت وحکم کا نزول ہوتا رہے گا جب تک ولی باقی ہے غیب کا اس تک پہنچتے رہنا ضروری ہے کیونکہ اگر قرآن سچ ہے کہ لَیْلَةِ الْقَدْر تو حکم رحمان بھی نازل ہوتا ہے سچ ہے اور یہ ولی مطلق کا مقام ہے۔

محمد بن سنان نے مفضل سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اے مفضل! جو آدمی یہ سمجھتا ہے کہ آل محمد علیہم السلام کے اماموں میں سے کسی امام سے کوئی چیز جو کہ لوح محفوظ میں چھپی ہوئی ہے تو اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی آیات کا کفر کیا اور ہم تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں ہم سے تمہاری کوئی چیز چھپی نہیں ہے تمہارے اعمال ہمارے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور اگر یہ صحیح ہے کہ روح کو وجود ہے، روح غیب ہے اور جسم روح کے انوار و اسرار کا ظاہر کرتا ہے اور اس طرح یہ غائب ہم کو علم کی شکل میں حاصل ہوتا ہے اس کا انکار صرف جاہل ہی کر سکتا ہے۔ لیکن اگر تم سے کہا جائے کہ علی علیہ السلام علم غیب رکھتے ہیں تو تم کیوں نہیں مانتے اگر فضیلت علم اور اولیت میں ہے تو آلِ محمد علیہم السلام سے بڑھ کر کسی کو اولیت حاصل نہیں ہے اور کون ان سے بڑھ کر لوگوں کے اعمال کا علم رکھنے کی فضیلت رکھتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

مشارق انوار الیقین، ص ۲۵۹ تا ۲۶۱، مطبوعہ بیروت

حضرات آل محمد صلوٰۃ اللہ علیہم کے سامنے اعمال کی پیشی

سرکار عارف بصیر عالم جلیل علامہ برسی طاب ثراہ فرماتے ہیں

شیعوں میں کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ نبیؐ اور ولیؑ دونوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور کچھ یہ کہتے ہیں کہ دونوں کے سامنے پیش نہیں کئے جاتے اور جو کچھ کہتے ہیں جی صرف نبیؐ کے سامنے اور کچھ کے نزدیک صرف ولیؑ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اب حق کس کے ساتھ ہے یہ بات صرف تحقیق سے ہی پتہ چل سکتی ہے اس بارے میں اعمال نبیؐ اور ولیؑ دونوں کے سامنے پیش کئے جاتے

ہیں پھر اس کے بعد اعمال نامہ اللہ کی طرف اٹھ جاتا ہے میں (رجب البرسی) کہتا ہوں اگر امام اعمال پیش کئے جانے کے بعد ان سے واقف نہ ہو تو اس میں اور عام آدمی میں کوئی فرق نہیں رہتا جیسے ہر آدمی اعمال نامہ پیش ہونے کے بعد اعمال سے واقف ہو جاتا ہے لہٰذا امام اسے ہونا چاہیے جو دوسروں سے علم میں امتیازی شان رکھتا ہو کہ امامت کی تعریف ہی ریاست عامہ ہے۔ لہٰذا امام کا لوگوں سے زیادہ جاننا ضروری ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ امام اعمال پیش ہونے سے پہلے ہی ان کو جانتا ہے تو پھر جو وہ پہلے ہی جانتا ہے ان کو پیش کرنے کا فائدہ ہی کیا ہے اور یہ بات اللہ کے لئے بھی صحیح ہے اگر اللہ اعمال کے اپنی طرف اٹھنے کے بعد جانتا ہے تو اس صورت میں عبد رب سے زیادہ عالم ہوا جو کہ عقلاً محال ہے کیونکہ رب تو وہ ہی ہوسکتا ہے جس کا علم بندوں کے اعمال پر محیط ہو اور وہ اعمال کا حافظ بھی ہو اور قیوم بھی جس سے زمین و آسمان کی کوئی بات نہ چھپی ہو لہٰذا ان صورتوں میں اعمال کو اللہ اس کے رسولؐ اور ولیؑ کے سامنے پیش کرنے کا فائدہ کیا ہے؟

اعمال پیش کرنے کا مقصد کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے سامنے اعمال پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اعوان و انصار کی کثرت بادشاہ کی عظمت پر دلیل ہوتی ہے اور رہ گئی نبیؐ اور ولیؑ کی بات تو ان کے سامنے اعمال پیش کرنے میں ان کی اطاعت اور عظمت کا بیان ہے کیونکہ جو کچھ زمان و آسمان میں ہوتا ہے وہ نبیؐ اور ولیؑ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اللہ کی حجت کی اطاعت کی جاتی ہے اور زمین و آسمان والے اس کے اطاعت گزار ہیں اس کی خدمت و محبت و اطاعت میں مصرف ہیں پاک ہے وہ ذات جس نے زمین و آسمان والوں کو آلِ محمد علیہم السلام کی ولایت میں غلام بنا دیا اس کی گواہی حضرت امام صادق علیہ السلام کی حدیث ہے جو محمد بن سنان سے مروی ہے۔ 'ہم ہر اپنے ماننے والے کے پاس سننے والے کان، دیکھنے والی آنکھیں اور بولنے والی زبان ہیں' اور اس کی گواہی ابن بابویہ کی روایت ہے جو انہوں نے امام صادق علیہ السلام سے بیان کی ہے۔ کوئی مومن ایسا نہیں جو مرے اور اس کے پاس

محمدؐ اور علیؑ حاضر نہ ہوں مومن جب ان دونوں کو دیکھتا ہے تو خوش باش ہو جاتا ہے' یہ صاحبان تحقیق کے نزدیک عقائد کی بنیاد ہیں کہ مومن جب مرتا ہے تو اس کی دید حق الیقین ہوتی ہے اور وہ اللہ تک پہنچ جاتا ہے اور حق الیقین تک کیونکہ یہ مقدس ہستیاں اللہ کا وہ امر ہیں جو موت کے وقت مومن کے پاس آجاتا ہے اور اس طرح یہ امر نفوس قدسیہ مومن اور شیطان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اس لئے مومن فطرت پر مرتا ہے جنت میں چلا جاتا ہے۔

اعتراض کا جواب

اعتراض کرنے والا کہتا ہے کہ ایک وقت میں ہزار مومن مرتے ہیں بیک وقت ان سب کے پاس (محمدؐ و علیؑ) کیسے حاضر ہو سکتے ہیں؟ مَیں (رجب البرسی) کہتا ہوں اس کا اعتقاد و اعتراف کرنا واجب ہے کہ وہ ہر ایک کے پاس موت کے وقت کیسے آتے ہیں تا کہ موت کی سختی کو کم کر دیں اور شیطان کو اس سے دور کر دیں اور ملک الموت کو اس کے بارے میں شفقت کرنے کے لئے کہیں اور یہ اعتقاد و اعتراف رکھنا اس لئے واجب ہے کہ آلِ محمد علیہم السلام کا وعدہ سچا ہے۔ اعتراض کرنے والا اپنی عقل کی کمزوری اور وہمی ہونے کی وجہ سے اسی طرف ملتفت نہ ہو اور یہ نہ سوچ لے کہ ایک جسم آنِ واحد میں مختلف جگہوں پر کیسے حاضر ہو سکتا ہے؟ اور جب تجھے شیطان یہ وسوسہ ڈالے تو اس آیت کو پڑھ کر اسے بھگا دیا کرے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ مُّقۡتَدِرًا (سورۂ کہف، آیت ۴۵)

امامؑ خلق کے ساتھ ہے اور کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں

جو اپنے دوستوں کا علم رکھتا ہو گا وہ بے شک اپنے دشمنوں سے بھی واقف ہو گا۔ اعلیٰ کو ادنیٰ پر دلالت کی وجہ سے کیونکہ جو کُل پر ولی ہو اس کے لئے واجب ہے کہ وہ کُل کا عالم بھی ہو یہ نہیں کہ کچھ جانتا ہو اور کچھ کو نہ جانتا ہو کیونکہ ریاست عام (جو کہ امامت کی تعریف ہے) چلانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا علم تمام کا احاطہ کرتا ہو اگر نہیں کرتا تو وہ رئیس مطلق نہیں ابتداء میں رئیس مطلق ماننا تھا اسے آخر میں رئیس مطلق نہ ماننا فلسفے کی زبان میں خلف کہلاتا ہے۔

حضرت کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان

ان للّٰہ اثنا عشر الف عالم کل عالم اکبر من السماوات والارض انا الحجة علیهم (الخصال، ج۲، ص ۶۳۸)

اللہ کے بارہ ہزار عالم ہیں اور ہر عالم زمین و آسمان سے بڑا ہے اور میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ان سب پر اللہ کی حجت ہوں۔

کوئی شخص اس وقت تک کسی قوم پر حجت نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ ان کا عالم بھی ہو اور ان کو دیکھتا بھی ہو جو حجت ہوگا وہ اپنی رعیت کا عالم ہوگا کیونکہ وہ اپنے بندوں پر اللہ کی دیکھنے والی آنکھ ہے۔ اللہ کی وہ آنکھ ہے جو اپنے بندوں پر مطلع ہے وہ دنیا میں سورج کی مثال ہے کیونکہ وہ خلق میں حق کا نور ہے اور اس نور کی شعاع پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور وہ عالم صور میں اللہ کا حجاب ہے اور اس طرف قول رسالت مآب اشارہ کرتا ہے۔ 'علی اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے اور وہ سر راز بھی ہے اور حجاب بھی'۔ پس امام نور الٰہی اور سرِ ربانی ہے اور اس کا اس جسم سے تعلق عارضی ہے اس کی دلیل اللہ کا یہ قول ہے وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا (سورۂ زمر، آیت ۶۹) اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ اور رب وہ امام ہے جس کے نور سے اندھیرا ختم ہوا اور تمام دنیا روشن ہوگئی۔

اس تفسیر اس حدیث رسولؐ سے سورج کے دو چہرے ہیں ایک زمین کی طرف اور دوسرا آسمان والوں کی طرف۔' لہٰذا مخلوق میں کوئی بھی امام سے چھپا ہوا نہیں ہے بلکہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امامؑ ہمیں نہیں دیکھ رہا جبکہ وہ دیکھ رہا ہے۔ دنیا امام کے لئے ہاتھ پر رکھے ہوئے درھم کی مانند ہے کہ جیسے چاہے اسے الٹا پلٹا کردے۔

معصومینؑ کا فرمان ہے

اللہ اپنے ولی کو نور کا ایک عمود عطا کرتا ہے وہ اس عمود میں جب دیکھتا ہے تو اسے تمام لوگوں کے اعمال نظر آجاتے ہیں جیسے کہ انسان خود کو آئینے میں بلاشک دیکھتا ہے۔ اسحاق بن عمار نے امام موسیٰ کاظم

علیہ السلام سے روایت کی ہے اسحاق کہتے ہیں میں مولاؑ کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور چوں چاں چوں کر کے بولنے لگا امامؑ نے بھی اسی چوں چاں چوں میں جواب دیا جب وہ چلا گیا تو میں (اسحاق) نے مولاؑ سے کہا یہ کون سی زبان تھی مولاؑ نے فرمایا: یہ چینی زبان تھی چین میں اور بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں مولاؑ نے فرمایا: تم کو تعجب ہو رہا ہے۔ میں (اسحاق) نے کہا ہاں مولاؑ۔ مولاؑ نے فرمایا: میں موسیٰ کاظم علیہ السلام تم کو اس سے بھی عجیب چیز دکھاؤں گا امام پرندوں کی بولیاں بھی جانتا ہے اور ہر ذی روح کی بولی بھی جانتا ہے امام سے کوئی بات چھپی نہیں ہوتی۔

لہٰذا محمدؐ و آلِ محمدؐ مخلوق کو دیکھتے ہیں ان کی زندگیوں میں بھی اور موت کے وقت بھی کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے ہر موجود اور مفقود کا علم رکھتے ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو کہنے لگے اُف اُف پوچھا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا کر رہے ہیں فرمایا: اس قبر والے سے میرے بارے میں سوال کیا گیا تو چپ ہو گیا اس پر میں نے اُف اُف کہا ہے۔

اور اس قسم کا ایک اور واقعہ امیر المومنین علیہ السلام کا ہے۔ کمیل بن زیادؓ مولاؑ کے ساتھ قبرستان سے گزرا تو تیز قدم مارنے لگا۔ مولاؑ نے فرمایا: اس زمین پر آہستہ پیر رکھو یہ لوگ یعنی مردے تمہارے قدموں کی آواز کو سنتے ہیں۔ (علم امام احاطی)

خلق کے بارے میں علم امامؑ نہ ظن ہے نہ تقلید بلکہ علم محیط ہے اللہ کا علم معلومات پر محیط ہے ان کا علم آسمان کے طبقات میں نفوذ کیا ہوا ہے کیونکہ زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے وہ اللہ کا خزانہ ہے جسے اللہ نے ان نفوس قدسیہ کے لئے خلق کیا ہے اور ان کے سپرد کر دیا ہے لہٰذا ان کے پاس اس کے علم اور غیب کی چابیاں ہیں اور وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ (سورۂ انعام، آیت ۵۹) اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں اس بات کی طرف اشارہ ہے کیوں کہ ولی المطلق وہ ہوتا ہے جس کے پاس ولایت کی چابیاں ہوں بلکہ وہ خود ہی ولایت کی چابیاں ہوتے ہیں اس کی تائید قول خدا ہے۔ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْض (سورۂ شوریٰ، آیت ۵۳) اللہ کا راستہ وہ

ہے جس کے لئے آسمان وزمین پر جو کچھ ہے وہ سب اسی کا ہے اور صادق آلِ محمد علیہم السلام کا صریح قول ہے علیؑ صراط اللہ ہیں جن کو اللہ نے زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے اس کے علم پر امین بنایا ہے۔ لہٰذا امیر المومنین علیہ السلام خلائق پر امین ہیں اور حقائق پر امین ہیں اور اس بات کی تائید خطبہ تطنجیہ میں امیر المومنین علیہ السلام نے اس طرح فرمائی۔ 'اگر میں چاہوں تو تم کو تمہارے اجداد واسلاف کے بارے میں بتلاؤں کہ وہ کون تھے کہاں تھے اور اب کہاں ہیں اور کہاں ہوں گے تم میں کتنے لوگ ہیں جو اپنے بھائی کا گوشت کھاتے ہیں اور اپنے باپ کی کھوپڑی میں پانی پیتے ہیں جب کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے کیا حال ہوگا اگر پردے اٹھ جائیں اور دلوں کے راز ظاہر ہو جائیں اور اللہ کی قسم تم کتنی بار لوٹے ہو اور دو واپسیوں کے درمیان کتنی نشانیاں ہیں'۔ امامؑ علم کے عموم سے لازم آتا ہے کہ اسے عموم پر احاطہ حاصل ہے۔ امام وجہ اللہ ہے، زمین وآسمان کو ایک دوسرے سے ملانے والا سبب ہے اللہ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (سورۂ البقرہ، آیت ۱۱۵) جہاں پھرو گے اللہ کا چہرہ ہوگا۔ امام وہ سورج ہے جس کی روشنی سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی، وہ اسم ہے جو ہر چیز میں جاری وساری ہے وہ موجودات کی طرف مولا ہوتا ہے اور اللہ کی طرف اس کا عبد اس کا ولی و خلیفہ ہوتا ہے اسی طرف آیت اشارہ کرتی ہے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (سورۂ جن، آیت ۲۷) امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں الرصد التعلم من النبی آیت میں رصد سے مراد نبیؐ سے علم حاصل کرنا اور آیت میں (بین یدیہ کا مطلب ہے نبیؐ کے دل میں الہام کا ہونا تا کہ وہ جان جائیں کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں اور ان کا علم محیط ہو جائے۔ وَاَحْصٰى كُلَّ شَىْءٍ عَدَدًا (سورۂ جن، آیت ۲۸) فرمایا: اس سے مراد کان و ما یکون کا قیامت تک کا علم ہے یہاں تک کہ ہر آدمی کو اس کے اسم اور نسب سے پہچانتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ کون طبعی موت مرے گا اور کون قتل کیا جائے گا اور کون اہل جنت میں سے ہے اور کون اہل نار میں سے ہے اور اسی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۂ الانعام، آیت ۷۵)۔ ابراہیمؑ نے ملکوت کا مشاہدہ کیا اس

آئینے میں کیا تھا۔ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (سورۂ البقرہ، آیت ۱۲۴) ابراہیم علیہ السلام نے ولایت کی آنکھ سے دیکھا تھا۔

فرمان امیر المومنین ہے: ولقد نظرت فی ملکوت السماوات و الارض فما غاب عنی شی مما کان قبلی ، ولا شی مما هو کائن بعدی میں (علیؑ) نے آسمان وزمین پر نظر ڈالی تو کوئی شے مجھ سے چھپی نہ تھی وہ مجھ سے پہلے تھی اور نہ ہی وہ میرے بعد ہوگی۔

ملاحظہ فرمائیں: امالی طوسی، ص ۲۰۵ مجلس نمبر ۸، الخصائل، ج ۲، ص ۴۱۴

بس یہی حق ہے کہ ولی مطلق اگر کسی چیز سے واقف نہ ہوتو لازم آئے گا کہ وہ جس پر ولی بنایا گیا ہو اس کو نہیں جانتا اور اگر ولی مطلق کچھ چیزوں کو جانتا ہو اور کچھ کو نہ جانتا ہو یہ خلف ہے کہ وہ جاہل ہے اسی حالت میں ہے کہ وہ عالم ہے اگر ولی مطلق جاہل ہوتو ولایت وعصمت اٹھ جائے گی اللہ کبھی کسی جاہل کو ولی نہیں بناتا لہٰذا جاہل ہونے سے ولی نہیں رہتا یا اسے جاہل و عالم آنِ واحد میں کہنا پڑے گا جو کہ محال ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ولی ہر چیز کا عالم ہوتا ہے اور اسی طرف شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ جن معجزات کا مولا نے اظہار کیا ہے وہ بہت کم ہیں اس خزانے سے جوان کے پاس جمع ہیں۔

و ذو المعجزات الباهرات اقلها　　　الظهور علی مستود عات السرائر

دلیه قوله الحق: انا الهادی با لو لایة

فهوا علیه السلام غیب الله المکتوب، و علمه المنصوب و خزانة غیبه فی سماواته و ارضه، ووارث اسرار نبیه، فهو الامام المبین الذی کلفه الله هدایة الخلق، و قضی فیه کل شیء فکل علم نزل الی النبی صلی الله علیه و آلہٖ وسلم فهو عنده و منه و فیه

و الیه الا شارةبقوله صلی الله علیه وآلہٖ وسلم انت منی و انا منك انت سری

و علا نيتی ، و انت روحی التی بين جنبی ، لحمك لحمی، ودمك دمی ، وما افرغ جبرائيل فی صدری حرفاً الا وقد افرغته فی جوفك

اس کی دلیل مولا علیؑ کا یہ قول حق ہے انا الهادی بالولاية میں ولایت کے ساتھ ہادی ہوں۔ پس مولا اللہ کے غیب میں اس کا علم ہیں، زمین و آسمان میں اللہ کے غیب کا خزانہ ہیں نبیؐ کے اسرار کے وارث ہیں، امام مبینؑ ہیں جن کو اللہ نے بندوں کی ہدایت سونپی ہے پس جو علم نبیؐ پر نازل ہوا وہ مولا علیؑ کے پاس موجود ہے اور اسی طرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اے علیؑ آپ ویسے ہی ہیں جیسے میں ہوں اور میری خلوت وجلوت میں اس کے ساتھ ہوں آپؑ وہ روح ہیں جو میرے جسم میں ہے آپؑ کا گوشت وخون میرا گوشت وخون ہے۔ جبرائیل نے جو کچھ مجھے دیا ہے وہ میں نے آپ کو منتقل کر دیا ہے۔ یہ بہت عظیم کلام ہے جو صاف صاف علی علیہ السلام کے شرف و تعظیم وتقدم کو ظاہر کرتا ہے۔

علی علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان نبوت کو تقسیم کرنے والے ہیں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اپنے نور، روح، طینت، ظاہر و باطن کے اعتبار سے نبی سے ہیں دونوں میں صرف نبوت کا فرق ہے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام آیات، مقامات وکلمات تامات ہیں۔ لفظ اُن کے اسرار کو بیان کرنے سے قاصر ہیں آنکھیں آپؑ کے نور کے آگے چندھیا جاتی ہیں۔ آپؑ رحمٰن اور رحیم کا راز ہیں۔ یہ راز صرف خوش نصیبوں کا حصہ ہے جو امام کے لئے علم غیب کا منکر ہے وہ اس کی امامت کا منکر ہے اس کے لئے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ قرآن کی محکم آیات کو مٹا دے، انبیاءؑ کی نبوت کا انکار کرے یا یہ عقیدہ بنا لے کہ خدا ہی نہیں ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ولی اپنی رعیت وعوام کو جانتا ہو زندہ بھی اور مردہ بھی ورنہ لازم آئے گا ایک ہی وقت میں عالم بھی ہو اور جاہل بھی اور یہ محال ہے ولی انسان کامل ہے لہٰذا کامل کو ناقص کہنا خلف فکری ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: مشارق انوار الیقین، ص ۲۶۱ تا ۲۶۹، مطبوعہ بیروت

فصل سوم

نورازلی کی تجلی

تخلیق لوح محفوظ نور محمدیؐ سے ہوئی اہل سنت کا تائیدی بیان

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کائنات کی آفرینش ظلمت میں کی، پھر اس پر اپنے نور کی تجلی ڈالی پس جس شے پر اس نور الٰہیہ کی بوند پڑی وہ ہدایت یافتہ ہوگئی۔ جس پر نہ پڑی وہ گم گشتہ رہ ہوگئی۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے اس کی توضیح یوں بیان فرمائی: بے شک اللہ تعالیٰ نے جب جہان کی تخلیق کرنا چاہی تو ارض وسماء کے وجود سے پہلے عدم سے موجودات کو روئے زمین پر لا کر ان کے اجسام کو اڑتے ہوئے غبار کی شکل میں خلق کیا۔ اس گھڑی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ملکوت میں یکتا، جبروت میں لاثانی تھا، اس نے اپنے نورِ ذات سے ایک نور کو ظاہر کیا پس وہ نور چمکا اس نے اپنے نور کی رفعت کا چرچا کیا پھر وہ نور بلند ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نورازلی کو ان مخفی پیکروں کے مابین یکجا کیا، وہ پیکر ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو ہوئے، اللہ نے آپؐ سے فرمایا: تم میرے مختار و برگزیدہ ہو، تمہارا نور میرے نزدیک ثابت ہے، تم میری ہدایت کا خزانہ ہو، پھر اللہ نے مخلوق کو غیب کے پردوں میں پنہاں کیا اور اپنے اسرار علم کے حجاب میں مخفی کردیا، پھر دنیا کا فرش بچھایا، زمان ومکان کو پھیلایا، پانی کو جاری کیا، اس کی جھاگ کو اونچا کیا (لہروں کو بلند کیا)، ہوا کو چلایا، عرش کو پانی پر بلند کیا، سطح زمین کو پانی پر ظاہر کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق اور ایجاد کیئے ہوئے انوار سے ملائکہ کو خلق کیا اور نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری شکل میں اپنی توحید کے ساتھ اکٹھا کیا، پس انہیں کل ارواح کا باپ اور ان کا رئیس اعظم بنایا جیسا کی حضرت آدم علیہ السلام تمام اجسام کے باپ اور ان کے دنیا پر آنے کا سبب ہیں، پھر وہ نور جمیع عوالم میں منتقل ہوتا رہا ایک عالم کے بعد دوسرا عالم، ایک طبق کے بعد دوسرا طبق، ایک قرن

کے بعد دوسرا قرن، حتیٰ کے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صورتاً و معنیً (حقیقی پیکر) میں آخری زمانہ میں ظاہر کیا۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

بے شک ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہ اقدس الٰہی سے اپنی روحانیت کے اسرار کے ساتھ مدد طلب کرتے رہے اور تمام جہان کی مشکلات کو حل کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی آپ نے سب سے پہلی عبادت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ (سورۃ الزخرف، آیت ۸۱) اے محبوب آپؐ فرمادیں بفرض محال اگر رحمٰن کے لئے کوئی لڑکا ہوتو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کروں گا۔

پس سب سے پہلا نور جو حقیقت ہادیہ جامع اور تمام عالم پر محیط ہونے کی صورت میں ظاہر ہوا، وہ نور محمدیؐ ہے باقی انبیاء منصب ہدایت پر فائز ہیں اور بارگاہ الٰہی میں ان کا مقام و مرتبہ ہدایت میں دائرہ کمال کی وسعت کے مطابق ہے۔ مثلاً اگر کسی نبی کے ہزار پیروکار تھے، کسی کے اس سے زیادہ اور کسی کے اس سے کم، اگر ازل سے اللہ تعالیٰ کا مخلوق کو اطاعت کے لئے پیدا کرنا مقصود ہوتا تو دنیا میں کوئی چیز موجود نہ ہوتی اور جو شے اصل میں موجود نہ ہو وہ فرع میں بھی موجود نہیں ہوتی۔

حضرت جابر بن عبداللہ الانصاریؓ سے روایت ہے میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو تخلیق کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! سب سے پہلے اللہ نے تمہارے نبیؐ کے نور کو خلق کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو خلق کیا تو اس میں تمام خیر کو رکھا۔ تمہارے نبیؐ کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو خلق کیا، جب تمہارے نبی کے نور معظم کو خلق کیا تو اسے بارہ ہزار سال مقام قرب میں رکھا پھر اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ عرش کو، دوسرے سے کرسی، تیسرے حصے سے حاملین عرش اور کرسی کے نگہبانوں کو تخلیق کیا، بقیہ چوتھے حصے کو پھر مقام قرب میں بارہ ہزار سال تک رکھا، پھر اس کو چار حصوں میں

تقسیم کیا، ایک حصہ سے قلم، دوسرے حصے سے لوح، تیسرے حصے سے خلد بریں کو تخلیق کیا پھر بقیہ چوتھے حصے کو بارہ ہزار سال تک رکھا۔ پھر اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا ایک سے ملائکہ کو، دوسرے سے شمس کو، تیسرے حصے سے قمر و کواکب کو تخلیق کیا پھر بقیہ چوتھے حصے کو مقام رجاء میں بارہ ہزار سال تک رکھا۔ پھر اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا ایک حصے سے عقل، دوسرے سے علم و حلم، تیسرے سے عصمت و توفیق کو تخلیق کیا، پھر بقیہ چوتھے حصے کو تقسیم کر کے مقام حیا میں بارہ ہزار سال تک رکھا۔

ملاحظہ فرمائیں: عرفان آل محمد ترجمہ ینابیع المودۃ، ص ۶۵ تا ۶۷

انوار حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان واجب الاذعان سے مندرجہ ذیل انوار اعتقادیہ منکشف ہوتے ہیں

اول: حضرت احدیت نے اپنے نور ذات سے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق فرمایا جو کچھ نور ذات الٰہی میں ہے وہ سب کا سب حقیقت محمدیہؐ میں ہے۔

دوئم: پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا: اے میرے حبیبؐ آپ مختار کل ہیں یعنی تمام کائنات ان کے اختیار میں ہے جو چاہیں اور جیسے چاہیں نظام کائنات چلائیں۔

سوئم: آنحضرتؐ ابوالارواح ہیں تمام ارواح کے مالک ہیں اور تمام ارواح آپ کے نور سے خلق ہوئیں آپ علت مادی کائنات ہیں۔

چہارم: آنحضرتؐ نے تمام مخلوقات کی ہدایت روز ازل سے ابد تک فرمائی۔ آپؐ کا نور اقدس ایک عالم سے دوسرے عالم میں ظہور فرماتا رہا اور ایک قرن سے دوسرے قرن، ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ میں ضیاء بار رہا۔ جمیع عوالم اور تمام قرون میں مخلوقات کو ہدایت فرمائی۔ اس لئے فرماتے ہیں نحن النذر الاخرۃ والا اولی ہم قرون اولیٰ اور اخریٰ، پہلے زمانے والوں کو اور

آخری زمانہ ہدایت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں۔

پنجم: حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام مقام رسالت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر روحانی سے مبداء فیض سے لے کر تمام کائنات کو فیض یاب فرماتے اور مشکلات حل کرتے ہیں۔ اس میں خلق اور رزق، موت وحیات، جمیع فیوضات اور جہان ہستی کا تمام نظام مراد ہے یعنی باذن اللہ آپ جمیع عالم امکانیہ کا نظام چلا رہے ہیں۔

ششم: حقیقت محمدیہ تمام عوالم پر محیط ہے اور ہر شے حقیقت محمدیہ کے زیر تصرف ہے۔ جب حقیقت محمدیہ محیط علی الکل ہے تو پھر ہر جگہ ہر وقت حاضر بھی اور ناظر بھی۔ آپ کا علم حضوری شہودی اور اعیانی ہے۔

ہفتم: حضرت نے فرمایا: نور محمد سے لوح وقلم کی تخلیق ہوئی جب ان کے نور سے لوح وقلم وجود میں آئی تو پھر لوح وقلم کی علت مادی نور اول ہے تو پھر حقائق لوح محفوظ اور حقائق قلم بھی ان ہی کے پاس ہیں۔ لوح وقلم کی تخلیق ان کے نور سے ہوئی اور یہ بدیہی امر ہے کہ ہر جزء اپنے کل کے تابع ہوتا ہے۔ جزء کل کا اثر اپنے مؤثر کے تابع ہے۔ لوح محفوظ حقیقت محمدیہ کا اثر ہے۔ مؤثر ذات محمدی ہے۔ حقیقت لوح محفوظ اور حقیقت قلم الٰہی نور اول ہے۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

سر الاسرار حیدر کرار کا ارشاد حق بنیاد "میں لوح محفوظ ہوں"

میں سر الاسرار ہوں، میں شجرہ انوار ہوں، میں آسمانوں کا قائد ہوں، میں تسبیح کرنے والوں کا مونس ہوں، میں جبرائیل کا خلیل ہوں، میں میکائیل کا صفی ہوں، فرشتوں کا قائد ہوں، میں افلاک کا سمندر ہوں، میں سچائی کا تخت ہوں، میں لوح محفوظ ہوں، میں تاریکی میں قطب ہدایت ہوں۔

میں بیت المعمور ہوں

راسخ علماء، ماہر حکما، کامل اولیاء واصفیاء نے اٹھ کر آپ کے قدمین شریفین کو چوما اور اسم اعظم کی قسم

دے کر آپ سے عرض کی: آپ اپنا کلام مکمل فرمائیں۔ بحر الراسخین وخبر العارفین، حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ نے ارشاد فرمایا: جب یہ حال ہوگا تو علم محمدیہؐ کا اٹھانے والا، سلطنت احمدیہؐ کو تلوار سے قائم کرنے والا اور حق بات کہنے والا ظاہر ہوگا، جو نظام مملکت سنبھالے گا اور فرائض وسنن کو زندہ کرے گا پھر آپؑ نے ارشاد فرمایا: اے مرتبے سے ناواقف اور میرے حال سے بے خبر! بے شک عجیب و غریب، آثار و پوشیدہ راز میرے دل میں ہے۔ اس لئے کہ میں نے پردوں کو چاک کیا، عجائبات کو ظاہر کیا۔ میں باب علم تک آیا میں نے درست گفتگو کی، میں نے غیب کے خزانوں کو کھولا، میں نے دل کی باریکیوں کو ظاہر کیا، میں نے معارف کے خزانوں کو جمع کیا اور لطائف کی معرفت پر مطلع ہوا تو بشارت ہے اس کے لئے جس نے اس کلام کی رسی کو مضبوطی سے تھاما اور اس امام کی اقتداء میں نماز قائم کی کیونکہ وہ کتاب مسطور اور رق منشور پر مطلع ہے اور وہ بیت المعمور میں بھرے ہوئے سمندر میں داخل ہوتا ہے پھر آپؑ نے یہ اشعار پڑھے۔

لقد حزت علم الاولین و اننی　　ضنین بعلم الاخرین کتوم

و کاشفت اسرار الغیوب با سرها　　و عنده حدیث حادث و قدیم

و انی لقیوم علی کل قیم　　محیط بکل العالمین علیم

مَیں نے علوم کو محفوظ کیا اور میں علوم آخرین کا ضامن ہوں۔

میں نے پوشیدہ اسرار کو بیان کیا اور میرے پاس اخبار قدیمہ وجدیدہ ہیں۔

میں ہر مضبوط وقوی پر فائق ہوں تمام جہانوں کا احاطہ کرنے والا علیم ہوں۔

ملاحظہ فرمائیں:: عرفان آل محمد ترجمہ ینابیع المودۃ، ص ۸۸۷ تا ۸۹۱

توضیح: حضرت سر اللہ فی العالمین امیر المومنین علیہ السلام نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں لوح محفوظ ہوں اور میں ہی بیت المعمور ہوں جس کا ملائکہ طوائف کرتے ہیں۔ (تفصیل جمیل کے لئے ہماری تحقیقی اور مسبوط کتاب خطبۃ البیان حقائق وشواہد کا مطالعہ کریں۔)

ہم بیت المعمور ہیں

حضرت کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان حق بنیان

یونس بن ظبیانؒ نے مولاؑ کو ان الفاظ میں سلام کہا: السلام علیك یا بیت الله و نوره و حجابه۔ آپ پر سلام ہو اے بیت اللہ اور اللہ کے نور اور حجاب

جواب میں مولاؑ نے فرمایا: نحن نجل النور فی الظلمات و نحن بیت المعمور الذی من دخله کان امنا نحن عزة الله و کبریاؤه ''ہم نور کا سلسلہ ہیں ظلمتوں اور تاریکیوں میں اور ہم وہ بیت المعمور ہیں جو اس میں داخل ہو گیا وہ مومن ہو گیا اور پر سکون ہوا۔ ہم اللہ کی عزت اور کرامت اور اس کی کبریائی ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: دلائل الامامت، ص ۱۲۶، مطبوعہ نجف اشرف، طبع قدیم

فصل چہارم

قلب عارف لوح محفوظ

امام اہل سنت امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں

قلب عارف لوح محفوظ ہے۔ صوفیا سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا لوح محفوظ وہ قلب عارف ہے ان کی مراد لوح محفوظ کی نفی نہیں بلکہ ان کی مراد صرف یہ ہے کہ جب قلب عارف روشن ہوتا ہے تو لوح محفوظ کے مندرجات اس میں نقش ہو جاتے ہیں جس طرح شیشے کے سامنے لکھی ہوئی تختی کر دیں تو اس کے تمام نقش شیشے میں مرتسم ہو جاتے ہیں سچ فرمایا عارف رومیؒ نے

لوح محفوظ است پیش اولیاء　　　آں چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اس سلسلہ تو جیہات کی چند ایک مثالیں پیش کی ہیں ورنہ آپ نے دیگر شرعی اور روحانی موضوعات کے ساتھ ساتھ اس موضوع پر بھی بہت کچھ لکھا ہے اور آئمہ مجتہدین اور اکابر صوفیاء کا خوب دفاع کیا

ہے اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعام کے طور پر فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے معاصرین میں سے کسی نے آئمہ کرامؒ اور ان کے مقلدین کی طرف سے مجھ سے زیادہ جوابات دیئے ہوں۔ اگر تعصب سے پاک شخص میرے پاس بیٹھے اور مجھ پر تمام مذاہب کے وہ اقوال پیش کرے جو کہ دوسروں کے نزدیک متضاد ہیں تو میں تکلف کے بغیر انہیں جمع کروں گا۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء (ملفوظات)

میں نے کسی مرید سے کبھی عہد بیعت نہیں لیا حتیٰ کہ اس کا نام لوح محفوظ میں لکھا ہوا دیکھتا ہوں اور یہ کہ وہ میری اولاد میں سے ہے۔ بندے اور اس کے پروردگار جل شانہ کے درمیان سے حجابات کے اٹھ جانے کا نام مشاہدہ ہے۔ پس بندہ قلوب کی صفائی کی وجہ سے غائب کی خبروں پر مطلع ہوتا ہے اور وہ جلال وعظمت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس پر احوال ومقامات مختلف شکلوں میں وارد ہوتے ہیں پس حیرت ودہشت دونوں ایک ساتھ اس میں داخل ہوتے ہیں پھر حیرت اسے دہشت پر مبنی خاموشی کی طرف نکال دیتی ہے۔ پس تو اسے حق کے ساتھ حق کی طرف آنکھیں جھکائے ہوئے دیکھتا ہے۔ کبھی جلال کا مشاہدہ کرتا ہے، کبھی جمال کا مطالعہ کرتا ہے، کبھی روشنی دیکھتا ہے کبھی کمال کی طرف دیکھتا ہے، کبھی اس کے لئے کبریائی اور عصمت متجلی ہوتی ہے، کبھی اس کے جبروت وعظمت کا ظہور ہوتا ہے، کبھی لطف وتازگی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ پس یہ اسے بسط عطا کرتا ہے اور یہ اسے فیض دیتا ہے، یہ اسے لپیٹتا ہے اور یہ اسے بقاء عطا کرتا ہے۔ پس وہ بشری صفات سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور صفات عبودیت کے ساتھ قائم۔ اغیار کو محسوس نہیں کرتا عظمت وجبار کے بغیر کسی شے کا مشاہدہ نہیں کرتا۔

ملاحظہ فرمائیں: طبقات شعرانی، ص ۳۰۸، مطبوعہ لاہور

ولایت کاملہ مطلقہ اور ولایت مقیدہ میں فرق ہے

امام اہل سنت علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ ولی بقاء باللہ کی منزل حاصل کرتا ہے۔ بشری صفات سے جدا ہوتا ہے اور صفات الٰہی کے ساتھ قائم یعنی صفات خداوندی کا مظہر ہوتا ہے اس لئے لوح محفوظ کا

مطالعہ کرتا ہے۔

ولایت جزوی اور کلی میں ارض وسماء کا فرق

اسی طرح کئی واقعات ثبوت میں دکھائے جاسکتے ہیں کہ ولی کی نگاہ سے کسی کی زندگی تبدیل ہوسکتی ہے اس سے کسی کو انکار بھی نہیں مگر یہاں یہ حقیقت تسلیم کرنی چاہئے کہ ولایت مقیدہ محدود ولایت میں اور ولایت کلیہ مطلقہ الٰہیہ میں ارض وسماء کا فرق ہے بزرگان دین چشمہ ولایت سے سیراب ہونے اور والیان ولایت الٰہیہ کے دستر خوان سے گدائی کرنے والے ہیں اور حضرات محمدؐ وآلِ محمدؐ عطا کرنے والے معدن ولایت، منبع ولایت، مصدر ولایت ہیں۔ جب تمام ولی بشری صفات سے جدا ہوتا ہے تو قاسم ولایت کی نوع یقیناً مافوق البشر ہے اس لئے فرمایا:

انهم قالوا: نزهونا عن الربو بية وارفعوا عنا حظوظ البشريه ہمیں مرتبہ توحید سے نیچے رکھو اور لوازمات بشری جو تمہارے لئے ہیں ان سے مافوق رکھو۔

ملاحظہ فرمائیں: مشارق الامان، ص ۷۶، مطبوعہ بیروت

مشارق انوار الیقین، ص ۱۳۰، مطبوعہ بیروت

چونکہ حضرات معصومین علیہم السلام مافوق البشر ہیں اس لئے وہ لوح محفوظ وجودی ہیں۔

عام ولی کی پہنچ یہ ہے کہ وہ دعا کرے تو اولاد ہوجائے گی مگر امام کائنات چونکہ ولی مطلق ہے۔ لہٰذا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ امر فرماتا ہے۔ دعا کرنا زھاد وعباد کا کام ہے سلطنت ولایت کلیہ کا تاجدار دعا نہیں امر فرماتا ہے اس لئے کہ وہ ولی الامر ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنكُم

(سورۂ نساء، آیت ۵۹)

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

باب ہشتم

طلب اولاد

باب ھشتم

طلب اولاد

انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنے خاندان اور اپنی نسل کی بقاء چاہتا ہے اس لئے وہ اولاد کا ہمیشہ سے طلبگار رہا ہے اور یہ طلب اولاد سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ جیسا کی انبیاء علیہم السلام نے فرمایا:

وَزَکَرِیَّآ اِذْنَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ (سورۂ انبیاء، آیت ۸۹)

فصل اول

طلب اولاد اور امام عسکری علیہ السلام

جناب مسعودی کتاب ''اثبات الوصیۃ'' میں تحریر کرتے ہیں: جعفر بن موسیٰ فرماتے ہیں میں سامرہ میں خیابان کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو وہاں سے اس حالت میں گزرتے دیکھا کہ آپ مرکب پر سوار تھے۔ میں بہت زیادہ چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی فرزند عطا کرے، میں نے آپ سے کہا کیا میں بھی صاحب اولاد ہوسکتا ہوں؟

امامؑ جب قریب سے گزرے تو اپنے سر کے اشارے سے فرمایا ہاں۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کیا بیٹا ہوگا۔

امامؑ نے اپنے سر اقدس کے ذریعے اشارہ فرمایا: نہیں

اس واقعہ کے بعد میری زوجہ حاملہ ہوگئی اور اس کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی،

ملاحظہ فرمائیں: اثبات الوصیۃ، ص ۲۱۷، مطبوعہ نجف اشرف، عراق

الخرائج، ج ۱، ص ۴۳۸، مطبوعہ ایران

اثبات الھدایۃ، ج ۶، ص ۳۱۹، مطبوعہ ایران

بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۲۶۸، مطبوعہ بیروت

الصراط المستقیم، ج ۲،ص ۲۰۷، مطبوعہ ایران

الھدایۃ الکبریٰ،ص ۳۸۶، مطبوعہ بیروت

تمام عوالم کے لئے

ثقہ جلیل عبداللہ بن بکیرؒ نے فرمایا کہ امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ رسولؐ خدا کی رسالت عام تھی اور سب کو شامل تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں فرمایا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ (سورۂ سباء، آیت ۲۸)

تجھے میں نے بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے یعنی اہل مشرق و مغرب کے لئے اور اہل آسمان و زمین کے لئے، تمام انسانوں اور جنوں کے لئے۔

حضرت نے فرمایا: سوال یہ ہے کہ کیا حضرتؐ نے اپنی رسالت تمام تک پہنچائی اور کس طرح یہ کام کیا؟

میں نے عرض کیا: مجھے معلوم نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے بکیر کے بیٹے اگر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے باہر نہیں گئے تو انہوں نے کس طرح اپنا پیغام اہل مشرق و مغرب تک پہنچایا؟

میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔

آپؑ نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا، اس نے زمین کو اپنے پر کے ذریعے اکھیڑا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نصب کر دیا۔ اس طرح زمین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہتھیلی کی مانند ہوگئی۔ اس کے ذریعے سے آپ نے اہل مشرق و مغرب کی طرف نگاہ کی اور ہر گروہ سے اس کی زبان میں مخاطب ہوئے اور انہیں خدا اور اپنی نبوت کی طرف دعوت دی۔ لہٰذا کوئی ایسا شہر اور دیہات باقی نہ رہا مگر یہ کہ خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دعوت دی۔

ملاحظہ فرمائیں: تفسیر قمی، ج ۲،ص ۲۰۲، مطبوعہ قم مقدسہ

بحارالانوار، ج ۱۸، ص ۱۸۸، ح ۲۰، مطبوعہ بیروت

ثقہ جلیل ابوصلت ہرویؒ نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام لوگوں کے ساتھ ان کی اپنی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ خدا کی قسم آپ تمام لوگوں سے زیادہ عالم اور فصیح تر تھے۔ میں نے ایک دن آپؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے فرزند رسول آپؑ کو ہر زبان کا عالم دیکھ کر تعجب کرتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابوصلتؒ میں کائنات میں عالم کی ہر شے پر اللہ کی حجت ہوں خداوند عالم اپنی حجت کو اس کی رعایا کی تمام زبانوں کی تعلیم دیتا ہے۔ کیا تیرے پاس میرے بابا حضرت علیؑ کا فرمان نہیں پہنچا کہ آپؑ نے فرمایا: ہمیں فصل الخطاب عطا ہوئی ہے۔ فصل خطاب یہی علم لغات ہی تو ہے۔

ابوعبیدہ حذاءؒ نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے تفسیر نقل کی ہے کہ امام علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (سورۂ اعراف، آیت ۱۵۶) میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے۔ آپؑ نے فرمایا رحمت سے مراد عالم امام ہے جو ہر شے کو شامل ہے کیونکہ علم امام علم خدا سے ہر شے پر محیط ہے۔

وارث انبیاءؑ آئمہ ھدیٰؑ کی قدرت وتصرف

امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے

کہ دنیا امام کے سامنے نصف دائرہ کی مانند ہے اور کوئی بھی دنیاوی شئے امام سے پوشیدہ نہیں ہے۔ دنیا کے مختلف ملکوں سے جو چیز اٹھانا چاہے اٹھا سکتا ہے۔

حضرت کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

کُل دنیا ہمارے نزدیک کھانے کے برتن کی مانند ہے جو کہ آدمی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اگر ایسا نہ ہوتو ہم امام نہیں ہوں گے بلکہ دوسرے لوگوں کی طرح ہو جائیں گے۔ اس روایت کو دوسرے علماء نے بھی نقل کیا ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام امامت کا لازمہ یہ ہے کہ وہ خلق خدا سے زیادہ عالم اور قدرت وتوانائی میں بھی ان سب سے زیادہ ہو۔ اس آیت وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ

مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ (سورۂ انعام، آیت ۷۵) ہم نے اسی طرح ابراہیمؑ کوملکوت آسمان وزمین دکھائے تاکہ اس کا ایمان پختہ ہوجائے۔

خداوند عالم نے خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے بارہ اوصیاء کوسات آسمان، سات زمین اور مافوق عرش اس طرح دکھائے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے تھے۔ بلکہ وہ کچھ بھی دکھایا جو ابراہیم علیہ السلام کو بھی نہ دکھایا تھا۔

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار، احوال ابراہیمؑ، ج ۱۲، ص ۲۷، مطبوعہ بیروت

حضرت باقر العلوم علیہ السلام نے محمد بن مسلم سے فرمایا: خداوند عالم نے جس چیز کو بھی خلق کیا چرند، پرند وغیرہ یہ ہمارے بنی آدمؑ سے کہیں زیادہ مطیع اور تابعدار ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: اثبات الھداۃ، ج ۵، ص ۱۷۱، مطبوعہ ایران

اثبات ولایت، ص ۶۶، مطبوعہ ایران

فصل دوئم

علم اصلاب وارحام

حضرات طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کا علم کلی الٰہی ہے وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (سورۂ یٰسین، آیت ۱۲) اس پر شاہد عدل ہے یہ ذوات مقدسہ علم کل رکھتے ہیں عالم ماکان ومایکون ہیں ان کا علم حضوری شہودی اعیانی ہے۔ یہ وہ ذوات مطہرہ ہیں جو علم کل کی حامل ہیں اور اصلاب وارحام کا علم ان کے پاس ہے۔ کتب معتبرہ واحادیث متواترہ اس موضوع میں موجود ہیں۔ لہٰذا چند احادیث زیب قرطاس کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

ان احادیث پر غور وفکر کرنے والے پر سارے حقائق منکشف ہوجاتے ہیں کہ ان ذوات مقدسہ کے پاس علم اصلاب وارحام ہے۔ اگر سائل اولاد کے متعلق سوال کرے تو اس کو آگاہ فرماتے ہیں اور اگر طلب اولاد کرے تو پھر خزانہ الٰہیہ سے تصرف فرما کر اولاد عطا فرمادیتے ہیں۔

امامؑ اور علم مافی الارحام

اول : آئمہ معصومین علیہم السلام مافی الارحام کے عالم ہیں اور خدائے عز وجل نے یہ علم خود ان کو ودیعت فرمایا ہے، صفوان بن یحییٰ سے روایت ہے کہ صادق آلِ محمد علیہم السلام نے فرمایا: ہمیں اولین وآخرین کا علم دیا گیا ہے کسی نے پوچھا آپؑ علم غیب بھی جانتے ہیں؟ فرمایا:

انی لا علم ما فی الاصلاب الرجال وارحام النساء و یحکم وسعوا صدورکم و التبصرأ عینکم و التع قلوبکم فنحن حجة اللّٰه تعالیٰ فی خلقه ولن یسع ذلك الا صدر کم مومن قوی قوته کقوة جبال تهامة الا باذن اللّٰه

ملاحظہ فرمائیں: بحارالانوار، ج ۲۶، ص ۲۷، مطبوعہ بیروت

مناقب ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۲۵۰

احقاق الحق، ص ۴۵۹، مطبوعہ کویت

طوالع الانوار، ص ۱۸۶، مطبوعہ ایران، طبع قدیم

مناقب آل ابن ابی طالب، ج ۳، ص ۳۷۴

میں مردوں کے اصلاب اور ماؤں کے ارحام تک سے واقف ہوں وائے ہو تم پر اپنے سینوں کو کشادہ کرو اور اپنی آنکھیں کھولو اور اپنے دلوں سے تنگی دور کرو ہم حجت خدا ہیں۔ ہمارے فضائل برداشت نہیں کرسکتا مگر وہ مومن جس کا دل کوہ تہامہ کی طرح مضبوط ہو۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا علم مافی الارحام

دوئم: قبیلہ ہمدان کے ایک مرد اعمش سے روایت ہے کہ جنگ صفین میں مولاؑ کی خدمت میں ہم حاضر تھے جب شامیوں نے لشکر کے دائیں جانب حملہ کر کے شکست دی تو یہ دیکھ کر مولا امیر المومنین علیہ السلام نے تین دفعہ فرمایا **ابا مسلم خذھم** (اے ابو مسلم شامیوں کو پکڑو) مالک اشتر نے عرض کی مولاؑ ابو مسلم لشکریوں کے درمیان نہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا میری مراد ابو مسلم خولانی نہیں بلکہ وہ

شخص ہے جو مشرق کی جانب سے اٹھ کر اہل شام کو ہلاک اور سلطنت بنی امیہ پر غلبہ پائے گا۔

ملاحظہ فرمائیں: مناقب ابن شہر آشوب، ج ا،ص ۱۷۷، مطبوعہ ایران

صحیفۃ الابرار، ج ۲،ص ۹۴، مطبوعہ بیروت

سوئم: صحابی جلیل عمار یاسرؓ سے روایت ہے کہ ۱۷ اصفر کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک ناقہ سوار عورت جس کے ساتھ تلوار سونتے ہوئے سات ہزار سوار تھے آئی۔ جن میں سے کوئی تو ان کی پاک دامنی پر مصر تھا تو کوئی اس کی تر دامنی کی گواہی دے رہا تھا اور وہ عورت بار بار کہہ رہی تھی۔[یا غیات المستغیثین] و یا غایة الطالبین، ویا کنز الراغبین و یا ذا القوة المتین و یا مطعم المسکین [ویا رازق] العدیم، ویا محیی کل عظم رمیم، و یا قدیما سبق قدمه کل قدیم (ویا من هوبکل شیء علیم) و یا طود من لا طود له، و کنز من لا کنزله الیك توجهت (وبولایتك) توسلت(و خلیفة رسولك قصدت، اکشف لی غمتی) و فرج عنی کر بتی اے فریادیوں کے فریادرس، اے لاچاروں کے مددگار میری مصیبت کو دور فرما۔ اے پناہ مانگنے والوں کو پناہ دینے والے، اے عشاق کی منزل آخر، اے زبردست قوت کے مالک، اے یتامیٰ کو طعام دینے والے، اے مفلس کو رزق فراہم کرنے والے، اے بالیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنے والے، اے وہ قدیم جس سے پہلے کوئی نہ تھا، اے بے یارومددگار کے یارو ناصر، اے تہی دستوں کا خزانہ! میں نے آپ کی طرف متوجہ ہوں آپ کی ولایت کی وجہ سے اور اللہ کے رسول کے خلیفہ میں آپ سے مدد مانگتی ہوں، میرے غم کو ہٹائیں اور میری مصیبتوں کو دور کر دیں۔

عورت کے محمل کے اردگرد قریباً ایک ہزار افراد تلواریں علم کیے ہوئے تھے جن میں کچھ عورت کے موافق تھے اور کچھ اس کے مخالف تھے۔

میں نے ان لوگوں سے کہا: امیر لامومنین علیہ السلام تم لوگوں کو اندر بلاتے ہیں۔ یہ سن کو عورت محمل

سے نیچے اتری اور اس کے ساتھ اس کی قوم وقبیلہ کے افراد بھی مسجد میں داخل ہوئے۔
عورت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں آئی اور اس نے عرض کی:
یا علی ایاك قصدت، فاکشف ما بی من غمة انك ولی ذالك و القادر علیه
اے میرے مولا! میں آپ کا قصد کر کے آئی ہوں۔ آپؑ میری پریشانی دور کریں اور اللہ نے آپ کو اس کی قدرت عطا کی ہے۔
امیر المومنین علیہ السلام نے مجھے (عمار) حکم دیا کہ عمار! تم جا کر پورے کوفہ شہر میں یہ منادی کرو کہ جس نے بھی امیر المومنینؑ کا فیصلہ دیکھنا ہو تو مسجد میں آجائے۔
میں نے شہر میں یہ منادی کی۔ لوگ جوق در جوق مسجد میں جمع ہوئے اور لوگوں کے اژدہام کی وجہ سے مسجد میں تل دھرنے کی جگہ باقی نہ رہی۔ پھر آپؑ نے ان سے فرمایا:
اہل شام! اب تم اپنا مسئلہ بیان کرو۔
یہ سن کر ایک بزرگ کھڑا ہوا جس نے اتحمی چادر، عدنی حلہ پہن رکھا تھا اور اس نے ریشمی عمامہ سر پر باندھا ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا:
السلام علیك یا کنز الضعفاء و یا ملجا اللهفا، یا مولای
آپؑ پر سلام ہو اے کمزروں کی جائے پناہ، اے مصیبت زدوں کی پناہ گاہ! یہ میری لڑکی ہے، اس کا شوہر نہیں ہے، یہ تو کنواری ہے لیکن پھر بھی حاملہ ہے۔ جس کی وجہ سے قوم میں رسوا ہو گیا ہوں۔ میرا نام فلمس بن غفریس ہے۔ شرافت، رعب داری اور شائستگی میں مشہور ہوں۔ میں اپنے علاقہ اور قوم کا سردار، سخاوت اور شجاعت میں مشہور ہوں، میرے گھر کے چولہے مہمانوں کے لئے ہمیشہ گرم اور روشن رہتے ہیں، ہر وقت مہمانوں کے لئے کھانا تیار ہوتا رہتا ہے لیکن اب اس مصیبت کی وجہ سے میں خود رسوا ہو چکا ہوں یا علی حائر فی امری فاکشف هذه الغمة فهذا عظیمة لا اجد اعظم منها یا علی علیہ السلام اس مصیبت میں میں پھنسا ہوا ہوں اور سخت حیران و پریشان

ہوں آپ میری اس مصیبت کو دور فرمائیں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے لڑکی سے فرمایا کہ تو کیا کہنا چاہتی ہے؟

لڑکی نے اپنے باپ کے قول کی تصدیق کی اور کہا یہ بالکل صحیح ہے کہ میں کنواری ہوں۔ میرا باپ بالکل سچ کہتا ہے، میں کنواری ہوں اور جہاں تک میرے باپ کی اس بات کا تعلق ہے کہ میں حاملہ ہوں تو خدا کی قسم! میں نے آج تک خیانت نہیں کی اور میں خدا کو شاہد بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا و انت اعلم به منی و تعلم انی ما کذبت فیما میرے حال کو آپؑ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ میں جھوٹ نہیں بول رہی ففرج عنی غمی یا عالم السر و اخفی۔ لہٰذا آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ میری مدد کریں اور مجھے اس مصیبت سے نجات دیں اے ظاہر و باطن اور پوشیدہ رازوں کو جاننے والے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور تکبیر بلند کی فرمایا اللہ اکبر وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۸۱) پھر حضرت نے پردہ حائل کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپؑ نے فرمایا کوفہ کی کسی دائی کو یہاں لایا جائے۔

ایک دائی جس کا نام ''لبنیٰ'' تھا اسے مسجد میں لایا گیا۔ وہ کوفہ کی مشہور دائی تھی۔ آپؑ نے اس سے فرمایا اس عورت کو حجاب میں لے جاؤ اور اس کا معائنہ کر کے ہمیں بتاؤ کہ یہ لڑکی حاملہ ہے یا نہیں؟ اور دایہ سے اس کے دوشیزہ ہونے کی تصدیق چاہی۔ دایہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ واقعی یہ کنواری ہوتے ہوئے حاملہ ہے۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: فقال یا اهل الکوفة این الائمة الذین ادعوا منزلتی؟ این من یدی فی نفسه ان له مقام الحق فیکشف هذا الغمة؟ فقال عمرو بن حریث کالمستهزی :ما لها غیرك یا بن ابی طالب و الیوم تثبت لنا امامتك

حضرت نے فرمایا: اہل کوفہ! امامت کے وہ دعویدار کہاں ہیں جو میرے مقام و منزلت کا دعویٰ کرتے

ہیں اور وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے دل میں یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں بھی میرے طرح سے حقائق پر عبور حاصل ہے؟ آج انہیں چاہیے کہ آئیں اور اس مسئلہ کو حل کریں۔

عمرو بن حریث نے استہزائیہ انداز میں کہا: اس مسئلہ کو آپؑ کے بغیر کوئی حل نہں کر سکتا اور آج ہمارے لئے آپؑ کی امامت ثابت ہو جائے گی۔

امیر المومنین علیہ السلام نے لڑکی کے والد سے کہا:

ابوالغضب! کیا تم دمشق کے علاقہ میں نہیں رہتے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: تو کیا تمہارے گاؤں کا نام ''اسعاد'' نہیں ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں یہ سچ ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو برف کا ایک ٹکڑا یہاں لے آئے؟

ابوالغضب نے کہا: مولاؑ! ہمارے ع٣لاقہ میں برف بہت زیادہ ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: لیکن ہمارے اور تمہارے علاقہ کے درعمیان اڑھائی سو فرسخ کا فاصلہ حائل ہے۔

حضرت عمار کا بیان ہے کہ حضرتؑ نے منبر کوفہ پر بیٹھ کر اپنا ہاتھ دراز کیا اور آپؑ نے اپنا ہاتھ واپس کھینچا تو اس میں برف کے ٹکڑے تھے جن سے پانی ٹپک رہا تھا۔

پھر آپؑ نے وہ برف دائی کے حوالے کی اور فرمایا: یہ برف لے جاؤ اور اس لڑکی کو پردہ میں بٹھا کر اس کی اندام انہانی کے قریب یہ برف رکھ دو۔ کچھ دیر کے بعد ایک لوتھڑا اس سے برآمد ہوگا جس کا وزن پچپن درھم اور دو دانق ہوگا۔

دائی نے برف اٹھائی اور لڑکی کو مسجد سے باہر ایک علیحدہ مکان میں لے گئی اور وہ ایک طشت لے آئی اور اس نے برف کو ایک طشت میں رکھا اور طشت کو لڑکی کی اندام نہانی کے قریب رکھ دیا۔ کچھ دیر کے

بعد لڑکی کے رحم سے ایک بہت بڑا لوتھڑا گرا جس کا دائی نے وزن کیا تو اس کا وہی وزن تھا جو کہ حضرتؑ نے پہلے بتایا تھا۔

دائی لڑکی کو لے کر امیر الامومنین علیہ السلام کے پاس آئی اور اس نے وہ لوتھڑا بھی آپؑ کے سامنے رکھا۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تو نے اس کا وزن کیا تھا؟

دائی نے کہا: جی ہاں! اس کا وہی وزن ہے جو آپؑ نے فرمایا تھا۔ پھر آپؑ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ (سورۃ الانبیاء، آیت ۴۵)

پھر آپؑ نے لڑکی کے باپ سے فرمایا:

ابو الغضب! اپنی لڑکی کو گھر لے جاؤ۔ تمہاری لڑکی نے کوئی خیانت نہیں کی تھی۔ جب یہ دس سال کی بچی تھی تو ایک جرثومہ اس کے پیٹ میں چلا گیا تھا اور اب تک وہاں پرورش پاتا رہا اور آج وہ لوتھڑا بن کر باہر آ گیا۔

لڑکی کا باپ خوش ہو کر اٹھا اور اس نے کہا:

اشهد انك تعلم ما فى الارحام وما فى الضمائر

میں گواہی دیتا ہوں کہ ارحام میں جو کچھ ہے آپؑ اسے جانتے ہیں اور آپؑ دل کے پوشیدہ راز بھی جانتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: عیون المعجزات، ص ۸۷ تا ۸۴، مطبوعہ بیروت

مدینۃ المعاجز، ص ۲۶۴ تا ۲۶۶، مطبوعہ بیروت

طوالع الانوار، ص ۱۹۵، مطبوعہ تہران

معاجز اہل البیت، ص ۶۴ تا ۶۷، مطبوعہ بیروت

حضرت امام حسن علیہ السلام کا علم مافی الارحام

چہارم: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک سال امام حسن علیہ السلام نے پا پیادہ حج کیا آپ کے پاؤں متورم ہو گئے ایک غلام نے عرض کی مولاؑ اگر آپؑ سوار ہو جاتے تو اس ورم سے آپؑ کو سکون مل جاتا فرمایا نہیں جب اگلی منزل آئے گی تو ایک حبشی تجھے ملے گا جس کے پاس تیل ہو گا وہ اس سے خرید لینا اور قیمت دینے میں دیر نہ کرنا۔ اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپؑ پر نثار ہوں وہاں تو ایسا دوا فروش کبھی نہیں دیکھا گیا فرمایا صحیح لیکن اب منزل اس کے قریب وہ تیرے سامنے ہوگا پس وہ ایک میل ہی آگے بڑھے ہی تھے کہ سامنے حبشی کو موجود پایا۔ حضرتؑ نے غلام سے فرمایا: جا کر اس سے تیل خرید لا اور قیمت دے دے۔ چنانچہ وہ گیا حبشی نے کہا اے غلام اس تیل کی کس کو ضرورت ہے۔ اس نے کہا حسن بن علی علیہ السلام کو۔ وہ حبشی بولا مجھے ان کے پاس لے چل وہ اسے مولاؑ کے پاس لے آیا۔ حبشی بولا میرے ماں باپ آپؑ پر فدا میرے آقا مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ آپؑ کو اس (تیل) کی ضرورت ہے میں اب اس کی قیمت ہرگز نہیں لوں گا میں تو آپؑ کا غلام ہوں چاہتا ہوں کہ آپؑ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک لائق فرزند عطا فرمائے کیونکہ میں اپنی اہلیہ کو دردِ زہ میں چھوڑ آیا ہوں۔ فقال انطلق الی منزلك فقد وھب اللہ ذکراً سویاً و ھو من شیعتنا آپؑ نے فرمایا کہ اپنے گھر جا خالق نے تجھے لائق فرزند عطا کر دیا ہے جو ہمارے شیعوں میں سے ہوگا۔

ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی، ج ۴، ص ۴۶۳

حضرت امام رضا علیہ السلام اور علم مافی الارحام

پنجم: عبداللہ بن محمد ہاشمی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں آپ پر قربان آپ کے آباؤ اجداد حضرت موسیٰ بن جعفر و جعفر بن محمد و محمد بن علی و علی ابن الحسین علیہ السلام تمام علوم گذشتہ تا قیام قیامت تک کو جانتے تھے آپؑ

ان علوم کے وارث ہیں مجھے آپ سے ایک حاجت ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا: بیان کر۔ میں نے عرض کی میری ایک لونڈی ہے جو مجھے بہت عزیز ہے کئی دفعہ حاملہ ہوئی لیکن پیدائش سے پہلے اس کا بچہ ساقط ہوا۔ اب پھر حاملہ ہے مجھے خطرہ ہے کہیں پھر حمل ساقط نہ ہو۔ امامؑ نے فرمایا: لا تخف من اسقاطھا فانھا تسلم و تلد غلاماً اشبه الناس بامه و تکون له خنصر زائدة فی یده الیمنیٰ لیست بالمدلا و فی رجله الیسری خنصر زائدة لیست بالمدلاۃ فکر نہ کر اس دفعہ اس کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوگا جو ہو بہو ماں کی طرح ہوگا اس کے دائیں ہاتھ میں ایک انگلی زائد اور اس کے بائیں پیر کی بھی ایک انگلی زائد ہوگی۔ مامون نے کہا کہ ابھی چند ہی دن گذرے تھے کہ اس لونڈی سے بچہ پیدا ہوا جو ہر لحاظ سے ماں سے مشابہ تھا اور فرمانِ امامؑ کے مطابق اس کے دائیں ہاتھ میں ایک انگلی اور بائیں پیر میں ایک انگلی زائد تھی امام نے جو کچھ فرمایا تھا من وعن صحیح نکلا۔

ملاحظہ فرمائیں: بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۳۰، مطبوعہ بیروت

عیون اخبار رضا، ج ۲، ص ۲۴۵، مطبوعہ ایران

مناقب آل ابی طالب، ج ۴، ص ۳۳۳، مطبوعہ ایران

حضرت ولی العصر عجل اللہ فرجہ الشریف اور علم مافی الارحام

ششم: شیخ جلیل ابا العباس احمد بن علی نجاشی الاسد تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ صدوقؒ کے والد گرامی شیخ القمیین علی ابن الحسین ایک مرتبہ عراق تشریف لائے اور جناب حسین بن روح (نائب امام) سے ملاقات کی ان سے چند مسائل دریافت کیئے پھر جب قم واپس گئے تو علی ابن جعفر الاسد کے توسط سے انہیں خط لکھا کہ میرا یہ عریضہ امام العصرؑ تک پہنچا دیں جس میں انہوں نے اولاد ہونے کی درخواست کی تھی۔

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے جواب میں تحریر فرمایا:

اس کی زوجہ (جو آپ کی چچازاد تھیں) سے اولاد نہ ہوگی اور عنقریب ایک ویلمی کنیز سے آپ کے دو پسر صاحب خیر، نیکوکار، فقیہہ اور فاضل پیدا ہوں گے۔

ملاحظہ فرمائیں: رجال نجاشی، ج ۲، ص ۸۹، مطبوعہ بیروت

سید المحدثین علامہ سید نعمت اللہ جزائری طاب ثراہ تحریر فرماتے ہیں کہ

شیخ صدوق کا نام حضرت حجۃ علیہ السلام نے رکھا تھا۔ ناحیۂ مقدسہ سے جو توقیع صادر ہوئی تھی اس کے الفاظ یہ تھے۔

و قد قبل الله الدعاء و سيو لدلك ولدان فسم احد هما محمد والاخر حسينا

ملاحظہ فرمائیں: انوار نعمانیہ، ج ۲، ص ۲۴، مطبوعہ تبریز

اللہ پاک نے دعا قبول فرمائی اور عنقریب تمہارے یہاں دو فرزند پیدا ہوں گے ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام حسین رکھنا۔

یہ توقیع شیخ صدوقؒ کے پاس تھی اور وہ اس پر فخر کرتے تھے۔

ثقہ جلیل ابو بصیرؒ بیان کرتے ہیں

میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گیا۔ میں نے کہا آپ لوگ رسولؐ اللہ کے وارثان ہیں؟ فرمایا: ہاں میں نے کہا رسولؐ اللہ انبیاءؑ کے وارث ہیں اور آپ نے وہ سب جان لیا جو انہوں نے جانا تھا؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا آپؑ اس پر قدرت رکھتے ہیں کہ آپؑ مردوں کو زندہ کر دیں اور آپ مادرزاد اندھے اور کوڑھ زدہ کو ٹھیک کر دیں؟ آپؑ نے مجھ سے فرمایا: ہاں۔ اللہ کے اذن سے پھر فرمایا: اے ابو محمد تم میرے قریب ہو جاؤ۔ آپؑ نے میری آنکھوں اور چہرے پر اپنا ہاتھ پھیرا تو میں نے سورج، آسمان، زمین، مکانات اور ہر چیز کو گھر ہی میں دیکھ لیا پھر آپؑ نے فرمایا؛ تم کیا پسند کرتے ہو کہ تمہارے لئے اس طرح کا (سب کچھ) ہو اور روز قیامت تمہارے حق میں وہ ہو جو لوگوں کے حق میں ہے اور تمہارے خلاف وہ ہو جو ان کے خلاف ہے یا تم اس حالت پر لوٹ جاؤ جس پر تم تھے اور

تمہارے لئے خالص جنت ہو؟ میں نے کہا میں جیسے تھا اس (حالت) پر لوٹتا ہوں۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ پھر آپ نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو میں اسی حالت پر لوٹ گیا جس پر میں تھا۔ علی (ایک صحابی) کہتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ ابن ابی عمیر سے بیان کیا انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً یہ حق ہے جس طرح بلاشبہ چڑھا ہوا دن حق ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: بصائر الدرجات، ج ۶، باب سوم، ص ۲۶۹، مطبوعہ ایران

ابوحمزہ ثمالی روایت کرتے ہیں

میں نے امام علی بن الحسینؑ سے کہا میں آپؑ پر قربان جاؤں میں آپ سے تین باتوں کے متعلق سوال کرتا ہوں۔ اس کے متعلق آپ مجھ سے تقیہ کو دور کریں۔ آپؑ نے فرمایا پوچھو میں نے کہا آپؑ سے فلاں اور فلاں کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔ فرمایا: ان دونوں پر اللہ کی لعنت ہے اس کی تمام لعنتوں کے ساتھ اللہ کی قسم! وہ دونوں اس حال پر مرے کہ دونوں کافر تھے اور اللہ عظیم کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے تھے۔ پھر میں نے کہا آئمہؑ مردوں کو زندہ کرتے ہیں، مادرزاد اندھے کو ٹھیک کرتے ہیں اور پانی پر چلتے ہیں؟ فرمایا: اللہ نے جس نبی کو جو کچھ بھی عطا کیا وہ ان کے پاس نہیں تھا میں نے کہا؛ ہر وہ چیز جو رسولؐ اللہ کے پاس تھی وہ امیر المومنین علیہ السلام کو عطا کی؟ فرمایا: ہاں پھر ان کے بعد حسنؑ و حسینؑ کو پھر روز قیامت تک ہر امامؑ کو بھی مزید عطاؤں کے ساتھ جو ہر ماہ و ہر سال میں نئی آتی ہیں۔ ہاں اللہ کی قسم! ہر گھڑی میں۔

ملاحظہ فرمائیں: بصائر الدرجات، ج ۶، باب سوم، ص ۲۶۹ تا ۲۷۰، مطبوعہ ایران

حضرت امام علیؑ زین العابدینؑ کا ارشاد حق بنیاد

قال ما اعطی اللہ نبیا شیاًقط الا و قد اعطاہ محمدؐ اعطاہ مالم یکن عند ھم

جو کچھ پروردگار نے انبیاءؑ کو عطا فرمایا وہ سب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی عطا فرمایا۔

حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا مٹی سے پرندہ بنا کر فضا میں اس کو زندہ اڑا دینا اس بات کی دلیل ہے کہ

نبی کو خلق کرنے پر قدرت و تصرف حاصل ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے مٹی سے پرندہ بنایا مادہ موجود تھا۔ گندھی ہوئی مٹی کو پرندے کی شکل دی۔ فخر مسیح علیہ السلام وارث روح اللہ امام حسین علیہ السلام چونکہ اولی الامر ہیں آپ نے بے اولاد راہب کے لئے دعا نہیں فرمائی بلکہ امر تکوینی سے بے اولاد کو اولاد عطا فرمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پرندہ بنا کر اڑایا، حضرت امام حسین علیہ السلام نے آن واحد میں امر جاری کیا کن فرما کر راہب کو سات بیٹے عطا فرما دیئے۔ منکرین فضیلت اور مقصرین کو چاہئے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کے خالق پرندہ ہونے کا انکار کریں پھر حدیث راہب پر عوں عوں کریں۔ پس جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پرندہ خلق کرنے کا انکار کرے وہ اسلام سے خارج ہے جو وارث مسیح علیہ السلام وارث روح اللہ کے تصرف تکوینی کا انکار کرے وہ بھی ایمان سے خارج ہے۔

اہل سنت کا اپنے بزرگان دین سے طلب اولاد

بزرگان دین سے اولاد کی طلب کرنا اور اولاد کے لئے اللہ سے رجوع کرنا تمام مکاتب فکر میں مرسوم و رائج ہے۔ ہم یہاں چند اہل سنت بزرگان دین سے ان کے مریدین کی طلب اولاد کے حوالہ سے حکایات بیان کر رہے ہیں۔

محقق اہل سنت علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری لکھتے ہیں

خدا بیٹا دے گا نام عبداللطیف رکھنا

تاجدار نقشبندیت، حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ گیلانی نقشبندی مجددی چوراہیؒ کی بارگاہ میں ایک مرتبہ حسن دین نامی ٹھیکیدار حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگا حضور زندگی کا کافی حصہ گزر چکا ہے اب شباب بھی ختم ہو گیا ہے مگر اولاد جیسی نعمت سے ابھی تک محروم ہوں۔

حضرت خواجہ سید فقیر محمد نقشبندی چوراہی نے ایک تعویذ اس کو عنایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ حسن دین میرا خالق و مالک تجھے بیٹا دے گا اس کا نام عبداللطیف رکھنا۔

چنانچہ جب اگلے برس دوبارہ اس کے گاؤں میں تشریف لے گئے تو حسن دین ایک چھوٹا سا بچہ گود میں لئے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور یہ وہی بچہ ہے جو خدا نے آپ کی دعا سے مجھے دیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: تذکرہ اولیاء پوٹھوار، ج ا ص ۵۳۳

تذکرہ نقشبندیہ خیریہ، ص ۸۹۲

گلدستہ اولیاء، ص ۳۲۶

علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری فرماتے ہیں

معلوم ہوا ہے کہ اللہ والے اگر کسی بے اولاد کے حق میں رب کریم کی بارگاہ میں اولاد کے لئے دعا فرما دیں تو رب کریم اپنے ولی کی دعا قبول کرتے ہوئے اس بے اولاد کو اولاد نرینہ سے نواز دیتا ہے۔ یہ معلوم ہوا اللہ والے جب دعا دیتے ہیں تو پھر آنے والے کا نام بھی پورے اعتماد اور یقین سے رکھ دیتے ہیں اس لئے ان کا رب کریم کی ذات پر مکمل ایمان ہوتا ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی

اپنی کتاب ارواح ثلاثہ ۲۳۱ پر رقمطراز ہیں کہ راؤ عبدالرحمٰن صاحب کے پاس کوئی اولاد کے حصول کے لئے دعا کرانے آتا تو وہ یہ بھی بتا دیتے تھے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ لوگوں نے راؤ صاحب سے پوچھا کہ آپ یہ کیسے بتاتے ہیں۔ فرمایا کہ کیا کروں بے محابا مولود کی صورت سامنے آ جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ بوقت دعا بچے کا نام وہی رکھ سکتا ہے جس نے آنے والے کی صورت کو دیکھا ہوگا کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔

حدیث دل کسی درویش بے کلیم سے پوچھ
خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آگاہ

ملاحظہ فرمائیں: مجموعہ کرامات اولیاء، ج ا ص ۳۰۳، مطبوعہ راولپنڈی

خدا بیٹا دے تو نام محمد شریف رکھنا

منبع فیوض برکات، فخر السادات حضرت خواجہ فقیر محمد شاہ نقشبندی مجددی چوراہیؒ ایک مرتبہ موضع ڈیریانوالہ ضلع سیالکوٹ کی مسجد پٹھانا نوالی میں جلوہ افروز تھے کہ ایک مرید ولی داد خان نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور اللہ کریم نے مجھے چھ بیٹیاں عنایت کی ہیں مگر بیٹا ایک بھی نہیں ہے۔ دعا فرمائیں کہ خدا مجھے بیٹا عنایت فرمادے۔

حضرت خواجہ چوراہیؒ نے اس کو گُڑ پڑھ کر دیا اور فرمایا یہ گُڑ اپنی بیوی کو کھلا دینا۔ انشاءاللہ میرا مالک بیٹا دے گا اس کا نام محمد شریف رکھنا۔

حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ نقشبندیؒ دوبارہ اگلے برس اس گاؤں میں گئے تو ولی داد خان بچے کو گود میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور یہ بچہ وہی ہے جو خداوند کریم نے آپ کی دعاؤں کے طفیل مجھے عنایت فرمایا ہے جس کا نام آپ کے حکم کے مطابق محمد شریف ہی رکھا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: تذکرہ نقشبندیہ خیریہ، ۸۹۲

تذکرہ اولیاء پوٹھوہار، ج ا، ص ۵۳

گلدستہ اولیاء، ص ۳۲۶

مظاہر چوراہیہ، ص ۲۹۲

علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری فرماتے ہیں

معلوم ہوا ہے کہ اللہ والوں کے پاس بے اولاد کا حصول کے لئے آنا اس مقصد سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولی کی عبادت و ریاضت کے صدقے اس کی دعا کو رد نہیں کرتا بلکہ شرف قبولیت عطا کر کے خالی دامنوں کو بھر دیتا ہے۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ (سورۂ جمعہ، آیت ۴) یہ سب کچھ اللہ کے فضل کے بغیر نہیں ہے۔ جب ولی کامل کثرت اطاعت و نوافل عبادات و خلوص سے بارگاہ ایزدی کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ کا فضل و احسان اور کرم اس کے شامل حال

ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا کہنا اللہ ہی کا کہنا ہوتا ہے۔ جو وہ کہہ دیتا ہے اللہ اسے پورا کر دیتا ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

تمہارے گھر پانچ بیٹے ہوں گے

حضرت مولانا خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندیؒ کے ایک مرید قصبہ کیتھل ہون تحصیل کہوٹہ کے رہنے والے کالا خان کی جن دنوں بیوی کا انتقال ہوا تو وہ خاصے پریشان تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے ہاں کوئی اولاد بھی نہ تھی۔ ایک دن وہ حضرت مولانا خواجہ عبدالرحمٰن نقشبندی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور نہ اولاد ہے اور نہ ہی بیوی رہی زندگی کے لمحات اس طرح کیسے گزریں گے۔ آپ نے فرمایا دریا کے اس پار (دریائے جہلم) کی جانب نکل جاؤ خداوند کریم کوئی بہتر صورت پیدا کرے گا اور اللہ کو منظور ہوا تو تمہارے گھر پانچ بیٹے جنم لیں گے۔ کالا خان صاحب فرماتے ہیں کہ میں آپ کی بات سن کر اپنے ماموں زاد بھائی محمد خان کو ہمراہ لے کر دریا پار کشمیر کی جانب چلا گیا اور چند روز تک اس علاقے میں گھومتے پھرتے رہے۔ ذہن میں بار بار آپ کا ارشاد گونجتا کہ دریا کے پار جاؤ خدا بہتر صورت پیدا کرے گا تمہارے ہاں پانچ بچے جنم لیں گے۔ مگر کافی دیر گھومنے کے بعد کوئی صورت سامنے نہیں آئی۔ ہم نے مایوسی کے عالم میں واپسی کا ارادہ کیا چلتے چلتے جب دریائے جہلم کے کنارے پہنچے تو کیا دیکھا ایک خاتون دریا کے کنارے اکیلی کپڑے دھو رہی تھی۔ ہمیں خیال گزرا کہ اس جنگل بیابان میں دریا کے کنارے اکیلی عورت کا کیا کام۔ آخر اس سے پوچھا جائے کہ تو کون ہے کہاں جانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ میں نے اپنے ماموں زاد بھائی خان محمد سے کہا کہ تم جا کر اس سے پوچھو کہ یہ کون ہے اور یہاں کیوں بیٹھی ہے؟ میرے ماموں زاد بھائی نے اس کے قریب جا کر پوچھا کہ بہن اس جنگل بیابان میں دریا کے کنارے اکیلی کیوں بیٹھی ہو؟ اس نے کہا کہ میں آزاد کشمیر کے فلاں گاؤں کی رہنے والی ہوں۔ خاوند فوت ہو گیا ہے، اولاد سے محروم ہوں۔ اب محنت مزدوری کی غرض سے دریا کے پار جانا چاہتی ہوں تاکہ زندگی کے بقایا دن کہیں محنت مزدوری کر کے گزار لوں۔

اس کی بات سن کر محمد خان نے کہا کہ بی بی میرا ایک ادھیڑ عمر کا بھائی میرے ہمراہ ہے۔اس کی بیوی فوت ہوگئی ہے، اولاد بھی اس کے ہاں نہ ہے اگر تمہاری خوشی اور مرضی ہو تو اس سے نکاح کرلو ہم تمہیں اپنے ساتھ لا جائیں گے اور انشاء اللہ خدا کے کرم وفضل سے تمہاری زندگی کے بقایا ایام بہتر گزریں گے۔اس نے حامی بھر لی ہم اس لے کر اپنے گاؤں پہنچے اسے وہاں حضرت مولانا خواجہ عبد الرحمٰن نقشبندیؒ صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور آپ نے تمام واقعہ سننے کے بعد فرمایا شرعی تقاضا یہ ہے کہ تم پہلے اس عورت کے گاؤں میں جا کر اس کے بارے میں معلوم کرو کہ آیا عورت نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ بھی ہے یا نہیں۔

چنانچہ ہم دونوں بھائی پھر واپس پلٹے اس عورت کے گاؤں گئے اور وہاں کے لوگوں سے اس عورت کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ جو کچھ اس عورت نے کہا تھا وہ حرف بحرف درست اور صحیح تھا۔ہم وہاں سے چل کر آپ کی خدمت میں پہنچے اور تمام ماجراء سنایا۔اس کے بعد آپ نے اس عورت سے نکاح کی اجازت دے دی اور پھر ہم نے نکاح کرایا تو اس کے بعد کالا خان صاحب کے گھر خدا نے بالترتیب چار بیٹے دیئے جب پانچواں بیٹا پیدا ہوا تو ان کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوگیا تھا۔ہم نے اس کی اطلاع ایک قاصد کے ذریعے آپ کو کی تو آپ نے انتقال کی خبر سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ کا لاکھ بار شکر ہے کی اس نے فقیر کی لاج رکھ لی۔

ملاحظہ فرمائیں: بحوالہ تذکرہ اولیاء پوٹھوہار، ج ۲، ص۲۱۶ تا ۲۱۸

تذکرہ مولانا محمد یعقوب نقشبندیؒ، ص۲۷ تا ۲۸

علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری فرماتے ہیں

معلوم ہوا ہے کہ اللہ والے اپنے نور باطن سے آئندہ پیش آنے والے حالات و واقعات کا مشاہدہ کر لیتے ہیں اور اشاروں میں مریدین کو بتا بھی دیتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اللہ والے یہ بھی

جانتے ہیں کہ اس گھر میں کتنے بچے پیدا ہوں گے۔

ملاحظہ فرمائیں: مجموعہ کرامات اولیاء، ج ۱، ص ۳۸۷ تا ۳۸۸، مطبوعہ راولپنڈی

جا تیرے گھر لڑکا ہوگا (مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

مولوی حبیب الرحمٰن کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ حضرت شاہ عبد الرحیم دہلویؒ کے ایک خلیفہ جناب پنج لدسہ صوبہ پنجاب والے بڑے صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ ان کے کشف کی حالت یہ تھی کہ کوئی لڑکا یا لڑکی کے لئے تعویز مانگتا تو دینے کے بعد بے تکلف فرما دیتے کہ جا تیرے گھر لڑکا یا لڑکی پیدا ہوگی۔ لوگوں نے عرض کی حضرت یہ آپ کیسے بتا دیتے ہیں جواب میں فرمایا بے محابا مولود کی صورت سامنے آجاتی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: مجموعہ کرامات اولیاء، ج ۱، ص ۴۲۶

ارواح ثلاثہ، ص ۲۳۱

علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری فرماتے ہیں

معلوم ہوا ہے کہ اللہ والے لوح محفوظ کی تختی پر نگاہ ڈال کر آنے والے کو بتاتے ہیں کہ تیرے گھر لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ حدیث پاک میں وارد ہے کہ اتقوا فراسۃ المومن فان لہ ینظر بنور اللہ نبی کریمؐ کا فرمان ذیشان ہے کہ مومن کی نگاہ فراست سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ ہماری ظاہری نگاہ کی جہاں انتہا ہوتی ہے ولی کی باطنی نگاہ کی وہاں سے ابتداء ہوتی ہے۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

لوح محفوظ ان کے پیش نظر رہتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جب ان کے پاس کوئی سائل آتا ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور رب کریم ان کو باطنی طور پر آگاہ فرما دیتا ہے۔

جیسا کہ کرامت مذکورہ میں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنی کتاب میں خود اس کا اعتراف کیا ہے بلکہ مولوی تھانوی صاحب نے اپنے اور اپنے پیر مولوی رشید گنگوہی کے بارے میں اپنی

کتابوں میں جا بجا لکھا ہے کہ جب کوئی معاملہ بنتا تو اللہ دل میں القا کر دیتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ دیوبندیوں کے مولوی کو القا ہو جائے آنے والے حالات کی خبر ہو جائے تو یہ مان بھی لیتے ہیں اور ولایت میں نہ جانے کون سے درجے میں تسلیم کرتے ہیں۔ جب کہ اللہ کے ولی کے بارے میں اہلسنت والجماعت اگر یہی بات کہیں تو علم غیب کا مسئلہ کھڑا کر کے نبوت وولایت دونوں کے منکر ہو جاتے ہیں۔ ان کی منطق بھی عجیب ہے، وہی بات دوسروں کے لئے کفر وشرک و بدعت اپنے لئے صرف مستحسن بلکہ عین جائز

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

ملاحظہ فرمائیں: مجموعہ کرامات اولیاء، ج ا ص ۴۲۶، مطبوعہ راولپنڈی

اللہ کریم سات بیٹے دے گا

امام العاشقین، قلندر زمانہ ملک فضل داد المعروف حضرت سائیں بھاگؒ کے ایک عقیدت مند ملک نواب خان سرگودھا سے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ میرے لئے دعا کریں۔ میری سات بہنیں ہیں اور میں ایک بھائی ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد نرینہ سے نوازے۔ آپ نے دعا کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں سات بیٹے عطا فرمائے گا۔ آپ کی دعا سے ملک نواب خان کے گھر اللہ نے سات بیٹے عطا کئے جن میں سے ملک ندیم خان کو حضرت کی بارگاہ میں پیش کیا آپ نے اپنا لعاب دہن ملک ندیم کے منہ میں ڈالا۔ اس دن سے آج تک ملک ندیم صاحب ثناء خوانی کرتے ہیں تو سماں بندھ جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: تذکرہ اولیاء پوٹھوہار، ج ۲، ص ۵۰

علامہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری فرماتے ہیں

معلوم ہوا ہے کہ اللہ والوں کی دعا سے خداوند کریم بے اولادوں کو اولاد نرینہ سے نوازتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان کی زبان سے جو نکل جائے رب کریم اتنی ہی تعداد میں اولاد عطا کرتا ہے۔ اس

قسم کے واقعات بزرگان دین کی تاریخ میں بھرے پڑے ہیں۔ جب کہ معترضین کے نامی گرامی عالم اشرف علی تھانوی بھی ایک مجذوب کی دعا سے ہی پیدا ہوئے تھے۔ جب کہ ان کے والد قاطع النسل تھے حکماء کی تشخیص کے مطابق وہ نامرد تھے۔ مگر فقیر کی دعا سے خدا نے نامرد کو بھی صاحب اولاد بنا کر واضح کر دیا کہ اگر میرے ولی کسی کے لئے ہاتھ اٹھا دے تو میں خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا اور نامردوں کو بھی اولاد دے سکتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ میرا دوست مطالبہ کرے۔

ملاحظہ فرمائیں: مجموعہ کرامات اولیا، ج ۲، ص ۳۹۷ تا ۳۹۸، مطبوعہ راولپنڈی

بہاءالدین زکریا کی کرامت

علامہ شاہ مراد سہروردی مارہرہ شریف انڈیا فرماتے ہیں

ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد نصیب فرمائے۔ آپ نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کرلیں تا کہ دیکھ سکیں کہ لوح محفوظ پر اس عورت کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے کوئی بچہ لکھا ہے یا نہیں، سبحانہ اللہ

مقبولان خدا دیکھتے ہیں تو آنکھوں کو بند کر کے دیکھتے ہیں۔

الٹی ہی چال چلتے ہیں دوانگاہ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے

بہر حال آپ نے فرمایا کہ تیری قسمت میں لوح محفوظ پر کوئی اولاد نہیں ہے۔ عورت مایوس ہو کر واپس آرہی تھی کہ راستے میں غوث بہاء الحق زکریا کے پوتے شاہ رکن عالم صاحب غوریؒ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ بچپن کا زمانہ تھا انہوں نے عورت کو روتے دیکھ کر فرمایا: کیوں روتی ہے؟ عورت نے کہا: شہزادے! تمہارے دادا جان کے پاس گئی تھی تا کہ اولاد کی دعا کرا سکوں مگر انہوں نے فرمایا ہے کہ تیری قسمت میں اللہ تعالیٰ نے اولاد نہیں لکھی ہے۔ شاہ رکن نے فرمایا: پھر تو نے کیا کیا؟ عورت نے کہا شہزادے میں کیا کہہ سکتی تھی آپ نے فرمایا جواب میں تجھے سکھاتا ہوں۔ ویسے ہی کرنا مگر دادا

جان کے سامنے میرا نام مت لینا۔آپ نے فرمایا جا کر یہ کہو کہ اگر قسمت میں لکھا ہوتا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی وہ تو مجھے مل ہی جاتا۔آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا کیا فائدہ ہوا۔وہ عورت پھر واپس آئی اور جو کچھ شہزادے نے سکھایا تھا عرض کیا۔آپ نے مسکرا کر فرمایا بھئی عمر چھوٹی ہے اور باتیں اونچی کرتا ہے۔آپ نے عورت کو فرمایا کہ کل آنا آج رات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کروں گا۔چنانچہ صبح عورت آئی تو آپ نے فرمایا: میں نے تجھے ایک بیٹا دیا، دو دیئے، تین دیئے، چار دیئے، پانچ دیئے، چھ دیئے، سات دیئے۔اس عورت کو اللہ کریم نے سات بیٹے دیئے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

خلاصہ بحث: مذکورہ بالا واقعات سے یہ حقیقت روشن ہوتی ہے کہ ولی کی خدمت میں سائل نے طلب اولاد کی التجاء کی اور انہوں نے اس کو دُرِ مقصد عطا فرمایا۔اولیاء کی نگاہ لوح محفوظ پر یہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بزرگان دین کی نگاہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: اہل سنت کی معتبر کتاب محفل اولیاء، ص ۲۴۵ تا ۲۴۶، مطبوعہ زاویہ پبلشرز، لاہور

فوائد الفوائد: ہم نے برادران اہل سنت کے جید علماء کے قلم سے ان بزرگوں کے محیر العقول واقعات قارئین کے سامنے پیش کر دیئے ہیں جس میں ان کی دعا کرنے کا ذکر ہے، کہیں لوح محفوظ کا مطالعہ کرنے کا۔پھر بہاؤالدین زکریا کا سائل کے لئے لوح محفوظ کا مطالعہ کر کے پھر دعا کرنے کا ذکر ہے۔یہ ان بزرگوں کے واقعات ہیں جو سلطان ولایت مبداء ولایت قاسم فیض کلی کے آستان قدس سے بھکاری اور کوچہ والی ولایت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی گدائی کرنے والے ہیں۔اگر درِ آلِ محمدؐ کا گدا گر لوح محفوظ کا مطالعہ کرے تو کوئی اعتراض نہیں اگر اولاد دے تو اعتراض نہیں مگر عطا آلِ رسولؐ پر ملاؤں کو خارش پڑ جاتی ہے۔

ولایت مطلقہ کلیہ کے تاجدار کا مقام ذوالاحتشام

عام ولی صرف لوح محفوظ کا مطالعہ کر سکتا ہے مگر ولایت کلیہ مطلقہ کے تاجدار لوح محفوظ کو رکھنے والے ہیں اور اس پر تصرف بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ زیارت میں وارد ہے بکم یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں و بنا ینحو اللّٰہ ما یشاء و بنا یثبت خداوند کریم ہمارے ذریعہ لوح محفوظ میں لکھی تقدیر تبدیل کرتا ہے اور ہم سے ہی محو و اثبات وقوع پذیر ہوتا ہے۔

یہ حقیقت واضح و آشکار ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام اعلیٰ میں خود لوح محفوظ ہیں اور مقام ثانی میں صاحب لوح محفوظ ہیں۔

کیا آئمہ ھدیٰ علیہم السلام دعا کرتے ہیں

علماء عامہ کی روش پر چلتے ہوئے مقصرین بھی حضرات معصومین علیہم السلام کے متعلق یہ گمان رکھتے ہیں کہ یہ ذوات قدسیہ بھی محض دعا گو ہیں۔ جب کہ حقیقت اس کے برعکس یہ ذوات متعالیہ دعا گو نہیں اس لئے دعا کر کے کسی کام کا کرنا یہ عام عابد اور زاہد لوگوں کا کام ہے۔ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام دعا نہیں کرتے بلکہ یہ ذوات متعالیہ چونکہ اولی الامر ہیں ان کا امر جاری ہوتا ہے۔ یہی ولایت مطلقہ کی شان ہے۔

ولی مطلق کا مقام

آیت اللہ قطیفی ارشاد فرماتے ہیں: ولایت تکوینیہ کا تعلق استجابت دعا سے نہیں ایسا نہیں کہ ولی اعظم کی دعا مستجاب ہوتی ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عالم طبعیت میں تصرف اور قدرت امام معصومؑ کی سرشت اور خلقت میں ہے اور جب کوئی ان سے معجزہ طلب کرتا ہے تو وہ اس قدرت باطنی جس کو ولایت کہتے ہیں عالم میں تصرف فرماتا ہے اور یہ قدرت ہمہ وقت امام کے پاس ہے بلکہ ان کی طبعیت میں یہ قدرت موجود ہے۔

وارث انبیاءؑ کی قدرت

ثقہ جلیل ابو بصیرؒ کہتے ہیں کہ میں حضرات صادقین امام محمد باقر اور جعفر صادق علیہم السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ دونوں بزرگوار وارث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

مولاؑ نے فرمایا: بے شک میں نے عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاءؑ کے وارث ہیں ان کے پاس وہ علم ہے جو انبیاءؑ سابقہ کے پاس تھا۔

ارشاد فرمایا: ہاں

قلت انتم تقدرون علی ان تحیوا الموتی

میں نے عرض کیا فرزند رسولؐ کیا آپؑ قدرت رکھتے ہیں کہ مردے کو زندہ کریں اور کوڑھی اور مبروص کو شفاء عطا فرمائیں۔

امامؑ نے ارشاد فرمایا: ہاں باذن اللہ

اسی وقت ارشاد فرمایا: میرے قریب آؤ میں آپ کے قریب ہوا آپ نے اپنا دست کبریائی میری آنکھوں پر لگایا جیسے ہی دست ملکوتی میری آنکھوں سے مس ہوا۔ ارض و سماء، سورج اور زمین کی آبادیاں اور گھر دیکھے۔ حتیٰ کہ و کل شی فی الدار گھروں میں پڑی ہوئی ہر شے میں نے دیکھ لی پھر فرمایا: کیا اس طرح رہنا چاہتے ہو یا واپس اپنی حالت پر آنا پسند کرو گے۔ میں نے عرض کیا پہلی حالت ہی ٹھیک ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: بصائر الدرجات، ج ۸، ص ۲۸۹، باب ۳، ح ۱

سرکار آیت اللہ علامہ ضیاء السید عدنان الخباز دام ظلہ الشریف ان احادیث کو قلمبند کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں

ولایت تکوینیہ اس سے عبارت ہے کہ پروردگار عالم نے معصومؑ کی طبعیت، طینت، خلقت میں ولایت تصرف رکھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امور تکوینیہ میں معصومؑ قدرت وتصرف فرماتا ہے۔ ایجاد و

اعداماً اور یہ قدرت ان کی طبیعت میں ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: الولایت التکوینیہ بین القرآن والبرھان، ص ۶۱ تا ۶۳، مطبوعہ قم، ایران

آیت اللہ روحانی دامت برکاتہ فرماتے ہیں

الولایتہ التکوینیہ ای ولاء التصرف التکوینی و المراد بهاء کون زمام امر العالم با ید هم ولهم السلطنة لمعی جمیع الا مور بالتصرف فیما کیفما شاء

ولایت تکوینیہ سے مراد امور تکوینیہ میں تصرف ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ عالم امکان کی باگ دوڑ جہان ہستی کا نظام وانصرام حضرات معصومینؑ کے دست مبارک میں ہے۔ تمام امور تکوینیہ میں تصرف فرماتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: منہاج الفقاهۃ، ج ۴، ص ۲۶۸

دعا کا مسئلہ حل ہوگیا

آیت اللہ آقائی سید روح اللہ موسوی خمینی طاب ثراہ ارشاد فرماتے ہیں: ملک الموت لوگوں کو موت سے ہمکنار کرنے پر مامور ہیں اور ان کا مارنا قبولیت دعا کی طرح نہیں نیز جناب اسرافیلؑ زندہ کرنے پر مامور ہیں یہ دعا قبول کرنے کی طرح نہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: چہل حدیث، ص ۵۵۰، مطبوعہ ایران

جب امامؑ کا غلام معصومؑ کی رعایا فرشتہ دعا کر کے کام نہیں کرتا۔ بار بار اذن طلب کرنے کا محتاج نہیں۔ پھر حجۃ اللہ الاعظم تمام مخلوقات کا مولا و آقا دعا کر کے کام کیسے کر سکتا ہے۔ امام دعا گو نہیں بس جس شے کے متعلق امام ارادہ فرمائے وہ وجود میں آ جاتی ہے۔ معصومؑ محض دعا گو نہیں جیسا کہ مقصرین کے گمان باطل میں ہے بلکہ تصرف تکوینی ان کی خلقت اور طینت میں ہے۔

ازالہ اشتباہ

ممکن ہے کہ مقصرین اپنے دفاع میں ان روایات کا سہارا لیں کہ فلاں مقام پر نبیؐ نے یا امامؑ نے دعا

کی یا دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرات معصومینؑ لوگوں کی ذہنی استعداد کو جانتے ہیں جہاں کمزور عقیدہ کے لوگ تھے اور معصومؑ چونکہ مافی الضمیر کو جانتے ہیں دل کے بعید کے عالم ہیں جہاں انہوں نے دیکھا کہ اگر ہم نے کن کہا اور یہ کام ہو گیا تو یہ ضعیف الیقین بہک جائیں گے تو وہاں توحید کی معرفت کے لئے عقیدہ توحید کے تحفظ کے لئے نماز پڑھی اور دعا کی تا کہ ضعیف العقیدہ بہک نہ جائیں مگر جہاں قوی الایمان صاحبان ایقان موجود تھے وہاں صرف امر کیا۔ وہاں یہ حقیقت واضح فرمائی کہ ہم صاحب ولایت تکوینی ہیں۔ ہم والیان امر الٰہی ہیں کن فیکون کی طاقت ہمارے پاس ہے۔

رجوع الی المطلوب

ہم نے بہاؤالدین زکریاؒ کی کرامت قلمبند کی انہوں نے دعا کر کے سات فرزند عطا کئے اور اگر بہاؤالدین زکریاؒ بھی دعا کریں اور والی کربلا سلطان کائنات سید الشہداء علیہ السلام بھی دعا کر کے سات بیٹے دیں تو یہ کریم کربلا کے حق میں گستاخی ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

آقا اور غلام میں فرق ہے

جناب بہاؤالدین زکریاؒ اور دیگر بزرگان دین تو حضرات اہل بیت صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین سے ولایت کی خیرات مانگنے والے ہیں اور آئمہ اہل بیت علیھم السلام قاسم ولایت ہیں اور ولایت عطا کرنے والے ہیں۔ دعا کر کے سات بیٹے دینا یہ عام ولی کا کام ہے اور امر کر کے کن فرما کر خزانہ الٰہی سے فرزند عطا فرمانا کریم کربلا کا مقام ہے۔ دعا کرنا یہ غلام کا کام ہے اور امر جاری کرنا یہ امامؑ کا کام ہے

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

علم امام علیہ السلام

خلقت ابدان سے پہلے عالم عالم تھے

حضرت محمد حنفیہ علیہ السلام نے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے سامنے سید الشہداء روحی فداہ کے متعلق فرمایا:

الحسين اعلمنا علماً و اثقلنا حلماً واقربنا من رسول الله صلى الله عليه و آلہٖ وسلم رحماً كان فقيهاً قبل ان يخلق و قراء الوحى قبل ان ينطق

ملاحظہ فرمائیں: اصول کافی ،ض ۲،ص ۳۷، مطبوعہ رہران، ایران

بحارالانوار، ج ۴۴،ص ۱۷۶، مطبوعہ بیروت، لبنان

حضرت امام حسین علیہ السلام ہم سب سے علم میں برتر ہیں اور قرابت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دوسروں کی نسبت قریب تر ہیں۔ وہ خلق ہونے سے پہلے عالم اور امام تھے اور بولنے سے پہلے وحی الٰہی کو پڑھتے تھے۔

سرکار آیت اللہ سید محمد حسن میر جہانی طیب اللہ روحہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے القابات میں بیان فرماتے ہیں

ناظم امر الكون عزا المومنين مدبر الامور و الحصن الحصين

ناظم کائنات (امام) مومنین کی عزت اوران کے لئے مضبوط قلعہ ہیں

یہاں تک کہ فرمایا:

و محور الكون مدار الدهر و مصدر الامر قوى القهر

کائنات کا محوراور زمانہ کا مدار ہیں، امر خدا کا مصدر اور غالب ہیں

بابِ نہم

رحمتِ کلِ عوالم

باب نہم

رحمتِ کل عوالم

آئمہ ہدیٰ اور غیر مسلم

پروردگار عالم نے فرمایا: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ اے میرے حبیبؐ ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا

سرور انبیاء صلی اللہ علی وآلہ وسلم اور آپ کے خلفا برحق، آئمہ ھدیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین جہان ہستی کے ذرے ذرے کے لئے رحمت کل ہیں۔ کائنات میں جو کچھ ہے تمام مخلوقات کے لئے رحمت ہیں لہٰذا چونکہ خدائے رحمٰن کی رحمانیت تمام موجودات کے لئے خواہ وہ عبادت خدا کرتے ہوں یا انکاری ہوں۔ ذات واحدنیت پر ایمان ہو یا ذات باری تعالیٰ کے ہی انکاری چونکہ ذات پروردگار کی صفت رحمان ہے لہٰذا اس صفت رحمانیت کی وجہ سے کارگاہ حیات میں جمیع مخلوقات کو اس کا فیض پہنچ رہا ہے۔ نیک و بد، اطاعت گزار اور نافرمان سب دسترخوان رحمانیت سے استفادہ کر رہے ہیں اور چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمانیت مطلقہ الٰہیہ کے مظہر ہیں اور خود رحمت کل ہیں لہٰذا ان ذوات قدسیہ کی رحمت واسعہ سے تمام مخلوقات فائدہ اٹھا رہے ہیں خواہ وہ انسان ہوں یا حیوان، پرند ہوں یا چرند، درندے ہوں یا جنات یا ملائکہ الغرض جس جس پر مخلوق کا اطلاق ہے خواہ مکلّف ہے یا غیر مکلّف سب کے لئے رحمت ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے دوست بھی اور دشمن بھی بھیک ان کے در سے مانگتے نظر آتے ہیں اور سب ہی دسترخوانِ رحمت مجسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں۔ عالم ہوں یا جاہل، مسلم ہوں یا کافر، مجوسی ہوں یا دھریہ ہوں، یہودی ہوں یا نصرانی، مومن ہوں یا غیر مومن اسی در کی گدائی کرتے ہیں اور چونکہ یہ ذوات رحمت کل عالم ہیں لہٰذا ہر ایک کو در مقصود عطا فرماتے ہیں۔ یہاں ہم کتب معتبرہ سے شواہد پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

فصل اول

غیر مسلموں کا درِ آلِ محمدؐ سے حاجت طلب کرنا

درود سے مشکلات کا حل

امام حسن عسکری علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد

وَاِذۡ نَجَّيۡنٰكُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ يَسُوۡمُوۡنَكُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ يُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَكُمۡ وَيَسۡتَحۡيُوۡنَ نِسَآءَكُمۡ وَفِىۡ ذٰلِكُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَظِيۡمٌ" (سورۂ البقرہ، آیت ۴۹)

کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کا عذاب سخت یہ تھا کہ ان سے عمارتیں بنانے کے لئے مٹی کھینچنے کا کام لیتے تھے، اس ڈر سے کہ کہیں بھاگ نہ جائیں انہیں باندھ کر رکھتے تھے۔ بمشکل یہ لوگ مٹی کو سیڑھیوں کے اوپر لے کر جاتے تھے۔ بسا اوقات اوپر سے نیچے گر کر مر جاتے تھے یا ہاتھ پاؤں تڑوا بیٹھتے تھے، کوئی ان کی طرف توجہ نہ کرتا تھا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہو کہ کوئی کام بھی شروع نہ کرو مگر یہ کہ اس کی ابتداء محمدؐ اور ان کی آل طیبین علیہم السلام پر درود بھیجنے کے ساتھ کرو۔ انہوں نے اس حکم پر عمل کیا اور مشکل آسان ہوگئی۔

یہ فرمایا: کہ جو کوئی بھی درود بھول جانے کی وجہ سے زمین پر گر پڑے اور معذور ہو جائے اگر خود پڑھ سکتا ہو تو صلوٰۃ پڑھے اور اگر وہ خود نہ پڑھ سکتا ہو تو کوئی دوسرا اس کی طرف سے پڑھے تاکہ مصیبت میں اس کو نقصان نہ پہنچا سکے۔

يُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَكُمۡ (سورۂ البقرہ، آیت ۴۹) تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے کی تفسیر میں حضرت امام عسکری علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کی عورتوں میں سے جو کئی حاملہ ہوتیں تو دائی کو رشوت دیتے تھے تاکہ کسی کو نہ بتلائے، یوں مدت حمل مکمل ہو جاتی تھی۔ جب بچہ پیدا ہوتا تو اسے صحرا میں یا کسی پہاڑ کے غار میں یا کسی دور مقام پر چھوڑ آیا کرتے تھے اور دس مرتبہ محمدؐ آلِ محمد علیہم السلام پر درود بھیجتے تھے جس کے سبب خدا تعالیٰ ایک فرشتے کو اس بچے پر مامور کرتا تھا تاکہ اس کی تربیت کرے۔

وہ بچہ ایک انگلی سے دودھ پیتا تھا اور دوسری انگلی سے نرم غذا کھاتا تھا۔ اس طرح بنی اسرائیل کی قوم بڑھتی رہی۔ جتنی تعداد ان کی بچی وہ اس تعداد سے کہیں زیادہ تھی جو قتل ہوئی۔

وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ (سورۂ البقرہ، آیت ۴۹) تمہاری بچیوں کو زندہ رکھتے تھے۔ کی تفسیر کرتے ہوئے امام حسن عسکری علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: بچیوں کو باقی رکھتے تھے اور اپنی کنیزیں بنا لیتے تھے یہاں تک کہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور گریہ و نالہ کرنے لگے اور کہا کہ ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو کام پر لگائے رکھتے ہیں اور ان سے خدمت کرواتے ہیں لہٰذا مدد فرمایئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ محمد آلِ محمد علیہم السلام پر درود بھیجا کرو تا کہ اس مصیبت سے نجات حاصل کرو۔

وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنٰكُم (سورۂ البقرہ، آیت ۵۰) جب ہم نے دریا کو چیرا اور تمہیں نجات دی کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا کے کنارے پہنچے تو خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہو میری توحید کی تجدید کریں، اپنے دلوں کے ساتھ مخلوق کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار کریں، ان کے بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کے ساتھ تجدید کریں اور ان سے کہو یہ کہیں کہ خدایا ہمیں یہ دریا عبور کرنے کی ہمت عطا فرما۔ اگر ایسا کرو گے تو دریا کا پانی زمین کی طرح ہو جائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو یہ دستور دیا تو انہوں نے جواب میں کہا۔ ہمیں جو اچھا نہیں لگتا اسے بجالانے کا حکم دیتے ہیں۔ آیا موت کے علاوہ کوئی اور بڑا ڈر تھا کہ ہمیں فرعون سے بھگالائے ہو۔ آپ ہمیں موجیں مارتے ہوئے دریا کے سامنے یہ کلمات پڑھنے کا حکم دیتے ہو معلوم نہیں ہمارے سر پر اب کون سی مصیبت آئے گی۔

کالب بن یوحنا جو گھوڑے پر سوار تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کوئی بڑی بات

نہیں کہ یہ دریائی خلیج چار فرسخ لمبی ہو۔ کیا خدا نے آپ کو یہ حکم فرمایا ہے کہ ان کلمات کو پڑھ کر اس میں داخل ہو جائیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں،

اس نے عرض کیا: آپ ہمیں یہی حکم دیتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں

اس وقت وہ کھڑا ہوا اور اس نے خدا کی توحید، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور امیر المومنین اور ان کی آل اطہار کی ولایت کا اقرار کیا اور ان کے ساتھ اپنے عہد کی تجدید کی پھر عرض کیا۔

اللهم بجا ههم جو زنی علی متن هذا الماء

اے خدا تجھے ان عظیم ہستیوں کا واسطہ دیتا ہوں مجھے اس پانی کے اوپر سے گزار دے۔

اس کے بعد اپنے گھوڑے کو پانی کے اندر لے گیا اور پانی کے اوپر چلنے لگا پانی ایسے ہو گیا جیسے نرم اور ہموار مٹی ہو۔ یہاں تک کہ سمندر کے کنارے تک چلا گیا۔ پھر جلدی سے واپس آیا اور بنی اسرائیل سے کہنے لگا: اے گروہ بنی اسرائیل! پیغمبر خدا موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرو۔

فما هذا الدعا الا مفتاح ابواب الجنان مغاليق ابواب النيران و مستنزل الا رزاق والحجاب علی عباد الله واما ئه رضاء الرحمان المهيمن الخلاق

یہ دعا جس کی تمہیں تعلیم دی گئی ہے یہ جنت کے دروازوں کی چابی، جہنم کے دروازوں کا تالا رزق کو نازل کرنے والی اور خدائے مہربان کی خوشنودی کو جلب کرنے والی ہے۔

بنی اسرائیل نے انکار کیا اور کہنے لگے کہ ہم سوائے زمین پر چلنے کے کسی طرح بھی نہ جائیں گے۔ خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْبَحْرَ اپنے عصا کو دریا پر مارو اور کہو اللهم صلی علی محمد و آله لما فلقته اے خدا محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیج اور اس دریا کو ہمارے لئے چیر دے۔ پس یہ پڑھنا تھا کہ دریا اور دریا کی تہہ تک زمین نظر آنے لگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے فرمایا: اس میں داخل ہو جاؤ وہ کہنے لگے ابھی اس کی زمین تر اور پھسلا دینے والی ہے ہمیں ڈر ہے کہ کہیں اس میں دھنس نہ جائیں۔ خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے موسیٰ کہو

اللھم بحق محمد و آلہ الطیبین جففھا

اے معبود محمدؐ وآلِ محمد کے صدقے میں اس زمین کو خشک کر دے۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا تو خدا نے باد صبا کو اس طرف بھیجا اور وہ زمین خشک ہو گئی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اب داخل ہو جاؤ۔

انہوں نے کہا: اے پیغمبر خدا ہم بارہ قبیلے ہیں۔ جب ہم دریا میں داخل ہوں گے تو ہر قبیلے کی یہ کوشش ہو گی کہ ہم دوسرے سے آگے جائیں ہو سکتا ہے کوئی حادثہ رونما ہو جائے۔ اگر ہر قبیلے کے لئے علیحدہ راستہ بن جائے تو اس چیز کا خطرہ نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنے عصا کو ان کی تعداد کے مطابق بارہ مرتبہ زمین پر مارو اور یہ کہو۔

اللھم بجاہ محمد و آلہ الطیبین بین لنا الا رض و امط الماء عنا

اے خدا محمدؐ اور ان کی پاک آلؑ کی آبرو کی قسم زمین کو ہمارے لئے ظاہر فرما اور پانی کو دور کر دے پس ایسا کرنا تھا کہ بارہ راستے بن گئے اور اوپر سے زمین پر باد صبا چلنے کی وجہ سے خشک ہو گئی۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا جب ہم سے ہر گروہ اپنے اپنے راستے پر چل نکلے تو دوسرے گروہ کو معلوم نہ ہو گا کہ ان پر کیا گزری۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: ان راستوں کے درمیان اپنے عصا مارتے جاؤ اور یہ کہتے جاؤ۔

اللھم بجاہ محمد و آلہ الطیبین لما جعلت فی ھذا الماء طیقانا واسعة یری

اے خدا تجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک آل علیہم السلام کا واسطہ اس پانی کے درمیان بڑے بڑے روشندان بنا دے تا کہ یہ گروہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں۔ اس کے بعد بنی اسرائیل داخل ہو گئے۔

ملاحظہ فرمائیں: تفسیر امام عسکری علیہ السلام، ص۲۴۳ تا ۲۴۷

القطرہ، ج۱، ص۱۱۰ تا ۱۱۲، مطبوعہ بیروت

بحار الانوار، ج۴۸، ص۶۱، ۹۴، مطبوعہ بیروت

نکتہ اعتقادیہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دکھوں سے نجات پائی تو محمدؐ وآلِ محمدؐ کی بدولت بچوں کی زندگی برکات صلوٰۃ کی مرہون منت تھی۔

شہادت ثالثہ غرق ہونے سے بچاتی ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم کی توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور ولایت امیر المومنین علیہ السلام کے اقرار کرنے پر دریائے نیل کی غرق آبی سے بچ جاؤ گے اور پار ہوجاؤ گے۔ کَمَآ اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً اب بھی نجات کا واحد ذریعہ شہادت ثالثہ ہی ہے۔ اگر کوئی خوش نصیب شہادت ثالثہ کا اقرار کرے گا تو نجات پائے گا اور بد بخت منکر ہی بحر ضلالت وغوایت میں غرق ہوگا۔

فصل دوم

یہودی اور درود

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں

کہ خداوند تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد والے زمانے کے یہودیوں کو حکم فرمایا تھا کہ وہ جب بھی کسی مشکل میں پڑیں یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں تو خدا کو محمدؐ وآلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر پکاریں اور ان کے وسیلے سے مدد طلب کریں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں یہودی اس حکم پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ مدینہ

کے یہودی بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل سال ہا سال تک ایسا کرتے اور بلاؤں، مصیبتوں اور مشکلات پر غلبہ حاصل کرتے تھے۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے دس سال قبل دو قبیلے اسد اور غطفان اور کچھ مشرکین یہودیوں کے ساتھ دشمنی کرنے اور ان کو اذیت و تکلیف دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یہودیوں نے خداوند تعالیٰ کو محمدؐ و آلِ محمد کا واسطہ دے کر درخواست کی تو اس تقرب کے واسطہ سے انہوں نے مشکلات پر قابو پا لیا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں

کہ ایک دفعہ ان دو قبیلوں نے تین ہزار گھوڑوں پر سوار ہو کر مدینہ کے اطراف میں یہودیوں کے کچھ محلوں پر حملہ کر دیا۔ یہودی جو تین سو سے زیادہ افراد نہ تھے انہوں نے مقابلہ کرنے کے لئے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر پکارا تو خدا کے فضل و کرم سے ان کو شکست دے دی۔

شکست کے بعد ان دو قبیلوں نے مشورہ کر کے یہ پروگرام بنایا کہ باقی قبیلوں سے مدد لی جائے، اس طرح انہوں نے اپنی تعداد تیس ہزار تک کر لی اور دوبارہ ان تیس ہزار افراد کے ساتھ تین سو یہودیوں پر حملہ کر دیا۔ ان کو اپنے محاصرہ میں لے لیا، ان کا کھانا پینا بند کر دیا۔ یہودیوں نے جب یہ صورتحال دیکھی تو ان سے امان طلب کی لیکن انہوں نے قبول نہ کیا اور کہنے لگے کہ تمہارے لئے بچ کر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے مگر یہ کہ تمہیں قتل کر دیا جائے، تمہارے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے، اور تمہارے اموال لوٹ لئے جائیں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں

یہودیوں نے امید کے تمام راستے بند دیکھے تو چارہ جوئی کی فکر کرنے لگے۔ یہودیوں کے بزرگوں نے کہا: اپنے گزرے وقت کو کیوں بھول گئے ہو۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے بزرگوں کو یہ حکم نہیں فرمایا تھا کہ جب کبھی مشکلات میں پھنس جاؤ تو محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر خدا سے مدد طلب

کرواوراس کے دربار میں آکرآہ وبکاء کرواوراپنی مشکلات کو محمدؐ وآلِ محمدؑ کے واسطہ سے برطرف کرو۔ سب نے کہاہاں ایساہی ہے۔انہوں نے کہاتم بھی ایساہی کروتا کہ نجات پاسکو۔

یہودی دست بادُعاہوئے:اے خدامحمدؐ وآلِ محمدؑ کی عزت وعظمت کے واسطے ہم تک پانی پہنچادے، ان ظالموں نے پانی بند کردیاہے۔حال یہ ہوچکاہے کہ ہمارے جوان کمزور ہوچکے ہیں اور ہلاکت کا سخت خطرہ ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں

ان کی دعا اللہ نے مستجاب فرمائی اور موسلا دھار بارش نازل فرمائی کہ ان کے حوض،نہریں اور تمام برتن بھر گئے۔ یہودیوں نے کہا کہ دو احسانوں میں ایک احسان تو ہم تک پہنچ گیا۔اس کے بعدوہ چھتوں پر چڑھ کر دیکھنے لگے کہ جس لشکر نے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھاان کے ساتھ کیا گزری۔انہوں نے دیکھا کہ پورالشکر مصیبت میں گرفتار ہے۔ان کا اسلحہ بیکار ہوچکاہے اور کھانے کی چیزیں خراب ہوچکی ہیں۔اس لشکر کے کچھ لوگ اس غیر متوقع بارش کو اپنے لئے بدفال سمجھتے ہوئے واپس چلے گئے۔لشکریوں کی تعداد جو باقی بچ گئی تھی انہوں نے یہودیوں سے کہا کہ فرض کرلیا پانی تو آپ کومل گیالیکن کھانا کہاں سے حاصل کروگے؟اگر ہمارے کچھ لوگ واپس چلے گئے ہیں تو ہم واپس نہیں جائیں گے یہاں تک کہ تم،تمہارے اہل وعیال اور تمہارے اموال پر غلبہ حاصل نہ کرلیں۔اپنی تکلیف کو دوراور دل کو تسلی نہ دے لیں،حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں یہودیوں نے کہا:جس ذات نے ہمیں محمدؐ وآلِ محمدؑ کے صدقے پیاس سے نجات دی ہے وہ اس چیز پر قدرت رکھتی ہے کہ ہمیں کھانا کھلائے اور جس ذات نے تمہارے ایک گروہ سے نجات دی ہے وہ تمہارے شر سے بھی نجات دے گی۔اس کے بعد یہودیوں نے خداوند تعالیٰ کو محمدؐ وآلِ محمد کا واسطہ دے کر پکارا اور کھانے کا سوال کیا تو خداوند تعالیٰ نے ان کی طرف ایک ایسابڑا قافلہ بھیج دیا جس کے ساتھ دو ہزار اونٹ،خچراور گدھے تھے اور اپنے ہمراہ گندم اور کھانے کی دوسری چیزیں رکھتے تھے۔جب یہ قافلہ

پہنچا تو دشمن کا تمام لشکر نیند میں تھا، خدا نے ان پر نیند کو اس قدر غالب کر دیا کہ انہیں اس قافلے کے آنے کی خبر تک نہ ہوئی اور وہ قافلہ بڑے آرام سے بستی میں داخل ہو گیا، اپنا سارا سامان و متاع زمین پر رکھ دیا اور یہودیوں کو بیچ دیا۔اس کے بعد اس مقام سے دور چلے گئے لیکن لشکر ابھی تک سویا ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد جب لشکر والے نیند سے بیدار ہوئے اور یہودیوں سے لڑائی کا ارادہ کرنے لگے اور ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ بھوک کی وجہ سے کمزور ہو چکے ہیں بہت جلد ہمارے ہاتھ لگ جائیں گے۔ یہودیوں نے اُن کے جواب میں کہا کہ جو تم نے خیال کیا ہے ایسا نہیں ہے۔ بلکہ خدا نے ہمیں کھانا پہنچا دیا ہے۔جب تم سوئے ہوئے تھے اور اس وقت اگر ہم چاہتے تو تم سب کو ختم کر سکتے تھے لیکن ہم نے ایسا کرنا پسند نہ کیا اب تم واپس چلے جاؤ اور ہمیں ہمارے حال پر باقی چھوڑ دو و گرنہ خدا سے محمدؐ و آلِ محمدؐ کی مدد طلب کریں گے تا کہ تمہیں ذلیل و رسوا کریں، لیکن انہوں نے جواب نہ دیا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں

یہودیوں نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور خدا سے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے واسطہ سے مدد طلب کی اور اپنی کم تعداد کے ساتھ اس بڑے لشکر پر حملہ کر دیا۔ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور کچھ کو قیدی بنا لیا اور باقیوں کو اِدھر اُدھر بھگا دیا۔ان یہودیوں نے بعثت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ظہور اسلام کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسد کیا اور جھٹلایا اور یہ کہتے تھے کہ وہ عرب کے قبیلے سے کیوں ہیں۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ فتح و نصرت صرف اس وجہ سے تھی کہ وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دیتے تھے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

پس تم اے امت محمدؐ مصائب اور پریشانی کے وقت محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دو تا کہ خدا ان کی برکت سے تمہارے مؤکل فرشتوں کے ذریعے تمہارے دشمن شیطان کے خلاف تمہاری مدد کرے۔تم میں سے

ہر ایک کے دائیں طرف ایک فرشتہ ہے جو نیکیوں کو لکھتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف ہوتا ہے جو گناہ لکھتا ہے اس فرشتے کے ساتھ ابلیس کی طرف سے دو شیطان ہیں جو اسے گمراہ کرتے ہیں۔ جب وہ شیطان دل میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔ اگر وہ خدا کا ذکر کرے اور یہ ذکر شریف کرے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین تو وہ شیطان بے بس ہو جاتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔

ملاحظہ فرمائیں: تفسیر امام حسن عسکریؑ، ص ۳۹۴ تا ۳۹۶

فصل سوم

کل ایمان۔ کا یہودی دوست

محمد بن جعفر نے اپنی کتاب میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے: امیر المومنین علیہ السلام کا ایک یہودی دوست تھا جو آپ کے ساتھ بڑا مانوس تھا۔ حضرت کو جو بھی کام ہوتا اسے انجام دیتا یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے چل بسا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اس کی خاطر بڑے غمگین ہوئے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا اور فرمایا: یا ابا الحسن! آپ کے اس یہودی دوست کے ساتھ کیا ہوا؟

امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا: وہ مر گیا ہے اور اس دنیا سے چلا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی خاطر غمگین اور خوف زدہ ہو۔

عرض کیا: ہاں یا رسولؐ اللہ آپؐ نے فرمایا: کیا اسے دیکھنا چاہتے ہو؟

عرض کیا: جی ہاں میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: اپنا سر اوپر کرو اور دیکھو۔ جب سر اوپر کیا تو چوتھے آسمان تک ان کی آنکھوں کے سامنے سے پردے اٹھ گئے اور وہاں ایک سبز رنگ کا گنبد دیکھا جو قدرت خدا کے ساتھ بغیر کسی چیز کے لٹکا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا:

يا ابا الحسن هذا المن يحبك من اهل الذمة و اليهود و النصاری و المحبوس و شيعتك المومنون معی و معك غدا فی الجنة

اے ابا الحسنؑ یہ ان کا ٹھکانہ ہے جو کفار ذمی، یہودی، نصاریٰ اور مجوسیوں میں سے تیرے ساتھ محبت رکھتے ہوں گے۔ لیکن تیرے شیعہ مومن قیامت کے دن میرے اور تیرے ساتھ بہشت میں ہوں گے۔

ملاحظہ فرمائیں: مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۲۰۰، القطرہ، مطبوعہ بیروت

سرکار آیت اللہ علامہ سید رضی الدین مستنبط قدس سرہ فرماتے ہیں

یہ مرتبہ اور مقام امیر المومنین علیہ السلام کے غیر مسلم دوستوں کے لئے بعید نہ سمجھو، کیونکہ بادشاہ نوشیروان عادل کافر تھا۔ لیکن عادل تھا یا حاتم طائی ہے جو سخاوت کے اعتبار سے مشہور تھا۔ اگر چہ کافر ہونے کی وجہ سے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے لیکن وہاں پر معذب نہ ہوں گے اور واضح رہے کہ آئمہ اطہار علیہ السلام کی ولایت اور محبت ان کی صفات سے کہیں زیادہ صاحب عظمت مقام ہے۔ لہٰذا جو ان حضرت کی محبت اور دوستی رکھتے ہوں گے ان کا مقام اور مرتبہ ایسے صفات والے لوگوں سے زیادہ اور بڑا ہوگا۔

ملاحظہ فرمائیں: القطرہ

فصل چهارم

امام تقی علیہ السلام اور کاتب انوش مسیح

احمد قیصر بیان کرتے ہیں میں سامرہ میں اپنے مولا و آقا حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک خادم بادشاہ کے گھر سے حضرتؑ کی خدمت میں شرف یاب ہوا اور عرض کی، امیر المومنینؑ آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں اور کہا کہ ہمارا مسیح کاتب انوش اپنے دو بیٹوں کا ختنہ کرنا چاہتا ہے اور اس نے ہم سے درخواست کی ہے کہ آپؑ سے تقاضا کریں کہ اس کے گھر میں تشریف

لائیں اوراس کے بیٹوں کے لئے دعا کریں میری خواہش ہے کہ ہماری درخواست قبول کریں۔ہم آپؑ کوزیادہ تکلیف نہیں دیں گے صرف اس کے کہنے پر آپؑ کو یہ زحمت دے رہے ہیں کیونکہ اس کا کہنا ہے نحن نتبرك بدعا بقيا النبوة و الرسالة

ہم نبوت ورسالت کی ہستیوں سے تبرک حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: الحمد الله الذی جعل النصاری اعرف بحقنا من المسلين

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے مسلمانوں سے زیادہ نصاریٰ کو ہمارے حق کے ساتھ روشناس کرایا ہے۔

پھر آپؑ نے حکم دیا کہ ان کے گھوڑے کو تیار کریں۔اس کے بعد ہم سوار ہوئے اور انوش کے گھر پہنچ گئے۔انوش کو جب آنے کی اطلاع ملی تو ننگے سر اور ننگے پاؤں اپنے سینے پر انجیل رکھے ہوئے آپؑ کے استقبال کے لئے آیا، جب کہ اس کے اطراف میں اس کے ہمراہ کلیسا کی خدمت گذار اور نصرانی پادری موجود تھے۔جب انوش اپنے گھر کے دروازے کے پاس امامؑ کی خدمت میں پہنچا تو عرض کیا: اس مقدس کتاب کی قسم جس کو آپؑ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ہم آپؑ کو آپؑ کی ذات کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہم نے جو آپؑ کو تکلیف دی ہے وہ معاف کردیں۔حضرت مسیح عیسیٰ بن مریمؑ کے حق کی قسم اور انجیل کی قسم جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ہم نے امیرالمومنینؑ (حاکم وقت) سے جو درخواست کی ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ ہم نے انجیل میں آپؑ کی شان اور مقام کو عیسیٰؑ بن مریمؑ کی طرح پایا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: الحمدللہ (کہ خدا نے یہ معرفت تمہیں عطا کی) اس کے بعد آپؑ گھر میں داخل ہو گئے اور گھر کے فرش پر قدم رکھے، تمام غلام اور مجلس میں حاضر لوگ آپؑ کے احترام کے لئے ادب سے کھڑے ہو گئے۔امامؑ نے انوش سے فرمایا:

اما ابنك هذا قباق عليك وما الاخر فما خوذ عنك بعد ثلاثه ايام و هذا الباقی

یسلم و یحسن اسلامه و یتو لانا اهل البیت

تیرا یہ بیٹا تیرے لئے باقی رہے گا لیکن یہ دوسرا تین دن کے بعد تجھ سے لے لیا جائے گا جو تیرا بیٹا باقی رہے گا وہ ایک اچھا مسلمان بنے گا اور ہم اہلبیت کا دوست ومحبّ ہوگا۔

انوش نے عرض کیا: خدا کی قسم اے میرے آقا آپ کا فرمان حق ہے اور میرے لئے اس بیٹے کی وفات آسان ہے کیونکہ آپؑ نے خوشخبری دی ہے کہ میرا دوسرا بیٹا مسلمان ہو جائے گا اور آپ اہلبیتؑ کی ولایت کو قبول کرے گا۔ بعض پادریوں نے اس سے کہا تو جو اس طرح کا نظریہ رکھتا ہے تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا؟ اس نے جواب دیا، میں مسلمان ہی ہوں اور میرے مولاؑ اس سے باخبر ہیں۔ امامؑ نے اس بات کی تصدیق کی اور فرمایا: اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ لوگ کہتے ہم نے تیرے بیٹے کی وفات کی خبر دی ہے اور اگر یہ اطلاع واقعہ کے مطابق نہ ہوتی تو ہم ضرور تیرے بیٹے کے باقی رہنے کے لئے خدا سے دعا کرتے۔

انوش نے عرض کیا: اے میرے مولاؑ آپؑ جو چاہتے ہیں میں اس سے راضی ہوں۔ اس روایت کے راوی احمد بن قیصر کا بیان ہے۔ خدا کی قسم جیسے امامؑ نے فرمایا تھا تین دن کے بعد اس کا ایک بیٹا فوت ہو گیا اور دوسرا بیٹا ایک سال بعد اسلام لے آیا اور حضرت حسن عسکریؑ کی وفات تک آپؑ کی بارگاہ میں خدمت گذار رہا۔

ملاحظہ فرمائیں: حلیۃ الابرار، ج ۵، ص ۱۱۱، مطبوعہ ایران

مدینۃ المعاجز، ج ۳، ص ۱۳۷، ۶۷۰، مطبوعہ بیروت، لبنان

حاصل کلام

مذکورۃ الصدر احادیث شریفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلموں نے حضرات طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کا توسل کیا ان سے مدد مانگی اور غموں سے نجات پائی حتیٰ کہ اگر کوئی یہودی ہو مگر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی محبت رکھتا ہو اس کا مقام آخرت میں چوتھے آسمان کا قبہ ہے۔ خوش نصیب ہے

وہ شخص جس کا دل ولی امیر کائناتؑ سے معطر ہے اور منکر ولایت کو یہودی کہنا یہودیت کی توہین ہے۔ پس غیر مسلم کا در آل اطہار علیہم السلام پر سوالی ہونا ثابت ہے لہذا راہب کا کریم کربلا سے مدد مانگنا عجب نہیں البتہ منکر عطائے امامؑ مقصرین پر تعجب ضرور ہے کہ یہودی ایجنٹ ہماری ملت کے عقائد کو تباہ کر رہے ہیں۔

سرکار آیت اللہ سید محمد حسن میر جہانی طیب اللہ تربۃ الزکیہ سلطان کربلا حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں فرماتے ہیں

و من فوض اللہ امر الوجود　　قبضاً و بسطاً الی راحتہ

خداوند عالم نے نظامِ کائنات حضرت امام حسین علیہ السلام کے سپرد کر دیا ہے (اللہ اکبر) خلق کرنا، موت دینا، زندہ کرنا، رزق کم کرنا، زیادہ کرنا ان کے ہاتھ میں ہے۔۔۔

مدار الوجود قطب السعود　　و من جملۃ الخلق فی جوزتہ

وجود کا دارومدار آپؑ ہیں۔۔۔ اور نیکی وسعادت کا ''قطب'' اس کائنات عالم کی تمام مخلوقات آپؑ کے پاس جمع ہوتی ہیں۔۔۔ (یعنی حاجت طلب کرتی اور مدد مانگتی ہے)

ملاحظہ فرمائیں: اثبات ولایت

مظہر کامل

آیت اللہ شیخ ہادی معرفت قدس سرہ کا بیان حقیقت ترجمان

آئمہ معصومین علیہم السلام صفات باری تعالیٰ کا مظہر کامل ہیں اور ان میں سے ہر ایک صفات جلال و جمال پروردگار کی تجلی گاہ ہے، تشریعی پہلو سے بھی اور تکوینی پہلو سے بھی۔ ان میں سے ہر ایک خدا کی بے انتہا قدرت کا مظہر ہے اور خدا کے اذن سے جو چاہے انجام دے سکتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: الولایۃ التکوینیۃ ص ۶۳۹، پرتوے ولایت

باب دہم

حسینی برہمن

باب دھم

حسینی برہمن ۔۔۔ حسینؑ سب کا

فصل اول

شیعیت کی تاریخ پڑھنے والے واقعہ کربلا اور اس کے اسباب سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کربلا کے خونیں حادثے میں کتنے باوفا اصحاب نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور کن حالات میں یہ قافلہ مدینہ سے روانہ ہوکر مکہ اور پھر مکہ سے نکل کر کربلا پہنچا ہے ہر تاریخ پڑھنے والا آگاہ ہے۔

امام حسینؑ کی قربانی اور بعد از کربلا اس کو حاصل ہونے والی اہمیت اس قدر بلند ہے کہ ہر مذہب و ملت اور ہر قوم نے خود کو کسی نہ کسی طریقے سے امام حسینؑ کی ذات اقدس اور اس واقعہ سے منسلک کرنے کی کوشش کی ہے۔ واقعہ کربلا اپنی نوعیت کا ایک ایسا واحد المیہ ہے کہ جس کا ردعمل آج ۱۴۰۰ سال گزرنے کے بعد بھی ختم نہ ہوا۔ کربلا آج بھی ویسے ہی تروتازہ ہے، کربلا آج بھی اتنا ہی معجزنما ہے، کربلا آج بھی اتنا ہی سحر آفریں ہے، کربلا آج بھی اتنا ہی عظیم ہے۔ اہل ہند کی خانوادہ رسولؐ سے عقیدت اور خاص طور پر شہید کربلاؑ سے عشق ومحبت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ خود ہندو مذہب کے چند بہت قدیم ویدوں میں سرکار ختمی مرتبتؐ اور ان کے والدین سے متعلق، ان کے ناموں کے ساتھ پیشین گوئی موجود ہے نیز حسینی برہمن بھی کربلا کے حوالے سے اپنی ایک تاریخی حیثیت کے دعویدار ہیں اس کے بارے میں اب تک بہت تحقیق ہو چکی ہے اور بہت سے تاریخی شواہد حسینی برہمنوں کے جد میں سے ایک راہب دت کی داستان کی تائید کرتے ہیں۔

ذیل میں ہم کربلا کے بارے میں ہندو معاشرے اور ہندو ادب میں شامل اور جابجا مستعمل روایات کو آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں تاکہ اندازہ ہو کہ ''حسینؑ سب کا'' ہے

(ا) ہندستان میں ایک خاندان یا فرقہ حسینی برہمن بھی کہلاتا ہے

جن کے آباؤ واجداد ہندستان سے جا کر میدان کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے شانہ بشانہ

لشکر یزید سے لڑے اور شہید ہوئے۔

عصر حاضر کے نامور صحافی جمنا داس اختر نے ہندوؤں کی عزاداری کے بیان میں حسینی برہمنوں میں عزاداری کی تاریخی روایات کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے۔ حسینی برہمنوں میں دت اور موہیال ذات سے تعلق رکھنے والے ہندو عقیدت مندوں کا تعلق زیادہ تر صوبہ پنجاب سے ہے۔ حسینی برہمنوں کے بزرگ راہب نے نصرت امامؑ میں اپنے بیٹوں کو قربان کر دیا تھا۔ راہب کو سلطان کا خطاب بخشا گیا اسی مناسب سے انہیں حسینی برہمن پنڈت بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) بھارتی لکھاری یوگندر سکندری ملی گزٹ اور راکیش شرما اپنے آرٹیکل میں لکھتے ہیں

کہ ہندوستان کے معروف مورخ اور تاریخ دان سیسر کمار مترہ اپنی کتاب دی ویژن آف انڈیا کے صفحہ ۱۸۳ پر لکھتے ہیں کہ اسلام سے قبل بھی ہندوستان اور عرب ممالک میں تجارتی تعلقات تھے اور بہت سے ہندو تاجر جو اپنا مال تجارت ہندوستان سے عرب لے جاتے تھے وہ عرب میں مقیم تھے اور اعلان رسالت کے بعد بھی ان ہندوؤں میں سے بیشتر افراد رسولِؐ خدا کی محفلوں میں شرکت کرتے، اس طرح ان کے تعلقات خاندان رسولؐ سے قائم ہوئے۔ جب ۶۸۰ء میں واقعہ کربلا پیش آیا تو راہب دت نامی ہندو تاجر امام حسین علیہ السلام کی فوج میں اپنے سات بیٹوں شاس، رائے، شیر خا، رائے پن، رام سنگھ، دھارا اور پوروا اور دو دیگر برہمنوں کے ساتھ شامل ہوا اور یزیدی لشکر سے جنگ کی۔ امام حسین علیہ السلام نے راہب کو سلطان کا خطاب بھی عطا کیا۔

(۳) معروف لکھاری انتظار حسین اپنے انگریزی کالم 'برہمنز ان کربلا' میں لکھتے ہیں

کہ وہ پہلے حسینی برہمن کو صرف ہندو افسانہ ہی سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے اپنے قیام دہلی کے

دوران کسی محفل میں تقریر کرتے ہوئے اس بات کو جھٹلا دیا۔ وہیں اس محفل سے ایک خاتون مدبر پروفیسر نونیکا دت اٹھی اور انہوں نے کہا کہ وہ خود حسینی برہمن ہے اور ان کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ بعد میں اپنے ساتھ بزرگوں کے بارے میں لکھی گئی دو انگریزی کتابیں بھی لے کر آئیں جو بہت عرصہ پہلے شائع ہوئی تھیں۔ خاتون نے بتایا کہ ان کے جد امجد راہب دت اپنے سات بیٹوں اور دوسرے برہمنوں کے ساتھ مل کر ہندستان سے اس مشن میں حصہ لینے گئے تھے۔ ان میں سے ایک یعنی راہب دت بچ کر واپس آئے۔ وہ افغانستان کے راستے ہندوستان میں داخل ہوئے اور سیالکوٹ کے ایک گاؤں ورن وتن کے مقام پر آباد ہوئے۔ تقسیم کے بعد یہ خاندان بھارت چلا گیا اور یہ لوگ مختلف شہروں میں پھیل گئے۔ اس نے مزید بتایا کہ مشہور فلمی اداکار سنیل دت، گرودت اور گیتادت کا تعلق بھی انہی حسینی برہمنوں کے خاندان سے ہے جس کی تصدیق فلمی اداکار منوج کمار نے بھی کی۔ بلکہ اداکارہ نرگس دت کے والد بھی پہلے حسینی برہمن تھے بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ راہب دت واپسی پر اپنے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایک بال مبارک بھی لے کر آئے تھے جو کشمیر میں کسی جگہ موجود ہے۔ انتظار حسین نے نونیکا دت سے پوچھا کہ گویا آپ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اس نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔ ہم ہندو برہمن ہی ہیں مگر حسینی ہونے کے ناطے ہم مندروں وغیرہ میں نہیں جاتے نہ دوسری ہندووانہ رسمیں ادا کرتے ہیں اور یہ کہ وہ محرم کے دنوں میں امام حسین علیہ السلام کا ماتم بھی کرتے ہیں اور اپنے شہیدوں کی یاد بھی مناتے ہیں۔

(۴) منشی پریم چند کا مشہور ڈرامہ 'کربلا' حق و باطل سے پردہ اٹھاتا ہے

اسی طرح اردو ادب میں ایسے ہندو شاعروں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے جنہوں نے اپنی معرکتہ الآراء منظوم تخلیقات میں معرکہ کربلا میں انسانیت کے اعلیٰ کرداروں کی خوشہ چینی کی ہے۔ ایسے قابل ذکر شعراء بیجاپور کے راما راؤ، مکھی داس، منشی چھنولال دلگیر، راجہ بلوان سنگھ، لالہ رام پرشاد بشر، دیا کشن

ریحان، راجہ الفت رائے، کنور دھنپت رائے، کھنولال زار، دلورام کوثری، نانک لکھنوی، منی لال جوان، روپ کماری، یوگیندر پال صابر، جوملیشانی، منشی گوپی ناتھ امن، چکبست برج نارائن، باوا کرشن مغموم، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر۔ کشن بہادری، ڈاکٹر دھر مندر ناتھ، ماتھر لکھنوی، مہندر سنگھ اشک، بانگیش تیواری، گلزار دہلوی، بھون امروہوی، وغیرہ کا کلام امام حسینؑ سے ان کی غیر معمولی عقیدت کا مظہر ہے۔ منشی پریم چند نے بھی اپنے ناول 'کربلا' میں صراحت کے ساتھ حسینی برہمنوں کا ذکر کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: Live azadari.com You Tube وپن موہن حسینی برہمن کا بیان http//hussainibrahman.tumblr.com رادھیکا بدھوار محترمہ سنیتا جھنگرام نے بھی راہب دت کے حوالے سے حسینی برہمن اوران کے عقیدے کا ذکر Youtube پر کیا ہے۔

کبیر داس نے اپنے اشعار اور بھجن میں ذکر کیا ہے اور خصوصاً ایک راگ کو راگ حسینی کانڑا کا نام دیا ہے جسے پنڈت اوم کرناتھ نے گایا۔

(۵) حسین علیہ السلام اور ہندوستان

ہندوستان کے شہر پانی پت میں حسینی برہمنوں کی پہلی کانفرنس 'حسینؑ اور ہندوستان' کے عنوان سے پانی پت میں ۱۲ جنوری کو حسینی برہمنوں کی تاریخ میں انجام پانے والی کانفرنس جس کا انعقاد پانی پت کے تاریخی شہر میں ہوا، بہت کامیاب رہی، ہندوستان میں برہمنوں کا ایک بڑا طبقہ مؤثر طور پر زندگی گزارتا ہے۔ کچھ برہمنوں کا ماننا ہے کہ جب انہیں یزید اور حسین علیہ السلام کے درمیان وقوع پذیر ہونے والی جنگ کی خبر ملی تو برہمنوں کی ایک تعداد نے ہندوستان سے عراقی سرزمین کی جانب کوچ کیا تاکہ امام حسین علیہ السلام کی مدد کرسکیں۔ جب یہ لوگ سرزمین عراق میں پہنچے تو کربلا کا جانگداز واقعہ رونما ہو چکا تھا اور حضرت امام حسین علیہ السلام اوران کے جانثار ساتھی اپنی جانیں نثار کر کے جام شہادت نوش کر چکے تھے۔ یہ برہمن گروہ خون امام حسین علیہ السلام کا بدلہ لینے کے لئے کوفہ میں

مختارؓ کے سپاہیوں سے ملحق ہو گیا اور سبھی لوگ مختار ثقفی کے ساتھ شامل جنگ ہو کر درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔ اس کے بعد ان برہمنوں کے پسماندگان نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی یاد میں عزا داری شروع کر دی اور خود کو حسینی برہمن کا نام دیا۔ محرم کے دنوں میں یہ حسینی برہمن مخصوص انداز میں مجلس و ماتم اور نوحہ و مرثیہ کا اہتمام کرتے ہیں اور ہندی، سنسکرت، پنجابی، اردو، کشمیری وغیرہ میں نوحہ و مرثیہ کے اشعار قلم بند کرتے ہیں۔

(۶) سنیل دت کا بیان

اداکار سنیل دت اپنے آپ کو حسینی برہمن کہتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمارے بزرگوں کی اولاد نہیں تھی۔ رسولؐ کے معجزوں کو سن کر وہ ان کے پاس پہنچے تو امام حسین علیہ السلام کھیل رہے تھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا کہ تم ان کے لئے دعا کرو۔ حسین علیہ السلام نے اپنے ننھے ہاتھ بلند کئے اور دعا کی اور ان کے اولاد ہوئی۔ تب ہی سے یہ لوگ اپنے آپ کو حسینی برہمن کہنے لگے۔ حسینی برہمن وردنا چاریہ کی نسل سے تھے۔ ان میں خودداری، بہادری اور ہمت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ کربلا میں حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر سنی تو حسینی برہمن ۷۰۰ء میں عراق پہنچے اور امام حسین علیہ السلام کا بدلہ لے کر واپس آئے۔ یاد رہے کہ کربلا کا واقعہ ۶۸۰ء میں ہوا تھا۔

راقم الحروف (ایڈمن) نے اس سلسلے میں دوست علماء سے بھی تبادلہ خیال کیا جس کے نتیجے میں اس ضمن میں ایک دلچسپ روایت بھی سننے کو ملی جو آپ کی پیش خدمت ہے۔

(۷) دت خاندان کا ہندوستان کے تاجروں میں شمار ہوتا تھا

ہندوستان سے مصالحہ جات، عطریات اور کپڑا وغیرہ لے کر دوسرے ملکوں کو جاتے تھے اور فروخت کرتے تھے اور وہاں کی سوغات ہندوستان لاتے۔ ۶۱ھ میں یہ قافلہ جو تقریباً ۳۰۰ تاجروں پر مشتمل تھا سفر کرتا ہوا عراق کے شہر کوفہ پہنچا اور چند دن قیام کر کے اپنی اشیاء وہاں فروخت کیں اور وہاں سے

اگلی منزل کے لئے پھر روانہ ہوا۔ جب یہ قافلہ کوفہ سے باہر نکلا تو دیکھا کہ چاروں طرف فوج تعینات ہے اور کسی طرف بھی راستہ کھلا نہیں ہے۔ اس قافلے کو وہیں روک لیا گیا۔ قافلے والوں نے فوجیوں سے پوچھا کہ کیا ماجراء ہے تو ان کو بتایا گیا کہ حکومت کے خلاف حسینؑ بن علیؑ نے بغاوت کی ہے لہٰذا ان سے جنگ کی جائے گی۔ قافلے کے سردار نے کہا کہ اگر تم ہمیں آگے نہیں جانے دیتے تو واپس کوفہ جانے دو تا کہ ہم اختتام جنگ تک امن سے رہ لیں۔ فوجیوں نے کہا اب یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ اگر تمہیں واپس جانے دیا گیا تو تم لوگ کوفہ کے لوگوں کی جاسوسی کرو گے اس لئے اب تم واپس نہیں جاسکتے اور جنگ کے خاتمے تک یہیں رہو گے۔

چاروناچار یہ لوگ وہیں رک گئے۔ جنگ ہوئی جنگ کی خبریں ان لوگوں کو ملتی رہیں۔ ہر ہستی کی شہادت اور شجاعت کے قصے یہ لوگ سنتے رہے ان لوگوں کو امام حسین علیہ السلام اور ان کے حق پرست رفقاء سے محبت و ہمدردی پیدا ہوئی۔ جب ان لوگوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا سنا تو ان سے اپنے جذبات پر قابو نہ رہا اور یہ لوگ تلواریں سونت کر یزیدی فوج پر حملہ آور ہو گئے۔ کچھ دیر بعد جنگ ہوئی اور یہ تاجر تہ تیغ کر دیے گئے اور ان کے سر قلم کر دیے گئے۔ آج بھی اصلی اور نسلی حسینی برہمنوں کی گردن پر ایک نشان یا لکیر اس واقعہ کی یاد کے طور پر موجود ہوتی ہے۔

تاریخ کربلا صدیوں سے لکھی جارہی ہے اور جتنا اس موضوع پر لکھا گیا ہے اتنا اسلامی تاریخ میں کسی اور واقعہ کو جگہ نہیں مل سکی۔ اب تک کی شیعہ تاریخ میں ایسے کسی واقعہ کا ذکر سننے یا پڑھنے کو نہیں مل سکا۔ البتہ کربلا آج بھی تحقیقی مراحل سے گزر رہی ہے۔ اس واقعہ کی تاریخ میں کئی ایک ایسے تاریک گوشے ، مقامات اور سوالات ہیں۔ شاید ایک دن آئے جب ان تمام سوالات کے جواب ہمیں ملیں۔ حیدر آباد سندھ کے ایک علاقہ بھٹ شاہ کے گردونواح میں بھی حسینی برہمن کا خاندان آباد ہے جن کی گردن پر سرخ دھاری موجود ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: Wikipedia.htm

حسینی برہمن

حسینی برہمن ایک قبیلہ ہے جن کا تعلق مذہب اسلام اور ہندو دونوں سے ہے۔ یہ پاکستان میں پنجاب اور سندھ اور بھارت میں راجھستان، مہاراشٹر دلی میں پائے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ عرب میں بھی موجود ہیں۔اس قبیلے کی حقیقت سے مختلف آراء ہیں

(۱) راہب دت کے سات بیٹے

ان مختلف آراء میں سے ایک یہ ہے کہ ایک بے اولاد راہب دت نے مولا حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی اولاد کی خواہش کا اظہار کیا۔اس راہب کو بتایا گیا کہ تمہاری قسمت میں کوئی اولاد نہیں۔ یہ سن کر راہب اپنے ہوش کھو بیٹھا اور غم سے چور ہوکر حسین علیہ السلام سے گذارش کی کہ انہیں اللہ کی جانب سے اولاد ملے۔اس پر مولا حسین علیہ السلام نے اسے ایک بیٹا عنایت ہونے کی تصدیق کی۔اچانک وہیں پر کسی نے کہا کہ یہ بات حسین علیہ السلام نے اللہ کی رضا کے خلاف کی ہے (نعوذ باللہ) اس پر حسین علیہ السلام نے اسے ایک اور بیٹے کی نوید سنائی اور یہ سلسلہ سات بیٹوں تک چلتا رہا۔

(۲) ہندوؤں کی حضرت امام حسین علیہ السلام سے عقیدت ومحبت

کی ایک اہم مثال حسینی برہمن کا قبیلہ ہے۔جنہیں 'دت' اور 'مہیال' بھی کہا جاتا ہے۔ان کے مطابق ان کا سلسلہ سانحہ کربلا تک جاتا ہے۔ان کے ایک بزرگ پنجاب سے عرب گئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور سانحہ کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف سے یزیدی لشکر سے جنگ کی۔جس میں ان کے بیٹوں نے بھی ان کا ساتھ دیا اور کچھ نے شہادت پائی۔حضرت امام حسین علیہ السلام نے راہب کی محبت وعقیدت کو دیکھتے ہوئے اسے سلطان کا لقب عطا فرمایا اور ہندوستان واپس جانے کا حکم دیا۔اس وجہ سے وہ قبیلہ اپنے آپ کو حسینی برہمن کہلاتا ہے۔

(۳) ہندو و معتقدین مولا علیؑ

حضرت امام حسین علیہ السلام نواسہ رسولؐ کی کربلا میں شہادت کا سن کر ۶۸۰ء تاریخ اسلام کا ایک اہم باب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محرم کا مہینہ تمام مسلم امہ میں عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔

بھارت میں محرم منانے کا خاص انتظام کیا جاتا ہے اور ہندو برادری کی ایک کثیر تعداد ان مجالس میں شریک ہوتی ہے اور بہت سی جگہ ہندو مسلمانوں کے شانہ بشانہ تعزیہ کے جلوس میں شرکت کر کے غم حسین علیہ السلام کی مثال قائم کرتے ہیں۔

لکھنؤ میں شیعہ نوابوں کی مانند بہت سے ہندو شرفاء جیسا کہ راجہ تلک رائے، راجہ بلاس رائے نے کربلا کی یاد میں امام بارگاہ تعمیر کئے ہیں اور علم بلند کئے ہیں۔

بھارت میں آندھرا پردیش میں اپنی تیلگو زبان میں نوحہ خوانی کی روایت ہے۔ بھارت میں راجھستان میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے پروگرام پیش کئے جاتے ہیں جن کے بعد خواتین جلوس میں گریہ و زاری کرتی ہوئی شرکت کرتی ہیں۔ ہندوؤں میں روایت ہے کہ اگر ایک بانجھ عورت علم کے نیچے سے گزرے تو اس کے ہاں اولاد ہو جائے گی۔

(۴) راہب اور ان کے بیٹے

جو جنگ میں شہید نہیں ہوئے ہندوستان واپس آ گئے اور مغربی پنجاب میں رہائش پذیر ہوئے اور دونوں مذاہب ہندو اور اسلام کے امتزاج کے ایک مذہب پر عمل پیراء ہوئے۔ ان کے بارے میں ایک کلام مشہور ہے۔

واہ دت سلطان
ہندو کا دھرم
مسلمان کا ایمان
آدھا ہندو آدھا مسلمان

حسینی برہمن کا عقیدہ ہے کہ بھگودت گیتا میں کرشنا میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر کیا ہے۔ ان کے مطابق کلانکی پورنا (اٹھارواں اور آخری پورنا) اٹھارواں ویداور چوتھے وید میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو اس کل یگ کے اوتار سے تشبیہ دی گئی ہے۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کو خاص طور پر 'اوم مورتی' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: Wikipedia.htm

ہندو فالورز آف مسلم امام

ملی گزٹ والیم ۵، نمبر ۱۰، ایم جی ۱۰۴

★ ★ ★ ★

اصحاب قائم علیہ السلام عجل اللّٰہ تعالی فرجہ الشریف کا مقام

حضرت کشاف الحقائق امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان واجب الاذعان

حضرت حجۃ العصر قائم علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے زمانہ ظہور میں مومن ہوا میں اڑتے ہوئے پرندہ کو آواز دے گا وہ اس کے پاس اتر آئے گا جس کو مومن ذبح کر کے بُھون کر کھائے گا پھر اس کی ہڈیوں کو اکٹھا کر کے کہے گا احی باذن اللّٰہ تو وہ اللہ کے اذن سے زندہ ہو جائے گا اور فضا میں اڑنے لگے گا۔

ملاحظہ فرمائیں: نوادر المعجزات، ص ۳۸۸، مطبوعہ لبنان

جب قائم علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے دور کا مومن یہ تصرف تکوینی رکھتا ہے کہ ذبح شدہ پرندے کو دوبارہ زندہ کر کے ہوا میں اڑائے تو پھر حضرت قائم علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے جد بزرگوار کے تصرف پر اعتراض کیسا؟ کہ راہب کو بیٹے دے یا نہ دے۔

اهل منبر

ذاکرین اور واعظین کے ہدیہ ملکوتی

حجۃ الاسلام علامہ بزرگوار محمد محمدی اشتھاردی دام ظلہ فرماتے ہیں میں شدید بیمار ہو گیا۔ نہ مجلس پڑھنے کی طاقت، نہ فرش عزاء پر حاضری کی ہمت، بستر سے لگ گیا۔ میرے والد محترم جس امام بارگاہ کے خدمت گذار تھے اس حسینیہ کے ہال میں حاضر ہوا اور امام بارگاہ کے دروازے پر داخل ہوتے ہی عرض کیا:

اسلام عليك يا ابا عبد الله الحسين انا خادمك و ابن خادمك يا مولاى اغثنى

پھر ممبر پاک کو بوسہ دیا اور حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی والدہ مظلومہ کبریٰ سلام اللہ علیہا کے شکستہ پہلو کی قسم دے کر مجلس خوانی کے لئے عرض کیا اور منبر کے ساتھ دامن لگا کر عریضہ پیش کیا کہ مجھ ناچیز پر لطف فرمائیں اور مجلس خوانی کی ڈیوٹی عطا فرمائیں۔ مولا کریم کربلا نے لطف فرمایا اور پھر سے دوبارہ مجلس کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

آیت اللہ علامہ زین العابدین گلپایگانی طاب ثراہ کا بیانِ حقیقت ترجمان

احادیث قدسیہ میں وارد ہوا ہے:

عبدى اطعنى اجعلك مثلى، انا حى لا اموت اجعلك حيا لا تموت، انا غنى لا افتقر اجعلك غنيا لا تفتقر، انا مهما اشاء يكون اجعلك مهما تشاء يكون

''اے میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے اپنا جیسا بنا دوں گا، میں حی ہوں مجھے موت نہیں آتی، میں تجھے بھی حی بنا دوں گا کہ تجھے بھی موت نہیں آئے گی، میں غنی ہوں مجھے کبھی فقر لاحق نہیں ہوتا، میں تجھے بھی غنی بنا دوں گا، تو بھی محتاج نہیں ہوگا، میں جو کچھ چاہتا ہوں وہ ہو جاتا ہے، میں تجھے بھی ایسا بنا دوں گا کہ تو کچھ چاہے گا تو ہو جائے گا۔

ملاحظہ فرمائیں: الجواہر السنیۃ فی الاحادیث القدسیۃ، ص ۳۶۱، الولایۃ التکوینیۃ، ص ۶۴۹

باب یازدہم

اہل ہند اور امام حسین علیہ السلام

باب یاز دھم

اہل ہند اور امام حسین علیہ السلام

فصل اول

بروز عاشور ناصر کائنات امام حسینؑ کا قیس ہندی کی مدد کرنا

بروز عاشور ۶۱ ھ ہندوستان کا بادشاہ قیس ہندی جنگل میں شکار کھیلنے گیا اور دوران شکار وہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔ اچانک ایک شیر اس پر حملہ آور ہوا جیسے ہی شیر نے حملہ کیا تو قیس ہندی نے پکارا کہ اے حسینؑ ابن علیؑ میری مدد کو پہنچو جیسے ہی اس نے ندا دی یکا یک حضرت کریم کربلا امام حسین علیہ السلام اپنے ذوالجناح پر سوار ہندوستان کے اس جنگل میں ظاہر ہوئے اور اپنی تیغ آبدار سے شیر کو دو لخت کر دیا۔ قیس ہندی حضرتؑ کے ذوالجناح کے قدموں پہ گرا اور بولا کہ آپ کون ہیں؟ آقا میں نے تو آقا و مولا حسین علیہ السلام ابن علی علیہ السلام کو پکارا تھا۔

کریم کربلا علیہ السلام فرمانے لگے۔ قیس میں غریب کربلا حسین علیہ السلام ہوں۔

قیس ہندی: مولاؑ آپ مدینے سے یہاں تشریف لائے ہیں؟

فرمایا: نہیں میں دشت کربلا سے یہاں آیا ہوں۔ اس وقت میرے انصار دشمنان دین سے برسر پیکار ہیں اور میں بھی ابھی کچھ دیر کے بعد قتل کر دیا جاؤں گا۔ قیس ہندی نے امامؑ کے ہاتھوں پہ اسلام قبول کیا اور کہا کہ مولاؑ میں اور میرے ساتھی آپؑ کی نصرت کے لئے کربلا جائیں گے۔ امامؑ نے فرمایا: نہیں تم اپنے علاقے میں ہی دین کی نصرت کرو۔ یہ فرما کر امامؑ اس کی آنکھوں سے غائب ہو گئے۔

ملاحظہ فرمائیں: انوار المجالس، ب ۵، م ۹، ص ۱۰۶، مطبوعہ ایران

لسان الواعظین، ص ۳۴۶، مطبوعہ ایران

تذکرۃ الشہداءؑ، ج ۲، ص ۱۱۱، مطبوعہ ایران

جواہرالاخبار، آیت اللہ خوانساری، ص ۲۴، مطبوعہ ایران

الذریعہ، ج ۲۶، ص ۲۶۱، مطبوعہ بیروت

فصل دوم

کریم کربلاؑ سب کا مشکل کشاء

حجۃ الاسلام علامہ السید ذیشان حیدر جوادی طاب ثراہ

اقوام عالم میں حسین علیہ السلام کا مرتبہ

ہندوستان کا مشہور ومعرف شہر ہے کلکتہ، جسے آپ جانتے ہیں۔ مومنین کی بہت مختصر آبادی ہے۔ زیادہ آبادی غیر مسلمین کی ہے اور ایک دو نہیں بلکہ ایک کروڑ سے زیادہ کی آبادی ہے۔ اتنا بڑا شہر ہے لیکن میں نے خود دیکھا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں تقریباً عشرہ محرم میں وہاں تھا۔ پانچ محرم، چھ محرم، سات محرم، آٹھ، نو، دس محرم جو جلوس عزاء نکلتا ہے تو تھوڑے سے ماتم دار حلقہ بنا کر درمیان میں چلتے ہیں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد جلوس دیکھنے کے لئے ہندو، سکھ اور دوسری اقوام سب جمع ہو جاتی ہیں۔ درمیان میں علم وذوالجناح اور سامنے چاروں طرف سے زمین کے اوپر، پشت بام پر، چھتوں پر سب دیکھنے والے۔ ہوسکتا ہے مسلمان اس کو اپنی زبان میں تماشائی کہیں مگر وہ اپنی زبان میں عقیدتمند ہیں جو اس منظر کو دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر یہ منظر دیکھا گیا کہ ایک عورت گود میں ایک بچہ لئے ہوئے آئی شاید آپ نے نہ دیکھا ہوگا ہندو عورتیں عام طور پر جب گھر سے نکلتی ہیں تو برتن میں دودھ یا پانی لے کر نکلتی ہیں۔ وہ عورت آئی گود میں ایک بچہ لئے ہوئے اور برتن میں دودھ لئے ہوئے آئی اور لوگوں سے کہا ہٹ جاؤ میں اس ذوالجناح کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ وہ غریب کیا جانے ذوالجناح کیا ہے اس نے خالی سن لیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے نام پر یہ گھوڑا نکلتا ہے اور اس نے ذکر حسین علیہ السلام سنا ہو مجھے نہیں معلوم لیکن بہرحال اس نے کہا ہٹ جاؤ۔ لوگوں

نے کہا نہیں یہ نہیں ہوسکتا ہے اس لئے کہ آپ جانتے ہیں ۱۹۷۰ء کا زمانہ کون سا تھا۔ انتہائی ہندو مسلم تعصب کا زمانہ، مومنین کو یہ خیال کہ اگر اس کے قریب چلی گئی اور جانور کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچ گئی تو ابھی ایک ہندو مسلم فساد کھڑا ہو جائے گا، کہا نہیں قریب نہ جانے دیں گے۔ اس نے کہا میں جا کے رہوں گی۔ میں گھوڑے کے قریب جاؤں گی تم سے کیا تعلق ہے؟ کہا میری منت ہے (بس عزیزو شاید میرا بیان یہیں تمام ہو جائے) بس آپ متوجہ رہیں۔

سوچتے رہیں اقوام عالم میں حسین علیہ السلام کیا ہیں؟

دوسرے مذاہب میں حسین علیہ السلام کی کیا شخصیت اور حیثیت ہے۔ مجھے جانے دو، میری منت ہے۔ منت کیا ہے؟ کہا گذشتہ سال جب میں نے اس جلوس کو جاتے دیکھا تھا تو میری شادی کو ایک زمانہ گذر گیا تھا اور میرے کوئی اولاد نہیں تھی۔ میں نے اس ذوالجناح اس گھوڑے کو دیکھ کر یہ کہا تھا کہ اے سواری کے سوار تو یقیناً اپنے مالک کی بارگاہ میں بڑا درجہ رکھتا ہے ورنہ اتنے تیرے چاہنے والے کیوں اکٹھے ہو جاتے۔ اتنے آدمی تیرے غم میں ماتم کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ یقیناً تیرا کوئی مرتبہ ہے۔ میں بے اولاد ہوں تو اپنے خدا سے دعا کر دے کہ مجھے اولاد مل جائے میں تجھ سے وعدہ کرتی ہوں کہ اگلے سال اگر میں صاحب اولاد ہو گئی تو اپنے بچے کو لا کر تیرے اس گھوڑے کے نیچے سے گزاروں گی۔ سب روک رہے ہیں اس کا اصرار بڑھتا جا رہا ہے بالآخر لوگوں نے پولیس کی انتظامیہ سے کہا کہ دیکھئے آپ گواہ رہئے گا کہ ہم نے بہت منع کیا اب یہ جا رہی ہے اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اس کو مسلمانوں کا کوئی قصور نہ کہیے گا۔ اس مسئلہ کو ہندو مسلم رائٹ نہ بننے دیجئے گا کہا ٹھیک ہے ضد کر رہی ہے تو جانے دو۔ دیکھو یہ کرنا کیا چاہتی ہے۔ وہ آگے بڑھی ذوالجناح کے پیروں کے پاس پہنچی اور اس کے بعد اس نے ایک مرتبہ اس کے پیروں پر اس برتن سے دودھ کو ڈالا اور دودھ گرا کے اپنے سر کے بالوں سے ذوالجناح کے پیروں کو دھونا شروع کر دیا (بس سن لو عزیزو آخری فقرہ آگے میں گذارش نہ کر سکوں گا) ظاہر ہے کہ آپ جانتے ہیں جب بال کسی کے بھی

جسم کو لگ جائیں تو انسان کو احساس ہو جاتا ہے چہ جائے کہ جانور۔ اس نے اپنے سر کے بالوں سے اس کے پیروں کو دھونا شروع کیا جب سارا دودھ ڈال کے اس کے پیروں کو دھولیا تو اس کے بعد زمین پر جو دودھ بہہ گیا تھا لے کے اپنے بچے کے سارے جسم پر ملنا شروع کیا اور یہ سارا عمل جب انجام پا گیا تو اس کے بعد اٹھی اور اپنے بچے کو لے کر چلی۔ کسی مرد مومن نے بڑھ کر اس سے پوچھ لیا یہ تمہاری منت کیا تھی یہ تم نے کیا کیا۔ یہ دودھ تم نے اس کے پیروں پر کیوں ڈالا اور تم نے اس کے پیر کیوں دھوئے۔ یہ تم نے زمین پر پڑے ہوئے دودھ کو اپنے بچے کے جسم پر کیوں ملا؟ کہا میں نے سنا ہے کہ حسینؑ بابا کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا اسے دودھ نہیں ملا تھا۔ لہٰذا میں نے سوچا اگر اس کے واسطے سے دعا کی جائے تو یقیناً اللہ اولاد دے گا اور ظاہر ہے کہ اس کا حق یہی ہے کہ اسی دودھ میں اس بچہ کو آلودہ کر دیا جائے تا کہ وہ یاد برقرار رہے۔

ملاحظہ فرمائیں: حسین منی، ص ۳۵۴ تا ۳۵۷، مطبوعہ کراچی

فصل سوئم

چند برہمن قوم دت

سرکار زبدۃ العلماء علامہ سید آغا مہدی لکھنوی قدس سرہ الشریف

یہ سمجھنا کہ واقعہ کربلا کی تالیف ابو مخنف کے عہد میں ہوئی یا شہداءؑ کربلا کے اعداد و شمار اس سے پہلے زیارت ناحیہ (حدود ۲۵۵ء) میں ضبط تحریر میں آئے صحیح نہیں ہے جب آج تک استیعاب نہ ہو تو یہ کہنا چودہ سو برس پہلے قوم اس فرض کو ادا کر چکی ہے صحیح نہیں اور حقیقت یہ تھی کہ صدر اول ہی میں یہ کام ہو گیا۔ مختارؒ نے تمام قاتلان حسین علیہ السلام کو چن چن کے موت کے گھاٹ اتارا اور کوئی باقی نہ رہا۔ اسی وقت واقعہ کربلا کی تشکیل ہوگئی اور آئندہ نسلوں کے لئے یہ کام اٹھا نہ رکھا گیا۔

یہ سمجھنا کہ واقعہ کربلا ایک محدود خطہ ارض، کچھ معینہ نفوس زیادہ سے زیادہ عراق اور شام پہنچ کر بچہ بچہ اس خونریزی سے باخبر تھا نہیں۔ اگر شہادت حسین علیہ السلام مدینہ کی گلیوں میں قتل عثمان کی طرح

ہوتی تو بے شک مقامی لوگوں کے سوا عام افراد واقف نہ ہوتے۔ آج کا آدمی ٹرانسپورٹ کے ذریعے سیاحت سمجھ کر پوری دنیا پر چھا جاتا ہے اس وقت دل کے ارادوں میں وسعت اور پیروں کی طاقت میں وہ فراوانی تھی کہ زمین گزرگاہ خلق تھی غیر ممالک کے آنے والے بغیر روک ٹوک دوسرے ممالک میں سفر کرتے اور پابندی نہ تھی اس تمہید کے بعد شاہ محمد نذیر ہاشمی نے واقعہ کربلا پر جو 'شہادت عظمیٰ' کتابچہ لکھا اس میں یہ اطلاع قابل غور ہے کہ روز عاشور کچھ برہمن قوم دت کے لوگ انصار امام میں شامل تھے اور شہید ہوئے۔ نیو اسٹنڈرڈ ڈکشنری جو کو فنک اینڈ واگنل نے ۱۹۹۶ء امریکہ سے انگریزی میں چھاپا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

مسلمانوں کا وہ قبیلہ جو ملایا میں مورد قبائل کہلاتا ہے اس کے سردار کو دت کہتے ہیں۔ یہ بہت بہادر اور جنگی قوم ہے اور اپنے آپ کو اعلیٰ و اشرف تصور کرتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں یہ اطلاع بھی کتاب کے موضوع سے وابستہ ہے کہ جونا گڑھ میں 'حسینی برہمن' ایک گروہ اس نام سے کیوں پکارا جاتا ہے اور انتساب کا راز ہے یہ خبر صحیح ہے کہ ان کے گلے میں مثل ریسمان ایک نشان ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

ملاحظہ فرمائیں: الحسین اروحنا فدا، ص ۲۳۱ تا ۲۳۲ از آغا مہدی رضوی آل غفران مآب، طبع کراچی

فصل چہارم

ضامن امام حسین علیہ السلام ہے

جناب مفتی سید عباس صاحب اعلیٰ مقامہ نے جو مجتہد ہندوستان تھے کتاب صحن چمن میں ارشاد فرمایا ہے کہ ایک قریہ میں جو قریب احمد آباد گجرات کے ہے ایک زرگر کی زن کافرہ نہایت جمیلہ و حسینہ رہتی تھی۔ اس کا شوہر بھی قوم ہنود سے تھا اور وہ کسی دوسرے قریہ کا رہنے والا تھا۔ ایک دفعہ اپنے شوہر کے ساتھ کہیں جا رہی تھی کہ راہ میں ایک افغان نے اسے دیکھ لیا۔ دیکھتے ہی عاشق و فریفتہ ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب عشق میں بے تاب ہوا تو ایک روز اس عورت کے پاس پیغام بھیجا اور اپنا عشق

ظاہر کیا۔ یہ سن کر وہ عورت گھبرائی اور اپنے باپ سے ساری کیفیت بیان کر کے کہا اب یہاں رہنے کا موقع نہیں شوہر کے ساتھ جاتی ہوں اسی کے مکان پر رہوں گی۔ الغرض مادر پدر سے رخصت ہو کر شوہر کے گھر چلی جب اس بد بخت افغان کو خبر ملی کہ وہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ آج چلی گئی۔ اپنے ایک رفیق کے ساتھ تعاقب میں وہ بھی روانہ ہوا۔ وہ زن وشوہر اثنائے راہ میں ایک باغ میں بیٹھے تھے کہ عورت نے دیکھا کہ وہی افغان ایک دوسرے آدمی کو ساتھ لئے چلا آتا ہے۔ دیکھتے ہی خائف ہوئی اور شوہر سے کہنے لگی اس سفاک سے نجات کی امید نہیں بہتر ہے کہ تم کہیں چھپ جاؤ۔ وہ بے چارہ درختوں کی آڑ میں جا کے پوشیدہ ہو گیا۔ جناب مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ دوسرا خط جو مقبول حسین نے حیدر آباد دکن سے خوب تحقیق کے ساتھ اپنے کسی دوست کو لکھا تھا ایک نصرانی نے جس کا نام بتیش تھا یوں بیان کیا کہ جب افغان اس باغ میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ عورت تنہا بیٹھی ہے۔ پوچھنے لگا کہ تیرا شوہر کہاں ہے اس نے کہا شوہر میرے ساتھ نہیں آیا وہ فاسق اور اس کا رفیق بھی بولا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تیرا شوہر تیرے ساتھ تھا سچ بتا کہاں ہے، کدھر ہے؟ جب حد سے زیادہ مبالغہ کیا اس وقت مضطر ہو کے وہ عورت کہنے لگی میں ہرگز نہ بتاؤں گی کہ مجھ کو تم سے خوف آتا ہے۔ اس نے کہا کچھ خوف نہ کر کسی طرح کی اذیت نہ دوں گا۔ اس نے کہا اگر کسی کو ضامن دو تو البتہ اطمینان ہو۔ ان دونوں نے کہا تو جسے کہے اسے ضامن دوں۔ اس نے کہا یہ مہینہ محرم کا ہے تم مسلمانوں میں ہر جگہ عزاداری برپا ہے ہر شخص حسنؑ و حسینؑ کا ماتم کرتا ہے اگر تمہارا دل صاف ہے تو حسنؑ و حسینؑ کو ضامن دو۔ ان بدانجاموں نے کہا اچھا انہی کو ضامن دیتے ہیں کہ کسی طرح کا دغا نہ کریں گے کوئی اذیت نہ پہنچائیں گے۔ اس وقت اس عورت نے بلا تامل اپنے شوہر کا نشان بتا دیا۔ سنتے ہی دونوں مکار اس طرف گئے اور زرگر کو پکڑ لائے اور اس عورت کے سامنے قتل کیا۔ اس کے بعد دونوں سفاک اس عورت کو ساتھ لے کر اپنے قریہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بے چاری مصیبت کی ماری زار زار روتی اور ہر طرف آنکھیں پھیر پھیر کے دیکھتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی اے مصیبت

زدوں کے مددگار اے بے کسوں کے ضامن، اے حسنؑ و حسینؑ آپ کہاں ہیں۔ جلد میری فریاد کو پہنچئے۔ آپؑ پر خوب ظاہر ہے کہ ان ظالموں نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ شوہر کو قتل کیا اب میری آبروریزی کی فکر میں ہیں۔ میں نے آپؑ کی ضمانت پر اعتماد کیا ہے اب آپؑ ان بے دینوں کے پنجہ سے نجات دیجئے۔ الغرض وہ دونوں ستم گار خوش ہنستے اور کلمات طعن کہتے جاتے تھے کہ تو نے اپنے ضامن کو بہت پکارا مگر وہ ابھی تک نہ آئے۔ ناگاہ دو سوار نقاب پوش جن کے نور سے دشت وادی ایمن ہو گیا نمودار ہوئے اور ان لوگوں کو گھیر کے پھر اسی باغ کی طرف چلے جہاں زرگر قتل ہوا تھا۔ اثناء راہ میں ایک درخت عظیم الشان برگد ملا وہیں پر ٹھہر کے ان نقاب پوشوں نے عورت سے پوچھا تجھ پر کیا مصیبت پڑی ہے جو اس طرح روتی ہے اور فریاد کرتی ہے۔ اس نے کُل حقیقت بیان کی اس افغان نے زرگر کے قتل سے انکار کیا ناگاہ درخت کے دو ریشے بڑھے اور افغان اور اس کے رفیق کی گردنوں میں مثل ریسمان لپٹ کے بلند ہو گئے اور یہ دونوں ظالم اس میں لٹک کے مر گئے اور بروایت دیگر ان سواروں نے درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان ستمگروں کو پکڑ لے فوراً ریشے درخت سے بڑھے اور ان کی گردنوں میں لپٹ گئے اور بعض کا بیان ہے کہ دونوں ہوا پر معلق ہو کے مر گئے اور ان کی لاشوں میں بدبو تھی تا کہ لوگ آ کے دیکھیں اور عبرت پذیر ہوں الحاصل اس کے بعد ان سواروں نے عورت سے کہا بتا تیرے شوہر کی لاش کہاں ہے اس نے بتا دیا جو وہ بزرگوار اس کی میت پر پہنچے ایک نے سر کو تن سے ملا کے کچھ کلمات ایسے کہے جو سمجھ میں نہیں آتے تھے یکا یک اس کی لاش کو جنبش ہوئی اور خاک جھاڑتا ہوا وہ زرگر اٹھ کھڑا ہوا اور تعجب سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اور تعجب کرتا تھا کہ میں مردہ تھا پھر زندہ کیوں کر ہوا۔ کبھی آنکھیں ملتا تھا کہ خواب میں ہوں یا جاگتا ہوں کبھی زوجہ کو حیران ہو کے دیکھتا تھا کہ یہ کیا ماجرہ ہے۔ جب حواس کچھ درست ہوئے وہ مرد اور عورت دونوں دست ادب جوڑ کر ان بزرگواروں سے عرض کرنے لگے آپ لوگ کون ہیں جو ہماری مدد کو پہنچے اور ایسے وقت بے کسی میں آئے۔ بتیش نصرانی کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنا نام و نشان کچھ نہ بتایا اور

نظروں سے غائب ہو گئے۔ مگر جو فرنگی جو وہاں کا افسر تھا اس کا داماد کہتا ہے کہ جب ان لوگوں نے نام ونسب پوچھا تو سواروں نے فرمایا ہم تیرے ضامن حسنؓ و حسینؓ ہیں۔ یہ سنتے ہی دونوں مرد و عورت مسلمان ہو کر دولت ایمان سے شرفیاب ہوئے اس کے بعد عرض کی میرے قریہ میں کل کفار رہتے ہیں اگر ارشاد ہو تو میں عزیز و اقرباء کو بھی لے آؤں آپ کی زیارت اور دولت ایمان سے شرف یاب ہوں۔ آپؓ نے اجازت دی یہ دونوں زن و شوہر اپنے قریہ کی طرف گئے اور سب کیفیت بیان کی۔ فوراً وہ لوگ اس مقام پر حاضر ہوئے اور اسلام سے مشرف ہوئے اس کے بعد دونوں حضرات نظروں سے غائب ہو گئے۔ اب بتیش نصرانی یوں لکھتا ہے کہ جب اس فرنگی کو جو اس قریہ کا حاکم تھا یہ خبر پہنچی اس نے ان دونوں مرد و عورت کو محکمہ فوجداری میں بلوا کر ماجرہ سنا۔ زرگر نے کہا میں کچھ واقف نہیں۔ جو کچھ واقعہ گزرا ہے عورت جانتی ہے عورت نے اپنے اظہار میں کل کیفیت جو گزری تھی بیان کی نصرانی چونکہ کافر تھا کہنے لگا یہ سب جھوٹ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی دونوں نے ان کو مار کے درخت میں لٹکا دیا ہے اور اپنی خلاصی کے واسطے یہ باتیں بنائی ہیں جن کو کبھی عقل قبول نہیں کر سکتی۔ الغرض اس حاکم نے ان دونوں کو قید خانے میں بھیج دیا اور ان لاشوں کو درخت سے اتروا کر اپنی کچہری میں رکھوایا اور اس پر نگہبان مقرر کئے۔ اس روز مقدمہ ملتوی رہا شب کو لاشیں غائب ہو گئیں۔ صبح کو جو تلاش کیا دیکھا تو اسی درخت میں لٹکی ہیں حاکم کو جب یہ حال معلوم ہوا کہنے لگا بے شک پہرے کے سپاہی بھی ان سے مل گئے ہیں چونکہ یہ بھی مسلمان ہیں پاس اسلام سے انہوں نے یہ حرکت کی ہے اور آپس میں مل کر یہ قرار دیا ہے نہیں تو کیونکر یہ ہو سکتا ہے کہ میت خود بخود جا کے درخت میں لٹک جائے۔ غرض کہ اس حاکم انگریز نے پھر ان لاشوں کو منگا کے اپنے محکمہ میں رکھوایا اور خود بیچ میں کرسی پر بیٹھا اور گرد اس کے چند سپاہیوں کو کھڑا کیا چند ساعت شب گذری تھی کہ پھر دونوں نور خدا یعنی امام حسنؓ و حسینؓ گھوڑوں پر سوار نقاب چہروں پر ڈالے ہاتھوں میں نیزے لئے ظاہر ہوئے اور محکمہ کے اندر جا کے نوک نیزہ سے اشارہ کیا فوراً وہ دونوں لاشیں بلند ہو کے چلیں اور

اسی درخت میں جا کے لٹک گئیں اور دونوں آفتاب امامت تھوڑی دور جا کے نظروں سے غائب ہو گئے۔اس وقت اس فرنگی نے کہا بے شک یہ کام اس زرگر کا نہیں ہے اس کو ایسے اشخاص نے مارا جن کا تدارک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔صبح کو لوگوں نے جا کے دیکھا وہ لاشیں اسی طرح درخت میں لٹک رہی ہیں۔ان لوگوں نے امتحان کی راہ سے چاہا ان ریشوں کو جس میں یہ دونوں لٹکتے تھے پکڑ لیں فوراً لاشیں بلند ہو گئیں۔جب لوگ ہٹ گئے پھر وہ مردے نیچے آتے رہے۔لکھا ہے کہ اس معجزہ کو گجرات میں شاعروں نے نظم کیا ہے اور فقراء شہروں کی گلیوں کوچوں میں پڑھا کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: بحور الغمہ، ج ۲، ص ۶۷۰ تا ۶۷۳، مجلس ۱۱۵

فصل پنجم

امام حسین علیہ السلام اور اہل ہند

امام حسین علیہ السلام کا بمبئی میں ہندو کی امداد فرمانا

بمبئی (ہندوستان) میں ایک ہندو نے اپنی چند اشیاء فروخت کیں اور رقم لے کر جا رہا تھا۔ناگاہ اس کے تعاقب میں دو اشخاص جو کہ مسلمان تھے روانہ ہوئے تاکہ اس ہندو سے رقم چھین لیں۔ہندو نے محسوس کیا کہ اس کے تعاقب میں دو اشخاص آ رہے ہیں۔ہندو تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور اپنے گھر پہنچ کر گھر میں لگے درخت پر چڑھ گیا۔وہ دونوں ڈاکو بھی گھر میں داخل ہوئے اور اس کی بیوی سے کہنے لگے کہ وہ ہندو کہاں ہے۔بیوی نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے۔انہوں نے ہندو کی بیوی کو زدوکوب کرنا شروع کیا تو ہندو کی بیوی نے کہا آپ کو حسین علیہ السلام کا واسطہ مجھے چھوڑ دو۔

انہوں نے اس عورت کی ایک نہ سنی اور مارتے رہے تو ہندو عورت نے بتا دیا کہ اس کا شوہر درخت پر ہے۔ہندو درخت سے اتر آیا تو انہوں نے اس سے رقم چھیننے کے بعد ہندو کا سر تن سے جدا کر دیا۔ہندو کی بیوی نے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا اور کہنے لگی کہ حسینؑ میرے ساتھ ظلم ہوا ہے آپؑ میری مدد

کریں۔اچانک امام حسین علیہ السلام وہاں ظاہر ہوئے اور سید الشہداء علیہ السلام نے انگلی کا اشارہ کیا تو دونوں ڈاکوؤں سے سر تن سے جدا ہو گئے اور پھر مولا علیہ السلام نے ہندو کے سر کو تن سے جوڑا تو ہندو زندہ ہو گیا۔اس واقعہ کے بعد ہندو کے تمام اہل وعیال شیعہ مسلمان ہو گئے۔

ملاحظہ فرمائیں: فلسفہ عزاداری آیت اللہ علامہ اسد اللہ محمدی نیاء، ص۹۰، مطبوعہ قم مقدسہ، ایران

یہ واقعہ خود دلیل ہے کہ یہ ذوات مقدسہؑ ہر دور میں ہر جگہ، ہر علاقہ، میں بلا تفریق مذہب وملت، رنگ ونسل عوام الناس کی رہنمائی ومشکل کشائی کے لئے ظاہر ہو جاتے ہیں ۔ہمیشہ سے ہر جگہ حاضر وناظر بھی اور ہر ایک پر شاہد بھی ہیں اور اس قدر کریم ہیں کہ وہ اس بات کو قطعاً خاطر میں نہیں لاتے کہ یہ مرد ہے یا عورت، ہندو ہے یا عیسائی، مسلم ہے یا غیر مسلم پس جہاں جس نے بھی ان کو جس انداز سے مدد کے لئے پکارا تو فوراً مشکل کشائی کے لئے پہنچتے ہیں۔

مگر اب مقصروں کی مقصریت کا کیا کہیے کہ جوان کو حاضر وناظر ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔ جب کہ یہ ایک ہی نہیں بلکہ ہزاروں اثبات موجود ہیں کہ یہ ہستیاں حاضر فی الکائنات ہیں، ناظر علی الموجودات ہیں۔

علیؑ کا نام بھی اعظم وہ اسم اعظم ہے
کہ جس کسی نے پکارا اسی کے کام آیا

مقصرین سے تو بمبئی کی یہ ہندو عورت بہتر ہے جس کو یقین ہے کہ اس ہستی کو پکارا جائے تو یہ مدد کے لئے پہنچ جائیں گے۔

آیت اللہ سید مہدی بحر العلوم قدس سرّہ

اس خدا کی ولایت اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے معصوم جانشینوں علیہم السلام کی ولایت کے مترشحات میں سے ولایت باطنیہ ہے، کیونکہ بے شک ان کے لئے ممکنات میں تصرف ہے ذرے سے لے کر پہاڑ کی چوٹی تک، خدا کے اذن سے۔

ملاحظہ فرمائیں: بلغۃ الفقیہ، ج۳، ص۲۱۳۔الولایۃ التکوینیۃ، ص۶۹۴

باب دوازدھم

شعراء کرام کا نذرانہ عقیدت

باب دوازدھم

شعراء کرام کا نذرانہ عقیدت

درِ امام کا سوالی 'راھب'

زوار غلام عباس ساقی

ایک راھب مدینے قسمت آزمانے چلا
اپنا قصہ سلطان انبیاءؐ کو سنانے چلا
معلوم تھا اسے تقدیر کو بدلوانے چلا
لینے جنت وی بیٹوں کے بہانے چلا

دینے والے نے بے زر سے ابوذرؓ کر دیا
کثرت اولاد سے اسے سکندر کر دیا

مدینے آئے رسولؐ عربی سے سوال کیا
جواب ملا کہ نہیں بڑا ملال کیا
کہانی سنی حسینؑ نے بڑا جلال کیا
لوح محفوظ کو ہاتھ میں لیا اور کمال کیا

کچھ بھی نہ تھا اس کو سات دے دیئے
اپنے ہاتھ ذوالجلال کے ہاتھ دیئے

فطرس کی طرح خوش ہو کے مدینے سے چلا
اور کشتی نجات کے سفینے سے چلا
سات لے کے رسولؐ عربی کے نگینے سے چلا
کس قدر وجاہت خوشی و قرینے سے چلا

جا کے اس نے ساری قوم کو حیران کر دیا
اور ہر طرف سیدہؑ کے لعلؑ کو عنوان کر دیا

مالک کے کرم سے کس قدر غیور تھا وہ
اور الفتِ حسینؑ سے پُر از نور تھا وہ
جب بیٹے ملے کس قدر مسرور تھا وہ
جب کہ بِنا تقدیر ملنے پہ مغرور تھا وہ

ہر وقت حسینؑ پاک کی ثناء کرتا تھا وہ
اور بچوں کو اس گھر سے باوفا کرتا تھا وہ

اکسٹھ ہجری کو مظلومؑ پہ اِک وقت آ گیا
سیدوںؑ کے بھرے گھر میں اندھیرا سا چھا گیا
دیر راہب سے یہ اپنے بچوں کے سر لے کے آ گیا
مظلوم کے سر پہ بچوں کو صدقہ بنا گیا

مظلومؑ نے پھر سارے کے ساروں کو زندہ کر دیا
اور اسے قوم و قبیلے میں تابندہ کر دیا

یہ رہے بعد میں ان کی اِک نشانی تھی
ان کے گلے میں اِک سرخ گانی تھی
سنائی ہے میں نے راہب کی جو کہانی تھی
اس کے فضائل لکھنا کہاں میری نادانی تھی

مالکوںؑ کے کرم کو بھلا کون تول سکتا ہے
ان کے اسرار کو بھلا کون کھول سکتا ہے

ساقیؔ یہ سوچتا ہے کاش وہ راہب میں ہوتا
وہ خوش نصیب جو تھا وہ صاحب میں ہوتا
اپنے گناہوں سے جو ہوا تھا تائب میں ہوتا
اس زمانے میں درویش کا نائب کبھی میں ہوتا
کچھ حسرتیں میری بھی وہ پوری کرانا چاہتا ہوں
میں پٹے والا سگ ہوں زمانے کو بتانا چاہتا ہوں

☆☆☆☆☆

عطاء

نجف کاظمی

تو فقط التجاء کی سی نیت بنا
پھر ہماری عطاء کا اثر دیکھ لے

میرے نانا سے بس پوچھ کر آ گیا
اب نواسے کا بھی کچھ ہنر دیکھ لے

میں بظاہر زمیں پر کھڑا ہوں مگر
میرا افلاک پر رہ گزر دیکھ لے

اب تلک تو نے مانگا ہے یزدان سے
آج شبیرؑ سے مانگ کر دیکھ لے

میرے ذمہ بہاروں کی تقسیم ہے
اور خزاں سے میرا کچھ قبیلہ نہیں

صرف شبیرؑ اس کا مدد گار ہے
جس کا دنیا میں کوئی وسیلہ نہیں

فطرس کو دیئے پر راہب کو پسر دیئے
جون و حر کو آپ نے مقدر عطا کئے

مجھ پہ بھی اپنا خاص کرم اتار دے
اے کریم کربلا میرا مقدر سنوار دے

☆☆☆☆☆

حسینؑ

محسن نقوی

حسینؑ اب بھی سمجھ رہا ہے یزیدیت کے سبھی اشارے
حسینؑ اب بھی لہو سے سیراب کر رہا ہے فلک کنارے

حسینؑ اب بھی سجا رہا ہے زمیں پہ شمس و قمر ستارے
حسینؑ اب بھی بدل رہا ہے ستم کی طغیانیوں کے دھارے

حسینؑ اب بھی سنا رہا ہے سناں پہ قرآں کے درد پارے
حسینؑ اب بھی سنبھل سنبھل کے بچا رہا ہے سبھی سہارے

حسینؑ اب بھی لٹا رہا ہے نبیؐ کے دیں پر سجل دلارے
حسینؑ اب بھی یہ چاہتا ہے کہ مشکلوں میں کوئی پکارے

☆☆☆☆☆

سلام بحضور سرکار سید الشہداء امام حسین علیہ السلام

سید جاوید رضا کاظمی

حیات نو یہ بھی کتنا اثر حسینؑ کا ہے
تلاش حق میں جو بھی نگر حسینؑ کا ہے

وہ معجزات ہیں سبطِ رسولؐ کے دیکھو
کسی نبی کا نہیں جو اثر حسینؑ کا ہے

کسی کو پر ملیں، بیٹے کسی کو مل جائیں
جو در ہر اِک کو نواز دے وہ در حسینؑ کا ہے

ہنود میں یہ حسینیؑ برہمنوں کا دھرم
حسینؑ سے ہیں کہ اُن پر اثر حسینؑ کا ہے

جو سانس میری چلے یا علیؑ مدد کہہ کے
تو دلِ حسینؑ کا بار دِگر حسینؑ کا ہے

یزیدیت سے نہ ڈر، لب پہ یاحسینؑ رہے
شکست دور رہے گی اگر حسینؑ کا ہے

وہاں ہے لعنتِ رب اور یہاں ہے ذکرِ خدا
اُدھر یزید ہے، لشکر اِدھر حسینؑ کا ہے

مٹا سکی نہ یہ دنیا کبھی حسینؑ کا غم
یزیدیت کو رہا ہے جو ڈر حسینؑ کا ہے

سوال بیعت فاسق یہ خم ہیں فتویٰ فروش
جواب ناں میں ہے ہر معتبر حسینؑ کا ہے

وہ جس کے نام سے معانی نئے وفا کو ملیں
دلیر کتنا ہے غازی مگر حسینؑ کا ہے

جو کربلا کو نہ سمجھیں وہ دین کیا جانیں
نبیؐ کے بعد تو دیں پر اثر حسینؑ کا ہے

لبوں پہ نعرۂ حیدر مرے ہے دل میں حسینؑ
رضاؔ جِناں میں ہے، بندہ بشر حسینؑ کا ہے

☆☆☆☆☆

منقبت

در مدح امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام

سید جاوید رضا کاظمی

مصرعہ طرح

"لائے نبیؐ علیؑ کو خدا کے مکان سے"

قرآن کا نزول ہوا کیسی شان سے
آلؑ نبی کا ذکر ہوا آن بان سے

اس سلسلہ میں سب ہی محمدؐ ہیں دوستو
جو قول ہے وہ ایک ہے دل سے زبان سے

سیرت نبیؐ کی سب کے لئے مشعل حیات
روشن ہیں قلب و روح ہدایت کی کان سے

حقدار اپنے حق کے لئے دے صدائے حق
باغ فدک ہے آئینہ ڈر! امتحان سے

صلح حسنؑ ہے سامنے جینے کا ڈھنگ سیکھ
ظلم و ستم کو چھوڑ کے امن و اماں سے سیکھ

ہیں کربلا کی راہ میں وہ سرفروشیاں
مرنے کا ڈھنگ سیکھ لے اس خاندان سے

جلوے خدا کے سب کو دکھانے کے واسطے
لائے نبیؐ علیؑ کو خدا کے مکان سے

مولا علیؑ کا جشن ہے جس جا نظر اٹھے
تیرہ رجب منائیں گے ہم دل سے جان سے

سر پہ ہے جس کے انما و ہل اتیٰ کا تاج
وہ ہے لسانِ عین خدا آن بان سے

رب ہے نصیریوں کا سفینہ نجات کا
ملتی خدائی چھوڑ دی سارے جہان سے

یہ بابِ علم نقطۂ با ذاکرِ رسولؐ
ایمان کل ہے پائی سند آسمان سے

کوثر کا جام حشر میں یاں ہے غدیری جام
مولا کا شکریہ ہو ادا کس زبان سے

بدر و حنین و خیبر و خندق و احد میں ہم
پہچان لیں فتح کو علیؑ کے نشان سے

فہم بشر کہاں مرا مولا کہاں رضاؔ
جس کا بیاں بلند ہے ہر اِک بیان سے

☆☆☆☆☆

(غلام رضا جھنڈوی)

وہ اپنی ذات میں سارا سماج رکھتا ہے
سِناں سوار ہے عالم پہ راج رکھتا ہے
جو مانگا ایک کسی نے تو اس نے سات دیئے
حسینؑ بھی تو خدا سا مزاج رکھتا ہے

☆☆☆☆☆

سلام

آصف زیدیؔ

محشر میں ہو گی سب کو ضرورت حسینؑ کی
دیکھیں گے سارے انبیاءؑ عظمت حسینؑ کی

لطف و کرم ہیں اُن کے جو آساں ہے زندگی
جاری ہے آج بھی یہ عنایت حسینؑ کی

راہب کو سات بیٹے عطا کر کے کہہ دیا
سارا جہان دیکھ لے قدرت حسینؑ کی

دینِ خدا ہو یا کہ ہو دینِ محمدیؐ
پہنچا ہے ہم تلک یہ بدولت حسینؑ کی

راہِ خدا میں جس نے بھرا گھر لُٹا دیا
پوری کرے گا کون یہ سنت حسینؑ کی

جب بھی سجے گا حشر کا میدان دیکھنا
کُھل جائے گی ہر اِک پہ حقیقت حسینؑ کی

جنت میں جا کے ماتمی ماتم کریں گے جب
نوحوں میں نقش ہو گی شہادت حسینؑ کی

آصفؔ اُسے تو مل گئی بخشش کی ہر سند
جس نے بھی کی ہے دِل سے اطاعت حسینؑ کی

تصرفِ ولایت: امام حسینؑ و شریکۃ الحسینؑ

آصف زیدی

مایوس ہو کے پلٹا جو راہب رسولؐ سے
اذنِ حضوری مل گیا سبطِ بتولؑ سے

لے آئے ہاتھ تھامے ہوئے وہ نبیؐ کے پاس
بولے حسینؑ نانا سے اس کو بہت ہے آس

کر دیں خدا کے واسطے بیٹے اسے عطاء
راہب کرے گا ہم سے مودّت کا حق ادا

فرمایا مصطفیؐ نے ہیں قسمت کے فیصلے
اولاد لوح میں نہیں راہب کے واسطے

بولے نبیؐ کہ اے میرے لختِ جگر سنو
گر تم کہو تمہاری دعا رَد کبھی نہ ہو

یہ سنتے ہی بلند فضا میں ہوئے جو ہاتھ
رحمت کھڑی تھی جوش میں شاہِ ہُدیٰ کے ساتھ

بس دیکھتے ہی دیکھتے حق نے صدا یہ دی
راہب کو سات بیٹے عطا کیجئے ابھی

فرطِ خوشی سے جھک گیا دَر پر حسینؑ کے
کہنے لگا یہ فاطمہؑ کے نورِ عین سے

مجھ کو یہ سات بیٹے جو ہیں کر دیئے عطا
یہ سب کے سب حسینؑ پہ کر دوں گا مَیں فدا

راہب کی اہلیہ نے یہ ہولے سے پھر کہا
مولاؑ سے بیٹیوں کے لئے بھی کہو ذرا

بولے حسینؑ غم نہ کرو کچھ بھی تم ذرا
زینبؑ کے پاس جا کے کرو پیش مُدّعا

کرنے لگے وہ زینبؑ عالی سے التجا
خواہش ہے بیٹیوں کی اگر بھیک ہو عطا

خالق سے عرض کرنے لگیں ہو کے اشکبار
راہب کو بیٹیاں بھی عطا کر دے کردگار

آئی ندا یہ عرش سے اے بنتِ فاطمہؑ
لو سات بیٹیاں بھی ہیں اس کو مری عطا

ہو کر وہ خوش یہاں سے جو واپس وطن چلا
بولا کہ آپ کا ہے کرم سبطِ مصطفےٰ

آواز یہ مدینے میں گونجی تھی بار بار
دورِ یزید کا نہیں کوئی بھی اعتبار

پامال ہو رہا تھا جو اسلام ہر جگہ
فرمانِ مصطفےٰ کا نہ تھا پاس بھی ذرا

کرتے نہ تھے تمیز حلال و حرام کی
فِسق و فجور عام تھا پروا ذرا نہ تھی

ابنِ علیؑ نے ایسے میں جب فیصلہ کیا
چھوڑا مدینہ اور چلے سُوئے کربلا

الغرض کربلا میں ہوا تھا جو معرکہ
خیر اور شر کا بن گئی مِعیار کربلا

آلِ نبیؐ سے دشمنی رکھتے تھے اشقیاء
بے جرم بے خطا ہوئے سب قتل اقرباء

لے کر چلے اُٹھا کے وہ نیزوں پہ اُن کے سر
ہر اِک معظّمہ تھی وہاں غم میں نوحہ گر

راہب نے دیکھا قافلہ ٹھہرا ہے گھر کے پاس
اس میں ہیں سارے غمزدہ اور بیبیاں اُداس

نزدیک آ کے دیکھا جو راہب نے غور سے
رونے لگا وہ دیکھ کے سر کو حسینؑ کے

سر لے کے اپنے مولاؑ کا مہمان کر لیا
یعنی کہ خود کو صاحب ایمان کر لیا

راہب نے سات بیٹوں کے بدلے میں مانگا سر
آمادہ تھا وہ دینے کو سب اپنا مال و زر

قربان اِس طرح کیا بیٹوں کو باپ نے
تھرّایا آسماں تو لگا فرش کانپنے

شہہؑ نے کہا کہ بیٹوں کے سر تن سے جوڑ دو
راہب ذرا یہ آنکھوں سے منظر بھی دیکھ لو

حکمِ خدا سے ساتوں پسر اُٹھ کھڑے ہوئے
جسموں کے ساتھ سر تھے سبھی کے جڑے ہوئے

ہے آج بھی نشان یہ راہب کی نسل میں
گردن پہ خط دکھاتا ہے ایمان اصل میں

آصفؔ تجھے خصوصی یہ حاصل شرف ہوا
راہب کے واقعات پہ تیرا قلم اٹھا

☆☆☆☆☆

عطائے حسین علیہ السلام

ابرار حسین باری

اٹھ اے قلم فرات کے پانی سے کر وضو
تا کہ تیری زبان سے ہو حرف کی نمو
تجھ کو پکارتا ہے عزادار کا لہو
ہوتی ہے اہل حق کو ہی بس حق کی جستجو
ہے حکم یہ ابوالحسن عالی صفات کا
قصہ رقم ہو حضرت راہب کی ذات کا

اک شخص کا ہے تذکرہ راہب تھا جس کا نام
بے چینیوں میں جس کے گزرتے تھے صبح و شام
منحوس اُس کو جانتے تھے لوگ خاص و عام
دکھ ایسا زندگی میں تھا کہ نیند تھی حرام
اس کے نصیب میں لکھی بس رات کالی تھی
اولاد جیسی نعمت سے آغوش خالی تھی

دل دکھ میں ہو تو کیوں نہ دل آخر دہائی دے
ہر دم دعائیں کرتا کہ رستہ سجھائی دے
مجھ کو بھی خوش نصیبی کا چہرہ دکھائی دے
مالک دکھوں کی قید سے مجھ کو رہائی دے
دریا اُداسیوں کا کس طرح پار ہو
اب خوش نصیب لوگوں میں میرا شمار ہو

اُس نے سنا مدینہ میں اِک ذی وقار ہے
جو کہکشاں کے راستے کا شہ سوار ہے
شمس و قمر کی روشنی جس پر نثار ہے
محروم لوگوں کے لئے مثلِ بہار ہے
محبوب کبریا ہے محمدؐ ہے اسمِ پاک
اکسیر سے تو بڑھ کے ہے اس کے قدم کی خاک

یثرب کی سمت چل پڑا وہ لے کے دل میں آس
معلوم تھا ضرور بجھے گی یہ دل کی پیاس

اب راہ مستقیم پہ تھا مردِ حق شناس
جب منزلیں ہوں پاک تو کیا خوف کیا ہراس

راہب کا دل اداسیوں سے چین پا گیا
کیوں کہ دیارِ حضرت والاؒ میں آ گیا

کی عرض اس نے خالی ہے دامن مِرا حضور
میں بھی شفا ہی چاہتا ہوں اے شافعِ محشر
رہتا ہوں میں اداسیوں میں اور خوشی سے دور
آنکھیں ہیں اشک بار مِری دل ہے چور چور

محبوبؒ کبریا ہیں مصیبت کو ٹال دیں
آغوش میری خالی ہے خیرات ڈال دیں

راہب سے شاہ والاؒ نے کچھ یوں کیا خطاب
خالق نے لوح پر لکھا ہر شخص کا حساب
ہے درج رزق و مال کا اولاد کا نصاب
راضی رہو رضا پہ تو حاصل کرو ثواب

یثرب سے لوح پر مِری چشمِ حسیں گئی
اولاد تیرے نام پہ لکھی نہیں گئی

راہب روانہ ہو پڑا بے نیل بے مرام
کہتا تھا اپنے آپ سے ہے زندگی کی شام
اب اِک ہیں میرے واسطے کیا کوچ کیا مقام
مجھ کو کہیں شفا ملے اب ہے خیال خام

جو زندگی باقی ہے وہ غم کے قریب ہے
لگتا ہے اب تو رونا ہی میرا نصیب ہے

رستے میں اُس کو حضرتِ سلمانؑ مل گئے
اہل وفا و صاحبِ ذی شان مل گئے
راضی تھے جن پہ حاملِ قرآن مل گئے
یعنی درِ بتولؑ کے دربان مل گئے

پیاسا کھڑا ہے آکے تُو رحمت کے بحر میں
آنسو بہاتا کیوں ہے محمدؐ کے شہر میں

آ تجھ کو ایک خاص ہنر اب سکھاؤں میں
کیسے مرادیں ملتی ہیں یہ گُر بتاؤں میں
تجھ کو درِ قبول کی اِک راہ دکھاؤں میں
لکھے کو جو مٹائے گا اُس سے ملاؤں میں

خواہش ہے گر قبول ہو ہر ایک التجا
شبیرؑ کو حضورِ نبوتؐ میں لے جا کے

راہب نے پوچھا حضرتِ شبیر کون ہے؟
جنت ہے جس کے نام کی جا گیر کون ہے؟
مجھ کو بتا وہ صاحبِ تاثیر کون ہے؟
جو دکھ کو ٹال دیتا ہے وہ پیر کون ہے؟

جلدی سے چارہ گر کا تعارف کرا مجھے
وہ کون ہے کہاں پہ ہے جلدی بتا مجھے

سلمانؓ نے کہا کہ وہ ابنِ کرار ہے
وہ پاک مصطفٰےؐ کی نظر کا وقار ہے
اس کو دکھی دلوں سے بڑا ہی پیار ہے
دامن جو اس کا تھام لو تو بیڑا پار ہے
سلطان بحر و بر ہے شہِ مشرقین ہے
اس چارہ گر کا اسمِ گرامی حسینؑ ہے

راہب نے پوچھا کس جگہ ہے چارہ گر بتا
کرتا ہوں اُسکے در پہ میں جا کے التجاء
مجھ کو ذرا تُو صاحب اعجاز سے ملا
رکھتا ہوں اُس کے سامنے مَیں جا کے التجا
دروازہ سکھ کا چین کا اب تُو دکھا مجھے
تُو میرے چارہ ساز سے جلدی ملا مجھے

سلمانؓ مسکرا کے یوں کرنے لگے خطاب
کندھوں پہ میرے دیکھ لے بیٹھا ہے ماہتاب
یہ ہے قرآنِ پاک کی سب عظمتوں کا باب
شانوں پہ میرے بیٹھا ہے لختِ ابو ترابؑ
اُجڑے دلوں کے واسطے مشکل کشاء ہے یہ
بے آسروں کا دھر میں اِک آسرا ہے یہ

راہب یہ بولا آپ سے میرا سوال ہے
شانوں پہ تیرے بیٹھا یہ اِک نونہال ہے

مَیں کیسے مان لوں کہ دکھوں کی یہ ڈھال ہے
سلمانؓ نے کہا کہ محمدؐ کی آلؑ ہے
کیسے صفات اِس کی کوئی بھی بیاں کرے
چاہے تو ریگزار کو یہ آسماں کرے

اِک ناز سے یوں گویا ہوئے شاہِ مشرقین
میں نور مصطفےٰؐ کا ہوں میں فاطمہؑ کا چین
میرے قدم کی خاک ہے عرشوں کا زیب و زین
بیٹا ہوں میں علیؑ کا اور نام ہے حسینؑ
خالق کو ہے پسند جو مجھ کو پسند ہے
تقدیر دو جہاں مِری مٹھی میں بند ہے

مانا کہ سب سے بڑھ کے ہے ناناؐ کی بارگاہ
صحرا کو خلد کر دے محمدؐ کی اِک نگاہ
اُن سے بڑھا نہیں کسی کا بھی حشم و جاہ
لیکن کوئی اصول ہیں اے بندۂ اِلٰہ
محتاج مدعا ہیں ہمیشہ دلیل کے
دربار میں بغیر گیا کیوں وکیل کے

تو میرے ساتھ چل تیری قسمت جگاؤں گا
دنیا کو آج اپنا کرشمہ دکھاؤں گا
لکھا نہیں ہے ربّ نے جو وہ میں لکھاؤں گا
فرزند ایک دو کی بجائے کئی دلاؤں گا

دونوں جہاں میں ناناً کے دلدار ہم ہی ہیں
سمجھو تو کائنات کے مختار ہم ہی ہیں

راہب کو لے کے آ گئے دربار میں حسینؑ
بیٹھا نبیؐ کی گود میں قلبِ نبی کا چین
کہنے لگے رسولؐ سے یوں شاہ مشرقینؑ
بیٹے کا مدعا سنو عرشوں کے زیب و زین

بن کے وکیل آیا مَیں ہوں اس غریب کا
اِس در سوا کون آسرا ہے بد نصیب کا

لکھا جو ہوتا لیکھ میں یہ آتا کیوں اِدھر
تابع ہمارے ربّ نے کی دنیائے بحر و بر
راہب کا کام کرنا ہے بس قصہ مختصر
اس کے نصیب کے لئے کافی ہے اِک نظر

تبدیل آج لوح کا آئین کیجئے
کرتا ہوں میں دعا آپؐ آمین کیجئے

معصوم ہاتھ عرش کی جانب بلند تھے
ربّ ان کو تھا پسند یہ اُس کی پسند تھے
ابنَ علیؑ کے حرف بھی مثلِ کمند تھے
کھلنے لگے وہ باب کہ اب تک جو بند تھے

پوچھا قلم نے حکم ہو تحریر کیا کروں؟
مالک میں کُن کے لفظ کی تفسیر کیا کروں؟

پوچھا قلم نے ربّ سے کہ اے ربِّ کائنات
لکھنی ہے جو بھی لوح پہ مجھ کو بتا وہ بات
آئی صدائے خالق و مختارِ شش جہات
یہ دیکھ چاہتی ہے کیا ابنِ علیؑ کی ذات

بس آج لفظ کُن کو یوں تفسیر کرنا ہے
شبیرؑ جو کہے وہی تحریر کرنا ہے

راہب سے کہا مولاؑ نے لب کھول، کیا لکھوں؟
اب ہاتھ ہے قلم پہ مِرا بول، کیا لکھوں؟
اولاد، صحت، رزق، میں انمول کیا لکھوں؟
کہنے سے پہلے بات ذرا تولِ کیا لکھوں؟

لے تیرے حق میں مظہرِ نعمات لکھ دیے
تو ایک بیٹا مانگتا تھا سات لکھ دیے

دل ہو گیا تھا شاد اور آباد، چل پڑا
خیرات لے کے راہب دل شاد چل پڑا
لکھوا کے اپنے لیکھ میں اولاد چل پڑا
کہتے ہوئے حسینؑ زندہ باد، چل پڑا

ربّ کی رضا در اصل رضائے حسینؑ ہے
یہ تو بس اِک مثالِ عطائے حسینؑ ہے

☆☆☆☆☆

مسدّس مناسبتِ راہب

ساحرلکھنوی

اللہ کی نظر میں ہے وہ عظمتِ حسینؑ
ہے پیشِ حق قبول ہر اِک حاجت حسین
حیراں فلک ہیں دیکھ کر یہ نعمتِ حسینؑ
اس باب میں ہے عرش تلک شہرت حسینؑ
کافی ہے یہ شرف دل زہراؑء کے چین کو
اللہ عزیز رکھتا ہے اُن کے حسینؑ کو

درکار ہو کسی کو جو اللہ کی مدد
اس کے لئے حسینؑ وسیلہ ہیں مستند
کوئی دُعا ہو ان کی وہ کرتا نہیں ہے رَد
راہب کا واقعہ ہے مرے قول کی سند
حاجت جو اس کی مصلحتاً رَدنبیؐ نے کی
مشکل کشائی نورِ نگاہِ علیؑ نے کی

اس وقت واقعہ ہے یہ میری نگاہ میں
راہب تھا ایک عہد رسالتؐ پناہ میں
اپنے قدم جمائے تھے مذہب کی راہ میں
وہ اپنی قوم میں نہ تھا کم عزو جاہ میں
غم یہ تھا اس کو اس کا کوئی بھی پسر نہ تھا
گھر بے چراغ سا تھا جو نورِ نظر نہ تھا

کام آ سکیں نہ اس کے جب اس کی عبادتیں
پہنچیں نہ گوشِ حق تلک اس کی شکائتیں
دیتے تھے اس کو دوسرے راہب ہدایتیں
بیکار تھیں سب ان کی دُعائیں کرامتیں
اولاد کی تمنا میں دل داغ داغ تھا
ان کوششوں کے بعد بھی گھر بے چراغ تھا

آخر یہ سوچا چلیئے سوئے شاہ مرسلینؐ
وہ رحمتِ اللہ ہیں لا ریب بالیقین
رحمت میں اُن کی قید کوئی دین کی نہیں
وہ جو کرم کریں تو کھِل اٹھے دلِ حزین
جا کر کہوں کہ آپؐ سے امداد چاہیئے
مجھ کو خدائے پاک سے اولاد چاہیئے

یہ سوچ کے جو آیا حضورِ رسولؐ ربّ
کی عرض بستہ اُس نے کہ اے سید العرب
مجھ کو خدائے پاک سے بیٹے کی ہے طلب
میرے لئے دعا کریں اے ہاشمی نسب
سن لے گا وہ آپؐ تو اس کے حبیب ہیں
وہ آپؐ کا ہے آپؐ تو وہ خوش نصیب ہیں

آقاؐ خموش ہو گئے سن کر یہ التجا
تھی مصلحت اِک اس میں جو اُس سے نہ کچھ کہا

اس وقت انؑ کا زانو تھا تکیہ حسینؑ کا
باعتبار عمر تھا مولاؑ کا بچپنا
تھی کیفیت نواسے کے رخ پر سُرور کی
بوسے جبیں کے لیتی تھیں نظریں حضورؐ کی

آقاؐ رہے خموش تو راہب کو غم ملا
سمجھا وہ یہ کہ آقاؐ نے رد کر دی التجا
صدمہ جو اس خیال سے پہنچا تو رو دیا
یہ دیکھ کر حسینؑ نے ناناؐ سے یہ کہا
یاں غمزدہ جو آئے وہ خوش ہو کے جاتا ہے
آیا جو یہ تو خوش تھا، اب آنسو بہاتا ہے

پیشانی انؑ کی چوم کے حضرتؐ نے یہ کہا
اس کو طلب ہے بیٹے کی، اے میرے دلربا
میں نے اسے جواب نہ کچھ اس لئے دیا
میں چاہتا ہوں تم کرو اس کے لئے دُعا
کُھل جائے آج دہر پہ رتبہ حسینؑ کا
سب دیکھ لیں خدا بھی ہے شیدا حسینؑ کا

یہ سن کے دی حسینؑ نے راہب کو یہ صدا
اے غم نصیب، جا نہ ابھی، میرے پاس آ
اِک بیٹا تجھ کو چاہیئے، اے بندہ خدا
آ، میں کروں گا تیرے لئے حق سے اب دعا

وہ دینے والا ایک پہ کیوں اکتفا کرے
فرزند تجھ کو سات عطا ہوں خدا کرے

راہب یہ سن کے مولاؑ کے قدموں پہ گر پڑا
اتنی خوشی تھی فرطِ مسرت سے رو پڑا
قدموں کو چوم چوم کے کہتا تھا مرحبا
مجھ پہ بڑا کرم کیا اے جان مصطفےٰؐ

مجھ کو یقین ہے ساتوں گہر ہاتھ آئیں گے
ساتوں چراغ گھر کو میرے جگمگائیں گے

پھر عرض کی حضورؑ میرے گھر پہ بھی آئیں
تشریف ایک دن تو میرے یاں ضرور لائیں
غربت کدہ پر اپنے نشانِ قدم سجائیں
مجھ بے نوا کی آبرو دنیا میں یوں بڑھائیں

فرمایا یہ حسینؑ نے اِک دن مَیں آؤں گا
وعدہ کیا ہے تجھ سے تو بیشک نبھاؤں گا

تیزی سے دن گذر گئے ساٹھ ہجری آ گیا
عاشور کا تھا دن کہ قیامت ہوئی بپا
وہ ظالمانِ شام، وہ کوفہ کے اشقیاء
وہ کربلا وہ شہؑ پہ مظالم کی انتہا

سجدہ میں سر قلم ہوا مولا حسینؑ کا
پامالِ ظلم ہو گیا لاشہ حسینؑ کا

آئی جو صبح و شام غریبانِ کربلا
آلِ نبیؐ کو قید کیا وا مصیبتا
پھر ان پہ ظلم اور قیامت کا یہ کیا
لائے ہجوم عام میں بے مقنع و رِدا
زرد اِس جفا سے سب رخِ پُر نور ہو گئے
بالوں سے سر چھپانے پہ مجبور ہو گئے

طے کرتا اب جو منزلیں یہ کارواں چلا
اِک دن یہ چلتے چلتے حلب میں پہنچ گیا
ممنون تھا حسینؑ کا راہب جو بے نواء
ساتوں پسر کے ساتھ حلب ہی میں رہتا تھا
آ کے یہاں جو اہل ستم کے قدم رکے
اِک شب کے واسطے یہیں اہلِ حرم رکے

اب اہلِ کارواں اسی راہب کے گھر گئے
مانگا مکان اس کا بس اِک رات کے لئے
وہ غمزدہ تھا قیدیوں کا حال دیکھ کے
وہ حصے گھر کے اس نے اسیروں کو دے دیے
اترے اسی مکاں میں اسیرانِ کربلا
یاد آ رہی تھی شام غریبانِ کربلا

گہری ہوئی جو رات تو راہب تو سو گیا
اور اس طرف اسیروں میں ماتم بپا ہوا

روئے تڑپ تڑپ کے جو وہ غم میں مبتلا
اِک اِک کے لب پہ 'ہائے حسیناؑ' کی تھی صدا

زینبؑ تڑپ رہی تھیں جو اکبرؑ کی یاد میں
بانوؑ کا حال غیر تھا اصغرؑ کی یاد میں

بالی سکینہؑ کہتی تھی، عمّو اب آیئے
اب شمر کے طمانچوں سے مجھ کو بچایئے
فضہؑ سے بانوؑ کہتی تھیں، اصغرؑ کو لایئے
وہ رو رہا ہو تو اسے جھولا جھلایئے

گونجا جو وہ مکان اسیروں کے بین سے
راہب کی آنکھ کھل گئی اس شور و شین سے

غصہ تو اس کو آیا تھا لیکن وہ پی گیا
پھر ان الم نصیبوں سے کی اس نے التجا
اس درد و کرب سے نہ کریں گریہ و بکا
یوں بار بار نام نہ لیجئے حسینؑ کا

وہ محسنِ عظیم ہیں مجھ بے سواد کے
روشن ہیں گھر میں سات چراغ ان کی یاد کے

یہ کہہ کے راہب آ گیا اپنے مقام پر
کچھ دیر اس نے سونے کی کوشش تو کی، مگر
ایسے میں ایک نور اُدھر آ گیا نظر
رکھا تھا سر حسینؑ کا اِک سنگ پر جدھر

دیکھا تو نور ساطع تھا اس سر سے اس طرح
موسیٰؑ نے جلوہ طور پہ دیکھا تھا جس طرح

راہب سے پھر خطاب یہ کرنے لگا وہ سر
وعدہ کیا تھا میں نے کہ آؤں گا تیرے گھر
بعد شہادت اب جو ملی فرصتِ سفر
تب چل کے سر کے بل یہ مہم ہم نے کی ہے سر

تجھ کو خدائے پاک سے بیٹے عطا ہوئے
فرزند میرے راہِ خدا میں فدا ہوئے

راہب یہ سن کے ہو گیا بیتاب و اشکبار
روتا تھا نوحہ کرتا تھا رو رو کے بار بار
پھرتا سرِ حسینؑ کے گرد ہو کے بے قرار
تھی یہ تڑپ حسینؑ پہ ہو جائے اب نثار

غم تھا کہ جان دی نہ شہؑ مشرقین پر
ساتوں پسر فدا نہ کئے کیوں حسینؑ پر

پھر اس نے سر کو غسل دیا خون دھو دیا
خوشبو لگائی گیسو سنوارے بصد بُکا
روتا ہوا اب اپنے قبیلہ میں وہ گیا
پھر جمع کر کے سب کو سنایا وہ ماجراء

ساؔحر ہنود سن کے یہ حیران ہو گئے
کلمہ پڑھا خدا کا مسلمان ہو گئے

اختتامیہ

ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں بغور حقائق کی غواصی کر کے ذر آبدار اہل ایمان کے دست بوس کر رہے ہیں۔ اختیار امام اور اقتدار امام آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے۔ اسی آفتاب حقیقت نے تاریک گوشوں کو منور کیا اور ہم نے اصل روایت متن حدیث کے تمام پہلو اجاگر کر دیئے ہیں اور حقائق تاویل کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

لمحہ فکریہ

دل صاحب ایمان سے انصاف طلب

آخر وجہ کیا ہے کہ مقصرین حدیث راہب کا انکار کیوں کرتے ہیں؟ بیان کرنے والے کا کیوں مذاق اڑاتے ہیں اور ذاکرین وخطباء کا استہزاء کرتے ہیں۔ ہم بنظر عمیق اس حدیث پر غور وفکر کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس حدیث مبارک میں بے اولاد کا صاحب اولاد ہونا اور اس اولاد کا ناصر امام ہونا ثابت ہوتا ہے اور چونکہ مقصر تو اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ کے مظہر اور مصداق ابتر ہیں۔ لہٰذا وہ دشمنی شاہ کربلا میں اس روایت سے انکاری ہیں چونکہ یزید ملعون اور لشکر یزید حضرت کریم کربلا سید الشہداء علیہ السلام کی فضیلت کا انکاری تھا اور ہے لہٰذا آج بھی افواج یزید فضیلت امام اور ولایت امام کی انکاری ہے۔

کردم اشارتے و مکرر نمی کنم

اختتام خير اختتام

اللهم العن اول ظالم ظلم حق محمد و آل محمد، و آخر تابع له على ذلك، اللهم العن العصابة التى جاهدت الحسين عليه السلام و شايعت و تابعت و تابعت على قتله اللهم العنهم جميعا

السلام عليك يا ابا عبد الله و على الا رواح التى حلت بفنائك، عليك منى سلام الله ابداً بقيت و بقى الليل و النهار، ولا جعله الله آخر العهد منى لزيارتك. السلام على الحسين ، وعلى علي بن الحسين، و على اولاد الحسين، و على اصحاب الحسين عليهم السلام

و صلى الله على محمد و آله سادات الانس والجان و لعنة الله على اعدا هم اصحاب النيران و قد فرغ من تسويد هذا الاوراق مصنفها العبد الحقير الفقير السيد محمد ابو الحسن بن السيد نذر حسين شاه بن السيد نور على شاه الموسوى المشهدى فى يوم الشهادة مظلومة الكبرئ سيده فاطمة الزهراء سلام الله عليها و على ابيها و بعلها و بنيها ٣ جمادى الثانيه ١٤٣٧ من الهجرة النبويه المصطفويته على مهاجر ها الاف التحية و الثناء حامداً مصلياً فى بيت الزهراء اسلام آباد الباكستان

تمت

مصادر تحقیق

۱	قرآن مجید	۲۰	چہل مجالس
۲	تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام	۲۱	کامل الزیارات
۳	تفسیر برہان	۲۱۲	مستدرک الوسائل
۴	تفسیر مراۃ الانوار	۲۳	الصراط المستقیم
۵	تفسیر نور الثقلین	۲۴	غوالی اللیالی
۶	تفسیر سورۂ الحمد (خمینی)	۲۵	تذکرۃ الشہداء
۷	الجواہر السنیہ فی الاحادیث القدسیہ	۲۶	مدینۃ المعاجز
۸	معالم الاصول، طبع ایران	۲۷	مناقب ابن شہر آشوب
۹	عدۃ الداعی	۲۸	بحار الانوار
۱۰	الدعاۃ الحسینیہ، طبع ایران	۲۹	تمہید ابوشکور سالمی
۱۱	اسرار شہادت، طبع ایران	۳۰	اخبار الاخیار
۱۲	مرکز انسانیت	۳۱	عالمی معاشرہ اور قرآن
۱۳	بصائر الدرجات	۳۲	الحسین ارواحنا فداہ
۱۴	کنز المصائب	۳۳	تحفۃ الانساب
۱۵	دمعۃ الساکبہ	۳۴	ولایت اور شرک
۱۶	صحیفۃ الابرار	۳۵	اخبار المسیح
۱۷	حقائق العقائد	۳۶	آثار المعصومین
۱۸	کلمات مکنونہ	۳۷	الخرائج والجرائح
۱۹	نور البراھین	۳۸	الثاقب فی المناقب

۳۹	اربعین	۵۹	تحفۃ المجالس
۴۰	شرح العرشیہ	۶۰	الانوار العلویہ
۴۱	اصول کافی	۶۱	ہدیۃ الکبریٰ
۴۲	ولایت فقیہ حکومت اسلامیہ	۶۲	اثبات الہدایۃ
۴۳	تعلیقات علی شرح فصوص الحکم (خمینی)	۶۳	مدارج النبوۃ
۴۴	مصباح الہدایہ (خمینی)	۶۴	مشارق الامان
۴۵	آداب الصلاۃ (خمینی)	۶۵	طبقات شعرانی
۴۶	شرح حدیث جنود عقل و جہل (خمینی)	۶۶	اثبات الوصیۃ مسعودی
۴۷	شمیم ولایت	۶۷	چہل حدیث (خمینی)
۴۸	منشور مقدس ولایت	۶۸	اولیاء کرام اور شعراء عظام آستانہ مولا علیؑ پر
۴۹	مہر نبوت، مدارج الفتاویٰ	۶۹	بصائر الدرجات
۵۰	انسان کامل	۷۰	عرفان آلِ محمدؐ ترجمہ ینابیع المودۃ
۵۱	من لایحضرہ الفقیہ	۷۱	خطبۃ البیان حقائق و شواہد
۵۲	کتاب التوحید	۷۲	بحار الانوار کمپانی
۵۳	شرح دعاء سحر	۷۳	احقاق الحق
۵۴	نہج البلاغہ	۷۴	طوالع الانوار
۵۵	مفاتیح الجنان	۷۵	عیون المعجزات
۵۶	زیارت جامعہ کبیرہ	۷۶	عیون اخبار رضاء
۵۷	الاختصاص مفیدؒ	۷۷	غیبۃ طوسی
۵۸	فضائل ابن شاذان	۷۸	انوار نعمانیہ

۷۹	تذکرہ اولیاء پوٹھوہار	۹۹	انوارالحسینیہ
۸۰	تذکرہ نقشبندیہ خیریہ	۱۰۰	مدینۃ الانوار فی فضائل النبیؐ والآئمۃ الاطہار
۸۱	گلدستہ اولیاء	۱۰۱	انوارالمعاجز
۸۲	مجموعہ کرامات اولیاء	۱۰۲	بحورالغمہ
۸۳	مظاہر چوراہیہ	۱۰۳	فلسفہ عزاداری
۸۴	کتاب السرائیر	۱۰۴	مناقب مرتضوی
۸۵	تذکرہ مولانا محمد یعقوب نقشبندی	۱۰۵	قاسم ولایت
۸۶	ارواح ثلاثہ	۱۰۶	جواہرالاخبار
۸۷	محفل اولیاء	۲۱۰۷	الذریعہ
۸۸	حدیث اول	۱۰۸	جوامع الکلام
۸۹	الولایۃ التکوینیہ بضو القرآن والبرہان	۱۰۹	ارشادالعوام
۹۰	منہاج الفقہاء	۱۱۰	الصراط السویٰ
۹۱	اثبات الہدایۃ	۱۱۱	معارف فاطمیہؑ
۹۲	القطرہ من بحار المناقب النبیؐ والعترۃؑ	۱۱۲	ہندو وفالورز آف مسلم امام
۹۳	انوارالمجالس	۱۱۳	دی ملی گزٹ والیم 5 نمبر 10 ایم جی 104
۹۴	لسان الواعظین	۱۱۴	Youtube.com
۹۵	حسینؑ منی	۱۱۵	Wikipedia.htm
۹۶	الاصول الاصلیہ	۱۱۶	Liveazadari.com
۹۷	نوادرالمناقب	۱۱۷	hussainibrahman.tumblr.com
۹۸	جامع لحدیث المناقب		

تبرکات واسناد

مراجع اعلیٰ کے عطا کردہ اجازات مبارکہ

سرکار سید الفقہاء والمجتہدین استاد العلماء والمجتہدین آیت اللہ السید طیب الموسوی الجزائری اعلی اللہ مقامہ نور اللہ مرقدہ

ص ١

٩ رج ٢ سنة ١٤٣٠ بسم الله الرحمن الرحيم

٧٨/٧٨

الحمد لله الذى فضل مداد العلماء على دماء الشهداء، والصلاة والسلام على من بعثه للنجاة العقلاء، سيدنا ونبينا محمد المصطفى، وآله الميامين النجباء، واللعنة على اعدائهم الأذلاء الأشقياء (امابعد) فانه لما كان من فضل الله على الأنام، ان اغناهم بالحلال عن الحرام، فبعث لبيانها الانبياء والرسل، فمهدوا لهداية الانام الطرق والسبل، وبعد مضيهم جعل الائمة الأطهار (عليهم السلام آناء الليل والنهار) مناراً في هذا المضمار، واعلاماً للعباد الابرار، الى ان غاب آخرهم عن الابصار، واستترقائمهم عن الانظار (ادام الله نوره الانور، وعجل لنا ظهوره الاظهر) وفى غيبته الطويلة، وضعت تلك الأعباء الثقيلة، على اكتاف العلماء الأعلام، الذين بذلوا مهجهم دون الاسلام فجزاهم الله جميلا، واسبغ عليهم من رضوانه وغفرانه جزيلا.

وممن سلك مسلكهم، وادرك مدركهم، الفاضل الزكى، والبارع الذكى، العامل النقى، والعابل الصفى سلالة أطياب الزمن، المجاهد السيد محمد أبوالحسن الموسوي المشهدي شكر الله مساعيه، وجعل مستقبله خيراً من ماضيه، فانه (حفظه الله) قد بذل شطراً من عمره الشريف فى كسب الكمالات النفسية، ومزاولة العلوم الشرعية، حتى بلغ مرتبة سامية، ودرجة نامية، فجزاه الله خيراً، ووقاه من الزمان شراً، وانه لما استجازنى لرواية الرواية، ليخرج الناس عن الغواية، أجزت له أن يروى عنى الحديث الآتى، باسانيدى المتصلة بائمة المشرقين، عليهم السلام فى الدارين، وهذه الاسانيد كثيرة ترجوع على المأمتين، نذكر منها واحداً اجتناباً عن الاطالة فى البين: قال السيد طيب الجزائرى عن السيد شهاب الدين المرعشى، عن ابى القاسم الطباطبائى (صاحب منهج الرشاد) عن الشيخ عباس بن حسن (آل كاشف الغطاء) عن الشيخ مرتضى الانصارى (صاحب الرسائل) عن احمد بن محمد آل عصفور عن عبد على البحرانى (اخى صاحب الحدائق) عن الشيخ حسين الماحوزى البحرانى، عن الشيخ سليمان الماحوزى المعراج، عن الشيخ محمد بن يوسف، عن جدنا السيد نعمة الله الجزائرى (صاحب شرحى التهذيب والاستبصار) عن استاذه العلامة المجلسى، عن ابيه محمد تقى المجلسى، عن السيد حسين ابن السيد حيدر الكركى، عن الشيخ على بن عبد العالى الكركى (صاحب جامع المقاصد) عن على بن هلال الجزائرى، عن احمد

ص ٢

عن احمد بن محمد بن فهد الحلي (صاحب عدة الداعي) عن السيد علي بن عبد الصمد النيلي، عن الشهيد الأول، عن السيد عبد الله بن محمد بن زهرة، عن الشيخ كمال الدين بن محمد بن زهرة، عن الشيخ شمس الدين محمد بن احمد بن صالح، عن ابيه، عن راشد بن ابراهيم البحراني، عن القاضي علي بن عبد الجبار، عن الشيخ قطب الدين الراوندي (صاحب الخرائج والجرائح) عن ابي تراب بن الداعي، عن الشيخ الطوسي (صاحب التهذيب والاستبصار) عن الشيخ المفيد (صاحب المقنعة والارشاد) عن الشيخ الصدوق (صاحب من لا يحضره الفقيه والخصال) قال فيه (ص ٥٠ ط طهران) حدثنا ابي رضي الله عنه، عن سعد بن عبد الله، عن احمد بن محمد بن عيسى، عن الحسين بن سعيد، عن محمد بن ابي عمير، عن منصور بن يونس، عن ابي حمزة الثمالي، قال سمعت علي بن الحسين زين العابدين (عليهما السلام) يقول: ما من خطوة احب الى الله عز وجل من خطوتين: خطوة يسد بها المؤمن صفاً في سبيل الله، وخطوة الى ذي رحم قاطع، وما من جرعة أحب الى الله عز وجل من جرعتين: جرعة غيظ ردها مؤمن بحلم، وجرعة مصيبة ردها مؤمن بصبر، وما من قطرة احب الى الله عز وجل من قطرتين: قطرة دم في سبيل الله، وقطرة دمعة في سواد الليل لا يريد بها عبد الا الله عز وجل.

وفي الختام، اوصيه وجميع الاخوان الكرام، بالاعتصام بولاية اهل البيت عليهم السلام، وتقوى الله الملك العلام، نستجير به من المعاصي الصغيرة والذنوب الكبيرة والسلام

كتبه الأحقر بيده القاصرة الداثرة

(المفتي) السيد طيب الموسوي الجزائري

في عش آل محمد عليهم السلام قم المشرفة في ٩ ج ٢ ١٤٢٠

طيب الموسوي الجزائري

سرکار عالم بزرگوار آیت اللہ السید محمد مهدی اشکوری قدس سرہ

۱۴۱۶ هجری
تاریخ اول ذیقعده الحرام

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة علی محمد وآله الطاهرین سیما بقیة الله الاعظم الحجة بن الحسن عجل الله تعالی فرجه الشریف واللعنة الدائمة علی اعدائهم اجمعین

اما بعد جناب مستطاب آقای مروج الاحکام خطیب عالی قدر سید محمد ابو الحسن الموسوی العابدی دام عزه

از طرف اینجانب مجاز و ماذون میباشند در امور حسبیه واخذ زکوة

وخمس وسهم مبارک امام علیه السلام ورد مظالم العباد وسایر

وجوهات شرعیه - ومجازند که یک ثلث آنرا صرف فقراء شیعه اثنی عشری

بنمایند خصوصا فقراء آن شهر ومحل ودو ثلث دیگر را برای اینجانب ارسال

نمایند برای اداره کردن حوزه های علمیه اسلامیه شیعه - وقبض رسید

آنرا از اینجانب دریافت بنمایند ودر تمام موارد مراعات احتیاط را بنمایند

فانه طریق النجاة ولا ینسانی من دعاء الخیر کما لا انساه انشاء الله تعالی

الحسینی النجفی
محمد مهدی
الاشکوری

سرکار شیخ الفقہاء والمجتہدین آیت اللہ الشیخ علی کاشف الغطاء طیب اللہ روحہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على
محمد وآله وصحبه الطيبين الطاهرين الحمد لله
الذي رفع قدر العلماء وورثهم من علوم الانبياء
والاوصياء وجعل لهم الرواية لتهذيب احكام
الدين وقد اجزت لفضيلة العالم السيد محمد ابو الحسن
الموسوي المشهدي ان يروي عني جميع ما صنفت
والفت وجميع ما صحت لي روايته من المشايخ
العظام لا سيما كتب الحديث وخصوصاً
الكتب الاربعة من نسخها المصححة كما اني
جعلته وكيلاً عني في قبض حق الامام ارواحنا
فداه والحقوق المنطبقة عليه والمبرات الخيرية
التي هو موردها وجعلت الناظر عليه
والناظر له هو الله تعالى وهو حسبنا ونعم
الوكيل ١٩ ج ١ سنة ١٤٠٤

الشيخ علي كاشف الغطاء

دار العلوم، النجف الاشرف

مرجع القدر فخر العلماء والمجتہدین آیت اللہ آقائی یعسوب الدین رستگار ادام اللہ ظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

تاریخ ۳۰ دی ۱۳۷۸

شماره ۱۰۱

پیوست

دفتر مراجعات

حضرت آية الله العظمی آقای یعسوب الدین رستگار جویباری (دامت برکاته)

الحمد لله رب العالمين و أفضل صلوات الله على أشرف أنبيائه و أكمل تحياته على أهل بيته المعصومين ولا سيّما بقيّة الله في الأرضين.

أما بعد: جناب مستطاب حجة الإسلام والمسلمين علامة سيد محمد أبو الحسن موسوی شوشتری دامت توفيقاته حسب استجازه ای که از اینجانب نموده‌اند مجازند در امور حسبیه که منوط بنظر فقیه جامع الشرائط است و أخذ وجوه شرعیه و صدقات و زکوات و موقوفات و مجهول المالک و کفّارات، و دستگردان و مصالحه در موارد معین و مقتضی و أخذ وجوه از أفراد خیّر و نیکوکار جهت چاپ و نشر تفسیر کبیر البصائر و سایر کتب فقهیه و معارف عالیه إسلام، و صرف نصف از مجموع وجوه مأخوذه را در بناء مدارس علوم دینیه و إقامهٔ شعائر مذهبی و إعانت بسادات محترمین و مستمندان و ازدواج پسران و دختران نیازمند مخصوصاً سادات و مصارف شخصی و کسانی که تحت تکفل ایشانند با رعایت احتیاط و تقوی و بطور متعارف، و ارسال نصف دیگر را برای اینجانب جهت إدارهٔ مراکز علوم دینیه و نشر معارف اسلامیه و بنام صاحبان وجوه قبض الوصول دریافت نموده و بآنها برسانند امید است ما را از أدعیهٔ صالحه فراموش نفرمایند، چنانچه بنده نیز إن شاء الله تعالى فراموش نمی‌کنم و السلام العبد الفاني: یعسوب الدین رستگار

دهم جمادی الثانی ۱۴۲۰ ه‍ ق

حوزه علمیه مقدسه قم - تلفن ۷۴۲۹۷۲

مرجع القدر فخر العلماء والمجتهدین آیت اللہ آقائی یعسوب الدین رستگار

ادام اللہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

تاریخ ۳۰/۲/۱۳۷۸

شماره ۱۰۰۲

پیوست ....

دفتر مراجعات

حضرت آية الله العظمى آقاى يعسوب الدين رستگار جويبارى (دامت بركاته)

الحمد لله ربّ العالمين والعاقبة لأهل التقوى واليقين، وأفضل صلوات الله على أشرف الأنبياء والمرسلين وأكمل تحيّاته على أهل بيته الطاهرين ولاسيّما بقيّة الله في الأرضين، واللعنة الدائمة على أعدائهم أجمعين إلى لقاء يوم الدين

أمّا بعد: فقد استجاز منّي سماحة الحجّة زبدة الفضلاء الكرام العلّامة السيّد محمّد أبو الحسن الموسوي المهدي دامت بركاته نقل الرّوايات الواردة عن أهل بيت النّبوّة المعصومين صلوات الله عليهم أجمعين، فأجزته أن يروي عنّي ما صحّت روايته عن مشايخنا العظام في النّظر والاجتهاد، ومشايخنا الأعلام في الإسناد والاستناد بالطّرق المنتهية إلى معادن العلم والوحي الأئمّة الهداة عليهم صلوات الله لاسيّما نهج البلاغة والصّحيفة السّجّادية والكتب الأربعة المتقدّمة والجوامع الأربعة المتأخّرة وما أوردته صحيحاً في التّفسير الكبير: «البصائر» مع التحفّظ في النّقل، وأوصيه بما أوصاني به المشايخ الكبار من ملازمة الاحتياط والتقوى، والتجنّب عن الهوى والتمسّك بالعروة الوثقى والسلام عليه وعلى إخواننا المؤمنين ورحمة الله وبركاته ١٤٢٠هـ ق

يعسوب الدين رستگار

حوزه علميه مقدسه قم - تلفن ۷۴۲۹۷۲

سرکار استاد الفقہاء والمجتہدین آیت اللہ شیخ عباس قوچانی طیب اللہ روحہ

بسم الله الرحمن الرحيم

السلام عليكم ايها السيد الجليل مولانا الاعظم الاجل الافخم

ثقة الاسلام والمسلمين سيد محمد ابو الحسن الموسوى المشهدى

حضرتعالى مأذون و مجاز هستيد در نقل روايات و
احاديث معتبره مانند روايات كتاب مستطاب كافى
و كتاب من لا يحضره الفقيه و كتاب تهذيب و كتاب استبصار
و كتاب وافى و كتاب كامل الزيارة و كتاب وسائل
و غيرها المأخوذ منها و عليكم بالتقوى والدعاء عند مظان
استجابة الدعوات ۲۱ ع ۲ / ۱۴۰۴ الاحقر عباس قوچانى

سركار رئیس الفقهاء والمجتهدين صدر العلماء والمتكلمين آيت الله العظمى الامام الراحل میرزا حسن الحائری الاحقاقی اعلى الله مقامه نور الله مرقده

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي ابدع بمشيته حقايق الممكنات من اثار اثارها، واخترع بارادته اعيان الموجودات
من اشعة انوارها، وصوّر بقدره وقدرته حدود الماهيات على ما اختارتها من الهياكل
في اكوارها وادوارها، ثمّ قضى بحمانيته وامضى عليها مصيرها مختارة في اقبالها وادبارها،
وصلى الله على عبده المنتجب ورسوله المرتضى ابي القاسم محمّد بن عبد الله الذي انتجبه
حاملاً لعامة فيوضاته، واختاره سفيراً الى كافّة مخلوقاته، فاقامه في العوالم كلها مقامه
فادّى الى عباده احكامه وانعامه×
وعلى اهلبيته المعصومين الذين اذهب الله عنهم الرجس وطهّرهم تطهيراً، وخصّهم بكلّما
قدخصّ رسوله من المقامات والكرامات سوى فضل النبوّة، واعطاهم ما اعطاه من الآيات
والمعجزات اضافة على شرف الابوّة والبنوة×
وبالأخص على صاحب الولاية الكلية الكبرى، والسلطنة المطلقة العظمى، امير المؤمنين و
سيّد الوصيّين ولامام المتقين ويعسوب العارفين وحامل لواء الحمد في يوم الدين وقائد
الغرّ المحجلين الى جنّات النعيم (علي بن ابيطالب)، وعلى اصحابه المنتجبين الذين استقاموا
على الطريقة، وشيعته المخلصين الذين عملوا بعدما اتّبعوا الحقّ والحقيقة×
ولعنة الله على اعدائهم اعداء الله ومخالفيهم اجمعين الى يوم الدين آمين× وبعد
فمن جملة الفضلاء الذين اتعب نفسه في طلب العلوم الدينيّة واقتطف اثماراً يانعة
من اشجار المعارف المعنويّة، واجتهد وجدّ في الوصول الى الحقايق ونال ما نال
من دقايق العقايد والرقائق جناب مروّج الأحكام ناشر فضائل المعصومين الكرام عليهم السلام
حجة الإسلام اقا السيّد محمّد ابو الحسن الموسوي المشهدي دامت توفيقاته العالية×
وقد استجاز وفقه الله لمراضيه وجعل مستقبله خيراً من ماضيه من الأحقر ان يكون
حلقة من حلقات سلسلة رواة الأخبار وواحداً من جملة حملة الآثار×
فاجزته لما شهد له من الأفاضل، ان يروي عنّي ما رويته عن مشايخي العظام واساتذتي
الكرام المذكورة اسمائهم في اجازاتي الاحاديث من الكتب الأربعة التي عليها المدار
في جميع الأعصار والأمصار (الكافي والفقيه والتهذيب والاستبصار) والجوامع الثلاثة
الأخيرة العالية المنار (الوافي والوسائل والبحار) والصحيفتين الشريفتين المقدّستين
العلويّة والسجّاديّة×
واسئله ان يسلك سبيل الاحتياط لانه طريق النجاة وان يتمسّك بالمحكمات ويُعرض عن
المتشابهات، وان لا ينساني من الدعاء عند مظانّ الاستجابة×
وسمحت له حفظه الله من الشبهات في اخذ الأخماس والزكوات والتصرف على مقدار حاجته
من غير اسراف وتبذير وان يوصل البقايا الى المستحقين من المؤمنين×
واخر دعوانا ان الحمد لله ربّ العالمين× وانا الأحقر ميرزا حسن ميرزا موسى الاحقاقي

تلفون : منزل ٢٥٥١٩٠٨ - جامع الامام الصادق (ع) ٤٣٢٧١٣-٤٣٢٠٢٩ - جامع الصحاف ٤٣٤٤١٧ - ص.ب : ١٤٧٤ المنصورية الصفاة - الكويت
TELEPHONE: 2551908 - 432713 - 432029 - 434417 - P.O. BOX: 1475 ~~AL-MANSOURIYA~~ - KUWAIT

سید الفقهاء والمجتهدین آیت الله السید محمد علی علوی گرگانی دام ظله العالی

تاریخ ۸/۵/۱۳۷۷
شماره ۲/۱۲۳۷
پیوست ———

دفتر حضرت آیة الله العظمی علوی گرگانی مدظله العالی

تلفن: ۷۴۱۱۳۲ - نمابر: ۷۴۳۶۸۹

بسمه تعالی

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على خير خلقه وأشرف بريته محمد وعترته الطيبين الطاهرين

وبعد با توجه باینکه در عصر غیبت کبرای حضرت ولی الله الأعظم ارواح من سواه فداه مجاری امور بید علماء وفقهاء جامع الشرائط که نواب عام آنحضرت هستند میباشد لذا جناب مستطاب زبدة الأفاضل والأماثل حجة الإسلام آقای سید محمد ابوالحسن موسوی مشهدی دامت تأییداته از ناحیه اینجانب مأذون ومجازند که نظارت در اموال غیّب وصغار و مانند آن با رعایت غبطه ومصلحت ومداخله در امور حسبیه وقبض واقباض وامهال در وجوهات شرعیه از قبیل سهوم واخماس وزکوات وصدقات واجبه ونذورات شرعیه وکفارات وثلاث ومظالم ومصالحه در اموال مشکوکه وسایر چیزهائیکه منوط باذن حاکم شرع میباشد بنمایند ومقدار ثلث آن از وجوهات شرعیه را در مصارفی که شارع تعیین نموده با رعایت غبطه ومصلحت وطریق احتیاط صرف کرده وبقیه را در جهت اداره حوزه های علمیه (صانها الله من الصدمات) که از أهم مصارف شرعیه است باینجانب ارسال وقبض رسید آن را بصاحبان وجوه برسانند، البته احتیاط را که طریق نجات است در جمیع امور مراعات کنند. والسلام علیه وعلی سایر اخواننا المؤمنین ۶ ربیع الثانی سنه ۱۴۱۹

محمد علی العلوی الحسینی

سرکار شیخ الفقہاء والمجتہدین آیت اللہ الشیخ محمد شبیری دام ظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

مكتب
العلامه الشيخ محمد شبيري
/ / ١٩ م

سورية
السيدة زينب – ص.ب ٦٢
/ / ١٤ هـ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة على خير الخلق اجمعين محمد وآله الطاهرين ولا حول
على اخواننا المؤمنين من اهالي اسلام آباد باكستان ان الفاضل الجليل ذو المجد الاثيل السيد
محمد ابو الحسن الموسوي قد طلب مني الاجازة في قبض الحقوق الشرعية والامور
الحسبية فقد اجزته وجعلته وكيلا من قبلنا في بلدكم المعمورة باهلها
الكرام على ان يصرف الحق الشرعي على نفسه بما يحتاج اليه بمقدار ثلث حق
الامام (ع) ارواحنا فداه كما اجزته في قبض حق السادة ايضا ورد المظالم
والكفارات والباقي يوصله لنا لصرفه على اهل العلم لحفظ الشريعة
الغراء واوصيه بالتقوى والاحتياط في الاقوال والفتوى وارجوه
ان لا ينساني من صالح دعواته في مظان الاجابة

حرره محمد ... الشبيري الزنجاني
٧/ جماد ٢/ ١٤١٦هـ

افتخار الفقہاء والمجتہدین آیت اللہ السید محمد علی طباطبائی ادام اللہ ظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحيم وبه نستعين

أما بعد فان سماحة :-
حجة الإسلام العلامة الحاج السيد محمد ابو الحسن الموسوي المشهدي دام ظله
وكيل متصرف من قبلي في إدارة الامور الحسبية
كالاوقاف وحفظ أموال القاصرين والاشراف عليهم وأجراء
العقود وسائر الالتزامات الشرعية. وانه أمين لدي فيجوز
المحاسبة عنده عن الحقوق الشرعية من خمس وزكاة
ونذور وكفارات وله أن يتصرف بمقدار ما يحتاج اليه في ضرورياته
وما يحتاج اليه الفقراء ويرسل الباقي الينا لصرفه في الامور الإسلامية
اللازمة كمساعدة الفقراء وتموين طلاب العلوم الدينية ونشر
الكتب النافعة وانشاء المؤسسات الخيرية والتبليغية.
كما انه أهل لنقل الاحاديث الشريفة فهو مجاز من قبلي بنقل
ما نقلته عن اساتذتي ومن الكتب المعتبرة التي يعمل عليها
علماؤنا الاعلام أعلى الله مقامهم :- واني أوصيه ونفسي
بالجد والاجتهاد في ذات الله واصلاح ذات البين وحل
النزاعات بين المؤمنين واقامة المعروف والنهي عن المنكر والضرب
على أيدي المفسدين واشاعة الخير بين الناس وخدمة المجتمع
الإسلامي والتواضع للمؤمنين وقضاء حوائجهم ما أمكن وشدة
الاحتياط في الدين والورع عن مواضع الشبهات وعدم التسرع
في اجابة المسائل الشرعية والابتعاد عن الفتن الاجتماعية
وأن لا يكون عونا للظالمين وغرضا للطامعين واني امل في اخوتي
المؤمنين أن يحترموه ويوقروه. ويأتموا به في الصلوات ويعرضون
حوائجهم ويستمعون لارشاده ووعظه ما دام واعظاً
فانه أهل للاكرام والاحترام:-
كما اني أرجوه وجميع المؤمنين أن لا ينسوني في مواطن الدعاء
من صالح دعواتهم واني داع الى الله تعالى للجميع بالسعادة والتوفيق
لما يحب ويرضى انه سميع مجيب :-

التاريخ: ٥/ جمادى الاولى/ ١٤١٥
من هجرة النبي الاعظم صلى الله عليه واله وسلم

سرکار سید الفقہاء والمجتہدین آیت اللہ السید عبد الاعلیٰ الموسوی سبزواری قدس اللہ روحہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد وآله الطيبين الطاهرين وبعد فقد استجاز مني جناب ركن الاسلام ملاذ الانام السيد محمد ابو الحسن الموسوي المشهدي دامت تأييداته في نقل الاحاديث المعصومية فأجزت له دامت توفيقاته في نقل المعتبرة منها من الكتب المعتمدة كالجوامع المتقدمة والمتأخرة التي انقلها عن مشائخنا العظام منهم السيد ابو الحسن الاصفهاني والشيخ ميرزا حسين النائيني والشيخ اقا ضياء الدين العراقي والشيخ محمد حسين الاصفهاني (رحمة الله تعالى عليهم) جميعاً عن الشيخ محمد كاظم الهروي الخراساني عن المحقق الانصاري بالاسناد المضبوطة في خاتمة المستدرك الأسناد المنتهية الى الائمة المعصومين (عليهم السلام) واروي بهذا الا عن عبد السلام بن صالح قال سمعت ابا الحسن الرضا (عليه السلام) يقول رحم الله عبداً احيي امرنا فقلت له كيف نحيي امركم قال عليه السلام يتعلم علومنا ويعلمها الناس فان الناس لو علموا محاسن كلامنا لاتبعونا. والمرجو منه ان يهتم بالعمل بما ينقل اكثر اهتماماً من نقله وان لا ينساني من صالح دعواته كما لا انساه ان شاء الله تعالى

عبد الاعلى الموسوي السبزواري

١٤٢١
١٤٠٥ھ

